Presented by: Rana Jabir Abbas

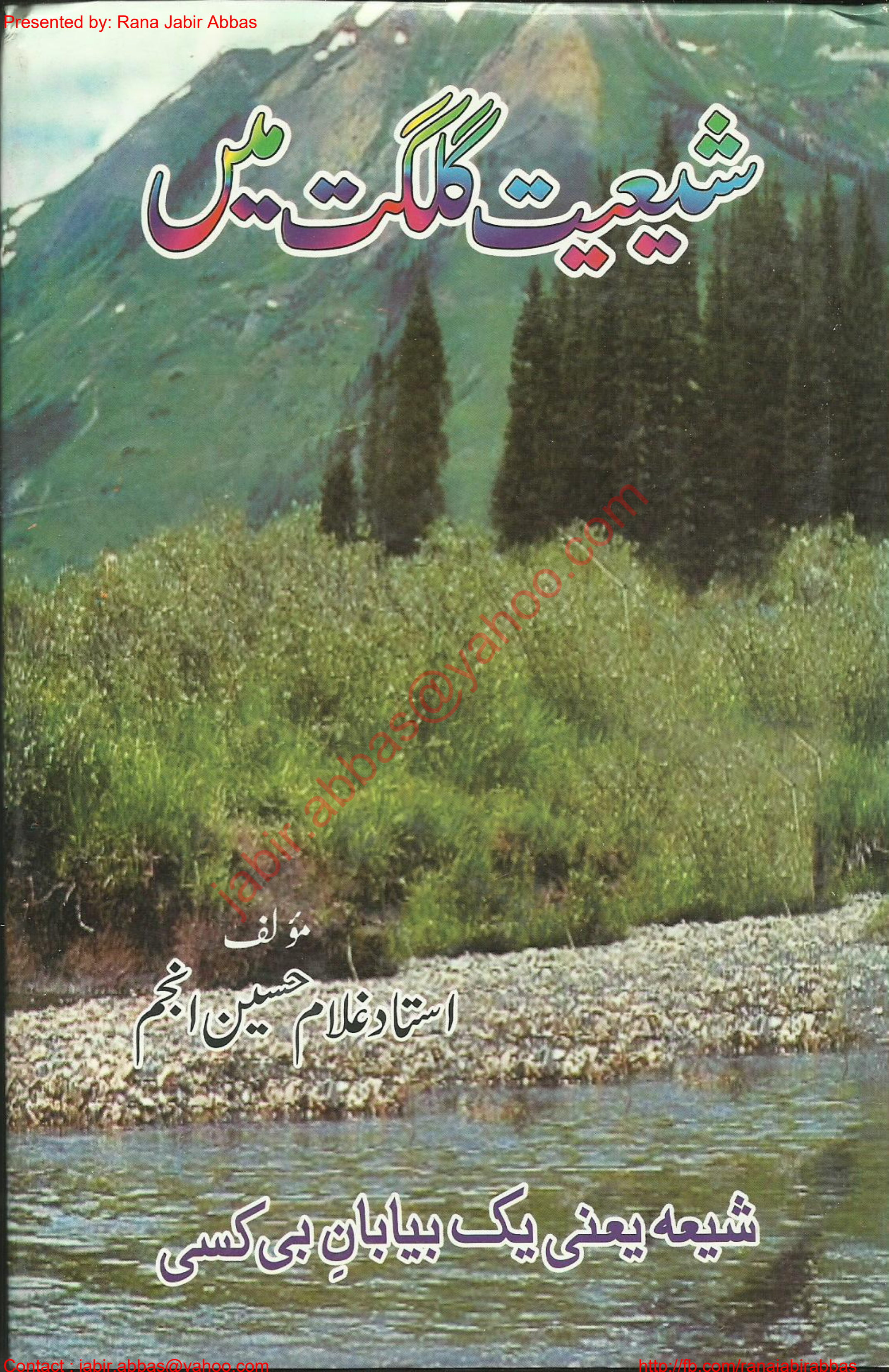

شیعیت گلگت میں

مؤلف
استاد غلام حسین انجم

شیعه یعنی یک بیابانِ بی کسی

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

Knowledge for All

SABIL-E-SAKINA

یا عباسؑ

۷۸۶

۹۲-۱۱۰

یاصاحب الزماںؑ ادرکنی

DvD Version

لبیک یا حسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

www.ziaraat.com

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

NOT FOR COMMERCIAL

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

شیعیت گلگت میں

مؤلف

استاد غلام حسین انجم دینوری

jabir.abbas@yahoo.com

ناشر

خیر الناس ویلفیئر ٹرسٹ دینور

گلگت

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب..............شیعیت گلگت میں

مؤلف.........استاد غلام حسین انجم دینوری

نظر ثانی......علامہ غلام علی وزیری، پروفیسر شیخ علی مدد

کمپوزنگ.........قربان علی نیرؔ ﴿ڈروٹ روندو﴾

معاون اشاعت.........محبوب علی صابری ﴿دینور﴾

تعداد...............500/

سن اشاعت.........یکم مئی 2006ء

﴿ناشر﴾

خیر الناس ویلفیر ٹرسٹ دینور

گلگت

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

شمارہ نمبر	مضمون	صفحہ
1	عرض مؤلف	5
2	تقریظ	7
3	فصل اول: شیعیت کی توضیح	8
4	فصل دوم: گلگت میں شیعیت کی ابتداء	34
5	فصل سوم: گلگت پر شیعوں کی حکومت	39
6	توضیح	117
7	بابائے گلگت حسن خان رانا	119
8	فخر گلگت راجہ محمد بابر خان کیانی	126
9	فخر کشمیر کرنل احسان علی خان وزیر	130
10	فصل چہارم: شیعوں کے مذہبی تبلیغات	135
11	سید سلام شاہ المعروف پنجابی سید	136
12	سید ابوالقاسم المعروف آغا مجتہد	139
13	آغا رسول شاہ	144
14	شیخ مہربان علی مہربان	145
15	سید میر فاضل شاہ نجفی	146
16	سید محمد عباس حسینی	148

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

17	آغا سید ضیاالدین رضوی شہید	150
18	سات نکسوہ	157
19	شہادت علماء	159
20	شب عاشور	165
21	اربعین	170
22	گلگت میں عاشورہ اور اربعین کا جلوس	172
23	جلوس اربعین	176
24	شیعہ مذہب کی اسلامی تقریبات	177
25	فصل پنجم: شیعوں کے مسائل و مشکلات	181
26	غیبی امداد	207
27	یادش بخیر	233
28	ماخذ کتاب	253
29	عاصم کریم کی یاد میں	254
30	تصنیفات مؤلف	256

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عرض مؤلف

اقوام وملل اور مکاتب ومذاہب کی تاریخ ان اقوام ومذاہب کی تمدنی معاشرتی اور تہذیب کے پس منظر میں پوشیدہ ہوتی ہے اس لئے ماضی کے ان پوشیدہ معاشرتی اور تہذیبی حقایق کو منظر عام پر لانے کے لئے ایک غیر جانبدار اور غیر متعصب محقق اور مورخ کی خاص ضرورت ہوتی ہے تاکہ ماضی کے ان گمنام جھروکوں سے تاریخ کے ان پوشیدہ واقعات وحالات کو منظر عام پر لایا جاسکے۔ چونکہ دنیا میں حال کا انسان اپنے مستقبل کو سنوارنے کی خاطر اس آزاد فکر روشن خیال اور تعصب سے پاک مورخ کی بے لاگ تحریر سے استفادہ کرسکتا ہے ورنہ افراد وجامعہ کی روشن تاریخ اور انسان کی تمدن اور اس کی تہذیب وثقافت تعصب اور جانبداری کے مہیب اندھیروں میں چھپ جائیگی کیونکہ اقوام ومذاہب کی تمدنی اور ثقافتی تاریخ کو بری دیانت اور محنت سے مرتب کرکے اقوام وملل کو ان کے تاریخی حقایق کے ذریعے سے زندہ رکھا جاسکتا ہے اور اقوام وملل کی تاریخ کو زندہ رکھنے کا اس انداز فکر سے انسانیت کی خدمت کے ساتھ دین اور مذہب کی بھی خدمت ہوتی ہے۔

راقم نے اپنی کتاب شیعیت گلگت میں کو مرتب کرتے وقت عام مروجہ جانبداری سے الگ رہ کر غیر جانبدار فرد کی طرح دیانتداری کے ساتھ ان حالات وواقعات کو صفحہ قرطاس پر لانے کی فراخدلانہ کوشش کی ہے اور خطہ شمال گلگت کے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تاریخی اور ثقافتی پس منظر کے حوالے سے لکھی ہوئیں مختلف تحریروں سے استفادہ کے علاوہ قابل اعتبار قصہ گو حضرات کی زبانی سنی باتوں کے ساتھ خود اپنے چشم دیدہ واقعات وحالات اور روایات کو علم ودرایت کی خاص تناظر میں چھان بین کر کے اس مختصر کتاب میں جمع کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ میری صاحبان بصیرت محققین سے گزارش ہے کہ کسی بھی صاحب کو کوئی واقعہ یا تحریر خلاف حقیقت نظر آئے تو واضح حقائق اور خاص ثبوت کے ساتھ تردید یا تصحیح کردے تو مؤلف اس خاص غلطی کو شکریہ کے ساتھ دوسرے ایڈیشن میں درست کر کے شامل کرنے کی کوشش کرے گا تاکہ خطہ شمال گلگت کی تاریخ وثقافت اپنے صحیح اور واضح خدوخال کے ساتھ منظر عام پر آجائے۔

والسلام

غلام حسین انجم

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تقریظ

علامہ محقق استاد غلام حسین انجم صاحب نے اپنی لکھی ہوئی کتاب "شیعیت گلگت میں" کا مسودہ نظر ثانی کے لئے دیا تو میں نے انتہائی گہری نظر سے مسودے کو پڑھا سرزمین گلگت کی تاریخ وثقافت اور خصوصا مکتب تشیع کے بارے میں ان کی تحقیق بڑی اہم ہے۔ علامہ موصوف ایک علمی اور تحقیقی ذہن کے مالک ہیں علم وادب اور تاریخ وثقافت کے لئے ان کی جستجو قابل ستائش ہے موصوف کی اور چند کتابوں کو پڑھنے کا موقع ملا ہے مگر یہ کتاب ان سے منفرد ہے۔ اگرچہ اردو ہماری مادری زبان نہیں پھر بھی موصوف اردو زبان میں اپنا مدعا صفحہ قرطاس پر لانے میں کامیاب ہوئے ہیں قوموں کی تاریخ وثقافت کو ضبط تحریر میں لانا نہایت مشکل اور صبر آزما کام ہوتا ہے مگر علامہ موصوف نے اس کتاب میں تاریخ وثقافت اور سیاست مدن کے حوالے سے قوم کے مسائل ومشکلات کو بڑے ذمدارانہ اور بلیغ انداز میں پیش کیا ہے آپ کی منفرد کتاب "اسلام گلگت میں" کے بعد "شیعیت گلگت میں" کو پڑھنے سے شمالی علاقہ جات کی تاریخ وثقافت کو سمجھنے میں بڑی مدد ملے گی اور اقوام وملل کے محققین اس کتاب سے بھرپور استفادہ کرینگے۔

فقط پروفیسر شیخ علی مدد

ڈگری کالج محمد آباد دینور و پرنسپل کمیونٹی کالج اوشکھنداس گلگت

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل اول: شیعیت کی توضیح

وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرَاہِیْمَ ۔ "اور بیشک ابراہیم ان کا شیعہ تھے (الصّٰفّٰت)

لفظ شیعہ قرآن مجید میں اٹھ بار ذکر ہوا ہے اور قرآن مجید کی کسی آیت بالفظ کا اپنی مرضی سے ترجمہ یا تفسیر کرنا درست نہیں ہے اور تفسیر بالرائے کی جسارت سے سے ایمان مشکوک ہو جاتا ہے اور کتاب خدا کے بارے میں ایسی جسارت کرنا سب سے بڑی غلطی ہے اور ایسی غلطی دل کے اندھے نادان ہی کرتے ہیں عربی زبان قرآن کی زبان ہے اور بڑی وسیع زبان ہے اور اس زبان کو سمجھ کر کلام الہی کا ترجمہ کرنا چاہئے اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ قرآن مجید کلام الٰہی ہے اور اس عظیم کتاب کا ہر لفظ کی طرح لفظ شیعہ کے بھی لغوی اور اصطلاحی معنی ہیں اس طرح کتاب قاموس جلد سوم صفحہ ۴۷ طبع مصر میں لفظ شیعہ کے معنے گروہ، تبع، مطیع، ناصر، مددگار، اور ساتھی لکھا ہے اور اسطرح اس لفظ شیعہ کے عرفی اور شرعی معنی بھی ہے اور مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۱۹۲ طبع مصر میں لکھا ہے کہ جاننا چاہئے کہ لفظ شیعہ ایک نام ہے جس کا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اطلاق حضرت علیؑ اور ان کی اولاد کے پیروکاروں پر ہوتا ہے اور فاضل شیر ستانی نے اپنی کتاب الملل والنحل جلد اول صفحہ ۲۷ طبع ایران میں یوں لکھا ہے یعنی شیعہ وہ ہیں جو حضرت علیؑ کی متابعت کرتے ہیں اور ان کے خلافت منصوصہ کے قائل ہیں اور اس طرح کتاب قاموس اور المنجد وغیرہ میں بھی درج بالا معنی بیان ہوئے ہیں اور یہ خاص توضیح موجود ہے کہ یہ نام اس گروہ پر بولا جاتا ہے جو حضرت علی اور ان کے اہل بیتؑ سے محبت رکھتا ہے اور یہاں تک کہ یہ لفظ شیعہ ان کا مخصوص نام ہو کر رہ گیا ہے اور اگر اس لفظ کے لغوی معنی تبع، گروہ، اور مددگار کے ہیں تو اس لفظ یا نام میں بذاتہ کوئی حسن و قبح یعنی اچھائی اور برائی نہیں ہے پس اگر کوئی اچھوں کی پیروی کرے تو وہ شخص اچھا ہوا اور کوئی بروں کی پیروی کرے تو وہ برا ہوا۔ قرآن مجید میں آٹھ مقامات پر یہ لفظ شیعہ مختلف انداز میں استعمال ہوا ہے لہذا اس لفظ کے لغوی اور اصطلاحی معنی اپنے اپنے مواقع اور محل کی مناسبت سے استعمال ہونا چاہیے نیز اس لفظ کے لغوی معنی مددگار اور آدمی کے پیروکار بھی لکھا گیا ہے کتاب المنجد طبع دار الاشاعت کراچی اور مصباح اللغات مکتبہ برہانی دہلی میں اس لفظ شیعہ کے اصطلاحی معنی علی کا طرفدار لکھا ہے اور اس طرح علامہ ابن حجر مکی اپنی خاص کتاب صواعق محرقہ میں لکھتا ہے کہ شیعہ وہ کہلاتا ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے محبت کرے اور باقی سب اصحاب سے آپ کو افضل مانے اور علامہ ابن اثیر جذری نے النہایہ میں لکھا ہے کہ شیعہ نام اس گروہ کے لئے مختص ہو گیا ہے جو حضرت علیؑ اور ان کے اہل بیتؑ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سے محبت کرتا ہے اور یہاں تک کہ یہ نام ان کے لئے اسم خاص بن گیا ہے۔

قرآن مجید کا پارہ ۲۳ رکوع ۷ سورہ الصٰفٰت کی آیت ۸۳ میں؛ وان من شیعتہ لا براھیم۔ "اور بے شک حضرت ابراہیمؑ ان کے شیعوں میں سے ہیں یہاں ہ کی ضمیر کا مرجع حضرت نوحؑ ہیں یعنی حضرت ابراہیمؑ حضرت نوحؑ کے شیعہ تھے اس آیہ مبارکہ کی تفسیر میں جملہ مفسرین نے یہی لکھا ہے اور ان آیات کا صحیح تراجم کے لئے تفسیر جلالین تفسیر ابن جریر طبری ترجمہ شاہ رفیع الدین ترجمہ ڈپٹی نذیر احمد دہلوی مولانا اشرف علی تھانوی اور علامہ وحید الزمان کی تراجم کی جانب رجوع کرنا چاہیے مولانا نذیر احمد دہلوی لکھتے ہیں کہ اور نوح کے طریق پر چلنے والوں میں سے جناب ابراہیمؑ بھی تھے اور تفسیر جلالین میں لکھا ہے کہ منجملہ جناب نوح کے تابعین کے جنہوں نے باوجود طول زمان کے اہل دین میں ان کی متابعت کی جناب ابراہیم بھی تھے اور اسطرح تفسیر فتح الخبیر مع خوز الکبیر مؤلفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے صفحہ ۲۳ پر لکھا ہے کہ ان من شیعۃ واھل دینہ ابراھیم "حضرت ابراہیم نوح کے شیعہ تھے یعنی ہم دین تھے اور مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں اور نوح کے طریقہ والوں میں سے ابراہیم بھی تھے اس طرح امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ ۱۲۹ میں لکھا ہے کہ لفظ شیعہ مشایعت سے ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جناب ابراہیم ان لوگوں میں سے ہیں جو دین و دیانت تقویٰ اور طہارت میں جناب نوحؑ کے پیروکار تھے اور قلب سلیم کے ساتھ آئے اس بارے میں علما اصول نے کہا ہے کہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس کا مقصد یہ ہے کہ گناہوں کی ہر قسم کی کثافت سے پاک وصاف رہ کر زندہ رہے اور حالت پاکیزگی میں وفات پائی اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ حقیقی شیعہ وہی ہوتا ہے جو نبی کے دین پر ہو اور اس کا دل شرک خفی اور گناہوں کی آلودگی سے پاک وصاف ہو اس سے کھل کر معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ حضرت نوحؑ کے شیعہ تھے اور ہم کو یہ واضح حکم دیا گیا ہے کہ: فاتبعو ملة ابراهیم حنیفا "ملت ابراہیم کی اتباع کرے اگر ملت ابراہیم کی اتباع کرنا ہے تو پھر ہمیں صحیح شیعہ بننا ہوگا۔

قرآن مجید کا پارہ بیس رکوع ۵ سورہ قصص میں ارشاد خداوندی ہے: هذا من شیعته وهذا من عدوه فاستغاثه الذی من شیعته "یہ ایک ان کے شیعوں میں سے تھا اور یہ ایک ان کے دشمنوں میں سے تھا اور تفسیر صافی میں لکھا ہے کہ ان دونوں لڑنے والوں میں سے ایک حضرت موسیٰ کا شیعہ تھا اور دوسرا اس کا دشمن اور اس آیہ مبارکہ سے واضح ہو جاتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے پیروکاروں اور ان کے دین پر چلنے والے دوستوں کو قرآن مجید کی زبان میں شیعہ کہا جاتا ہے اور ان کے مخالفوں کو دشمن مگر کچھ لوگ حسد وکینہ اور بغض وعناد کی وجہ سے شیعہ اور شیعیت کو حضرت علیؑ کے دور خلافت کے بعد سے شمار کرتے ہیں اور خاص نادانی کی بدولت یہ کہتے ہیں کہ بعد از وفات پیغمبرؐ کے اس دور کے سیاسی اور ثقافتی ماحول میں جو تغیرات رونما ہونے تھے ان حالات وواقعات کی بدولت اس نام اور نظریہ نے جنم لیا ہے اور اسی طرح دور خلافت علیؑ کے دوران اس نظریہ کی بنیاد پڑھ گئی ہے یہ سراسر الزام اور

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

غلط بہتان ہے کیونکہ قرآن مجید کے واضح توضیح اور اعلان کے علاوہ سنت رسول اسلامؐ میں بھی لفظ شیعہ خاص تعریفی انداز میں بار ہا زبان رسالت مآبؐ سے بھی اعلان ہوا ہے یعنی: یا علی انت وشیعتک ھم الفائزون "اے علیؑ تم اور تیرے شیعہ کامیاب ہیں علامہ دیلمی نے اپنی مشہور کتاب فردوس میں اس روایت کو ام المومنین بی بی ام سلمہؓ سے روایت کی ہے اور اس طرح جب اسرائیلی اور قبطی آپس میں لڑ رہے تھے تو خداوند عالم نے جو دلوں کا راز خوب جانتا ہے فرمایا: ھذا من شیعتہ وھذا من عدوہ "یعنی ایک حضرت موسیٰؑ کا شیعہ تھا یعنی ان کے دین پر تھا اور دوسرا ان کا دشمن یعنی کافر تھا مفسرین اہلسنت نے بھی یہی ترجمہ اور تفسیر بیان کیا ہے چنانچہ تفسیر بیضاوی جلد چہارم صفحہ ۱۲۵ طبع مصر میں لکھا ہے کہ: من شیعتہ ای شایعہ علی دینہ "ایک ان کا شیعہ یعنی ان کے دین پر تھا۔ معالم التنزیل جلد سوم صفحہ ۵ کا پارہ ۲۰ میں لکھا ہے: ھذا مومن وھذا کافر "یعنی ان دو لڑنے والوں میں سے ایک مومن شیعہ تھا اور دوسرا کافر تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کرامؑ کے ہم مسلک کو شیعہ اور مومن کہا جاتا ہے اور آیۃ اللہ باقر الصدر شہید نے اپنا رسالہ بحث حول الولایہ میں جسکا ترجمہ تشیع اور رہبری کے نام سے ہوا ہے اور اس کتاب میں لفظ شیعہ پر سیر حاصل بحث وتبصرہ کر کے وضاحت فرمائی ہے اور ۳۲۸ھ کا محقق علامہ ابو حاتم سمستانی بصری نے اپنی تحریر کتاب الزینت میں لکھا ہے کہ زمانہ رسول اسلام میں ایک لفظ مشہور ہوا وہ شیعہ تھا اور اسی طرح عبداللہ اعرافی مصری اپنی

jabirabbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کتاب اسلافہ فی امر اخلافہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ صحابی رسول سلمان فارسی اور حضرت ابوذر غفاری اذان میں شہادت رسول خاتمؐ کے ساتھ ولایت علیؑ کی شہادت بھی دیتے تھے اس طرح رسول اسلام کے زمانے میں 16 اصحاب رسول شیعیان علیؑ کے نام سے علی ولی اللہ کی شہادت دیتے تھے جب یہ خبر نبی خاتم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی گئی تو رسول اسلامؐ نے جواب میں فرمایا کہ یہ صحابہ حق کہتے ہیں کیا تم نے خطبہ غدیر خم میں میرے یہ الفاظ نہیں سنے تھے کہ: من کنت مولا فھذا علی مولا۔ اس طرح ولایت علی کی شہادت دینے والے ان شیعیان علیؑ میں مشہور صحابی رسول حضرت سلمان فارسی حضرت ابوذر غفاری حضرت عمار یاسر حضرت عثمان حنیف حضرت ابو ایوب انصاری حضرت مقداد بن اسود حضرت خالد بن سعید حضرت بردہ اسلمی حضرت ابی بن کعب حضرت حذیفہ یمانی حضرت خزیمہ بن ثابت حضرت سیھان بن حنیف حضرت سعد بن سعادہ انصاری حضرت عباس بن عبدالمطلب اور حضرت ابو الھیثم بن تیہان رضوان اللہ علیہم موجود تھے اور حضرت سلمان فارسی حضرت علیؑ کے سب سے پہلے شیعہ تھے اور اسطرح 10 ھجری سے تا ایندم شیعوں نے طوفان مصائب کے تھپڑوں سے مسلسل مقابلہ کر کے مکتب شیعہ کو نہ صرف باقی رکھا بلکہ اس مکتب شیعہ کو پوری کائنات میں زندہ وتابندہ رکھا ہے اور انشاء اللہ قیامت تک یہ مکتب شیعہ بڑی آب وتاب کے ساتھ جاری وساری رہے گا۔ مگر بعض ناصبی علماء نے مکتب تشیع کی حقانیت اور حقیقت کو عام لوگوں کی نظروں کے سامنے متنازعہ اور

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مشکوک بنانے کی خاطر نام نہاد عبداللہ ابن سبا اور اس کی مفروضہ تحریک سے منسوب کرنے کی ناکام کوشش کرتے رہتے ہیں عالمی استکبار کے نمک خوار اس خدائی فکر وعمل مکتب کو بدنام کرنا چاہتے ہیں تا کہ مکتب تشیع کی علمی اور شرعی حیثیت مجروح ہو اور اس خاص مقصد کی خاطر ابن سبا کا افسانہ تراشا گیا ہے اگر چہ تاریخ اسلام میں اس فرضی کہانی کی کوئی واضح حقیقت نہیں ہے اس لئے اس نام نہاد افسانہ کی رد میں مکتب تشیع کے متکلمین نے اس کے پس پردہ مقاصد اور حقائق کے اصلی خدوخال کو واضح کرنے کی خاطر بہت کچھ کام کیا ہے اس افسانوی کردار کی اصل حقیقت جاننے کے لئے فقط ڈاکٹر مرتضیٰ عسکری کی شہرہ آفاق کتاب عبداللہ بن سبا کا تفصیلی مطالعہ کافی ہوگا۔ یہ کتاب ضخیم تین جلدوں پر مشتمل ہے اور اس کتاب میں اس خود تراشے ہوئے افسانے کی اصل حقیقت کو بے نقاب کیا گیا ہے امام ابوزہرہ مصری اپنی کتاب تاریخ مذاہب اسلامیہ میں لکھتے ہیں کہ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ شیعہ فرقہ ایک اسلامی فرقہ ہے اور یہ لوگ بھی سبائیت کو کفر سمجھتے ہیں اس طرح علامہ شیخ حسن ایوب نے اپنی کتاب توسیط العقائد اسلامیہ میں لکھا ہے کہ اسلامی فرقوں میں شیعہ فرقہ سب سے قدیم ہے کیونکہ اس لفظ شیعہ کی توضیح حضرت نوح کے دور سے ہوتی ہے نیز وہ لکھتے ہیں کہ شیعوں کے بھی مختلف گروہ ہیں ان میں سے کچھ غالی اور کچھ میانہ رو ہیں مفکر اسلام استاد انور جندی نے مسلمانوں کو دعوت فکر دیکر کہا ہے کہ وہ غالیوں اور شیعوں میں فرق معلوم کرے کیونکہ اس لفظ شیعہ کو متنازعہ بنانے کی خاطر ایک خاص منصوبے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کے تحت بعد از وفات پیغمبر اسلامؐ اس بحث کو بیجا وسعت دی گئی ہے۔

کیونکہ وصال پیغمبر خاتمؐ کے بعد مسلمان دو گروہوں اور دو نظریات میں بٹ گئے پہلا نظریہ شورائی نظام حکومت کا ہے اور دوسرا نظریہ حکومت امامت منصوصہ کا ہے شورائی نظام کو خلافت کے نام پر چلانے کے حامی اہلسنت کہلائے جو خلافت راشدہ کے حوالے سے اسلامی نظام حکومت کے قائل ہیں اور دوسرا نظریہ شیعوں کا ہے جو بعد از وصال پیغمبرؐ کے خدا کی زمین کو حجت خدا سے خالی نہیں مانتے اس لئے حضرت علیؑ اور اس کی اولاد میں سے صاحبان ذکر کی امامت اور قیادت روحانی کے قائل ہیں اور اس سلسلے کو بطور خدائی منصب اور محافظین قرآن وسنت کے جزء ایمان مانتے ہیں اور جو لوگ حضرت علیؑ اور اولاد علیؑ کی شان میں غلو کرتے یا ان کی شان کے خلاف گالی دیتے ہیں شیعہ ان کو نجس اور ناپاک مانتے ہیں۔

غلو سے مراد حضرت علیؑ سے امام مہدیؑ تک کے سلسلے میں کسی بھی امام کو خدا کی ذات اور صفات میں شریک کرنا یا نبی خاتمؐ کی نبوت ورسالت میں شریک قرار دینا ہے شیعہ امامت کو ختم نبوت کی دلیل قرار دیتے ہیں اور اس نظریہ امامت کے حوالے سے شیعوں کے کئی فرقے بن گئے ہیں مگر ان فرقوں میں سے اکثر فرقے اپنے کمزور استدلال اور نظریہ کی بدولت ختم ہو چکے ہیں تاریخ میں نام تو آیا ہے مگر انکا وجود نہیں ہے اب صرف زیدی شیعہ اور اسمٰعیل شیعہ دنیا کے مختلف ممالک میں موجود ہیں اور شیعوں کی تاریخ کا خلاصہ یہ ہے کہ علم ودانش اور تعداد کے لحاظ سے واضح اکثریت

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بارہ امامی شیعوں کی ہے ان کو اثناء عشری شیعہ کہتے ہیں شیعہ وہ قدیم جماعت ہے جو حضرت علیؑ کی پیروکار اور جانبدار رہی ہے اور مکتب تشیع نے وصال پیغمبر آخرزمانؐ کے بعد آپ کی اہلِ بیتؑ کے حقوق کی بحالی اور ان کے اجراء کردہ علوم کی ترویج کے ساتھ ان کی رہبری خصوصا ان کی خلافت الٰہیہ کے فلسفے کے بارے میں ان کے وضع کردہ نظریات کی حمایت اور ترویج کو خاص اہمیت دیا ہے نیز اسلام اور خلافت راشدہ کے نام پر اقتدار پر متمکن حکومتوں پر مدلل اعتراضات کیئے اور ان کے اس انداز حکم رانی کی وجہ سے اکثریتی جماعت سے الگ ہو گئے ہیں اس وجہ سے خلفاء راشدین کے دور حکومت مین ہمیشہ سیاسی اقتصادی اور مذہبی دباو میں رہے اور خلافت بنی امیہ کے طویل دور حکومت میں وہ جان ومال کی حفاظت سے بھی محروم رہے اور برسر اقتدار لوگوں کے مظالم کے باوجود یہ مکتب نہ صرف زندہ رہا بلکہ ان حکومتوں کے مظالم کے باوجود مکتب تشیع کے نظریات اور عقائد کو بھرپور انداز میں مظبوطی سے تھامے رکھا اس طرح ہر دور میں ظلم وناانصافیوں کے باوجود اپنی مظلومیت اور محرومیت کے اپنے ایمان وایقان میں لغزش آنے نہیں دیا اور ساتھ ساتھ ردعمل کے طور پر اپنے نظریہ کی وسعت اور ترویج میں زیادہ کوشش کرتے رہے اور اس طرح بڑی جانفشانی اور عرق ریزی سے مکتب تشیع کو آگے بڑھایا ہے۔

دوسری صدی ہجری کے وسط میں خلفاء بنی عباس نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیا تو بنی عباس اور بنی امیہ کی آپس کی کشمکش اور رسہ کشی سے حالات بگڑتے رہے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اور شیعوں کو عارضی سکون اور آرام کا سانس لینا نصیب ہوا اور اس عارضی آرام و مہلت کے بعد پھر سے شیعوں پر سختی اور دباؤ شروع ہوا اور یہ دباؤ اور سختی آخر دم تک بڑھتی رہی اسطرح پھر چوتھی صدی ہجری کی آمد پر آل بویہ کے شیعہ حکمرانوں نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیا تو اس دور میں مکتب تشیع نے بھی طاقت حاصل کر لیا کیونکہ حکومت کی غیر جانبداری کی بدولت شیعوں کو کافی آزادی مل گئی تھی اس لئے شیعوں نے بھی علانیہ طور پر علمی اور عملی میدانوں میں اپنے حریفوں کا بھرپور انداز میں مقابلہ شروع کیا۔

پھر چھٹی صدی ہجری کے اوائل میں تاتاریوں کے حملے شروع ہوئے اور دوسری جانب حلیبی جنگوں کا آغاز بھی ہوا جنگی وجہ سے اسلام کے نام پر چلنے والی حکومتوں کی طرف سے شیعوں پر دباؤ کم ہوا اور خاص طور پر بعض مغلیہ سلاطین کی طرف سے مذہب شیعہ اختیار کر لینا بھی تھا اور اس طرح مازندرانی اور مرعشی سلطانون کی حکومتوں کی بدولت مکتب تشیع کی ترقی میں خاص مدد ملی اور اس طرح ایران' عراق کے علاوہ تمام اسلامی ممالک میں شیعوں کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہوتا چلا گیا اور تقریبا دسویں صدی ہجری کے اوائل میں ملک ایران میں صفوی حکومت کے قیام سے مذہب شیعہ نے پہلی مرتبہ حکومتی سرپرستی میں سرکاری مذہب کی حیثیت اختیار کر لیا اور اسطرح مذہب شیعہ کے احکام وقوانین کا بھرپور ترویج ہوئی اور اس مثبت طریق تبلیغ سے متاثر ہو کر دنیا کے مختلف ممالک میں اور خصوصا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اسلامی ممالک میں لوگ اس مکتب کی جانب راغب ہوتے رہے اور بفضل خدا اس وقت دنیا میں کروڑوں کی تعداد میں شیعہ زندگی کرتے ہیں اور ان کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے اس طرح مسائل و مشکلات کے باوجود مکتب تشیع نے علمی اور عملی میدان میں نمایاں کام کئے ہیں۔

اور قرآن و سنت کے روشن اصولوں کو صاحبان ذکر یعنی اہل بیت محمدؐ کے بتائے ہوئے راستے کے مطابق آگے بڑھایا علم صرف و نحو، علم معانی و بیان، علم قرائت، علم تفسیر، علم حدیث، علم رجال، علم اصول، علم فقہ، علم فلسفہ، علم ادب اور علم درایت وغیرہ میں مستند اور وافر ذخیرہ جمع کر کے دنیا میں ایک خاص مقام بنالیا ہے اور اس طرح مکتب تشیع نے ہر فن میں بڑے نابغہ روزگار علماء فن پیدا کئے اور اس طرح ابتداء تاریخ سے آج تک انفرادی اور اجتماعی طور پر علم و عمل اور جہاد فی سبیل اللہ کے میدان میں بڑے نمایاں اور انقلابی خدمات انجام دیئے ہیں مکتب شیعہ نے خانوادہ رسالت کے در سے جو کچھ سیکھا ہے اس پر معتقد اور کاربند ہے اس جہاں میں جو چیز دنیا کے تمدن اور معاشرے کے لئے سب سے زیادہ اہمیت کی حامل ہے وہ دین الہی کی تعلیمات کی معرفت ہے اور مکتب شیعہ دین الہی کی ثقافت کو قرآن و سنت اور سیرت اہل بیتؑ رسالتؐ کے روشن اصولوں کے مطابق نافذ کرنے کی تمنا رکھتا ہے اور نظام مصطفیؐ کے لئے انتظام مرتضیٰؑ کو شرط اول جانتا ہے مکتب شیعہ کا مکمل عقیدہ ہے کہ دین اسلام کی آسمانی شریعت کا سارا مواد کتاب خدا قرآن مجید

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اور نبی خاتمؐ کی سنت میں بڑے جامع اور واضح طور پر ذکر ہو چکا ہے مکتب شیعہ میں ختم نبوت کے بعد قیامت تک امامت منصوصہ کا نظریہ ختم نبوت کی واضح اور قاطع دلیل ہے اور قرآن و اہل بیتؑ کے توسط سے یہ خدائی احکام من وعن قیامت تک قائم و دائم رہیں گے اور اسلام کے بنیادی فلسفہ حیات میں ہرگز تبدیلی نہیں ہو سکتی ہے مگر دنیا کی سرعت رفتار کی بدولت اس میں فلسفہ حیات فقاہت و اجتہاد کی ضرورت ہے لہذا ہر اسلامی حکومت کے پاس اسلام کے جامع دستوری شریعت کو مکمل طور پر نافذ نہ کرنے کا کوئی جواز یا عذر نہیں ہے لہذا نظام مصطفیؐ کی ترویج اور نفاذ کے لئے انتظام مرتضیٰؑ یعنی امامت منصوصہ کا نظام حکومت کا نفاذ ضروری ہے اس طرح کا جس چیز نے مکتب شیعہ کو شورائی نظام خلافت انتخابی طریق کار کو قبول نہ کرنے پر ابھارا وہ ماضی کے تجربات اور مستقبل میں بھی رونما ہونے والے متوقع ناگوار حادثات کا خوف تھا کیونکہ ماضی کے خاص تجربات سے کھل کر معلوم ہوا تھا اور امکان یہ تھا کہ مستقبل میں بھی نظام اسلام کے نام پر شورائی طریق حکومت میں بد عنوانی اور فساد ہونے کا امکان تھا اور کی وجہ سے دین اسلام کی بنیادی تعلیمات میں خرابی نظر آتی رہے گی اور اتفاق سے بعد میں رونما ہونے والے واقعات نے اس خدشہ اور پیشگوئی کو اور تقویت دیا مکتب شیعہ کے نزدیک معاشرتی طور پر آزادی فکر کے لئے ایسے پاک باز اور راست گو لوگوں کی ضرورت ہے جنکی عصمت و طہارت کی تائید خالق کائنات اور مخبر صادقؐ نے کی ہو ورنہ ممکن ہے کہ ایسے افراد اقتدار اور

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

رہبری کو اپنے ہاتھ میں لیکر اپنے فرائض کی ذمہ داریوں میں غلطی یا خیانت سے محفوظ نہ ہوں اور اس غلطی کی بدولت اسلام کا عادلانہ نظام حکومت اور ولایت تکوینی استبداری سلطنت اور قیصر و کسریٰ کی طرح کی حکومت میں تبدیل ہو کر رہ جائے پس ایسے حالات میں فقط ایسا فرد موجود ہو جس کی تصدیق و تائید پیغمبر خاتمؐ نے فرمائی ہو اور وہ شخص قول و فعل میں پاک باز اور راست گو ہو اور اس کے طور طریقے کتاب خدا اور سنت رسول اسلام ہی کی روشنی میں مکمل علم کے ساتھ مطابقت رکھتے ہوں امام اور رہبر مانا جائے بعد از وصال پیغمبر شیعوں کے نزدیک ایسا شخص جس کی رہبریت پر مکمل بھروسہ کیا جا سکتا ہے فقط علی ابن ابی طالبؑ تھے۔ البدایہ والنہایہ جلد ہفتم میں اس بارے مین مکمل اور مدلل وضاحت نہایت تفصیل کے ساتھ موجود ہے بخوف طوالت حوالے پر اکتفاء کرتا ہوں۔

بحیثیت مجموعی ہر آسمانی دین و مذہب کے احکامات دو حصوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ یعنی اعتقادِ اور عمل اور دین اسلام کا اعتقادی حصہ بنیادی عقائد اور فطری حقائق پرستی اصولوں پر مشتمل ہوتا ہے اور ان حقائق پر انسان کو اپنی زندگی کا بنیاد رکھنا ہے اور وہ بنیادی اصول تین ارکان پر مشتمل ہے اول توحید دوم بنوت سوم معاد اگر کوئی فرد ان ارکان ثلاثہ میں سے کسی ایک میں شک کرے یا منکر ہو جائے تو اس شخص کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے اور ان ارکان پر عقیدہ کے بغیر دین اسلام کی پیروی کا فلسفہ اپنے اساسی مقاصد تک نہیں پہنچ سکتا ہے اسیطرح دین اسلام کا عملی حصہ اخلاق حسنہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کے ساتھ عبادی فرائض پر منی ہے اور فلسفہ عبادت کی فرضیت بطور شکران نعمت اضافہ نعمت کے وعدے کے ساتھ فرض قرار دیا گیا ہے اور آسمانی ادیان خصوصا دین اسلام میں انسان کی فلاح دارین کے لئے جو فروعی قوانین ہیں یعنی اخلاق حسنہ اور اعمال کی بھی دو قسمیں ہیں۔

خلاصہ یہ کہ مکتب شیعہ اثنا عشریہ نے ان بنیادی اصول اور فروعی عبادات کے قوانین کو قرآن وسنت کے ساتھ آنحضور کا گھرانہ یعنی اہل بیتؑ کے در سے لیا ہے اور شیعہ اثنا عشریہ ان ذوات مقدسہ کو آپؐ کے بعد سب دنیا سے زیادہ عالم اور قرآن اور منبع وحی سے زیادہ متصل مانتے ہیں اس لئے زندگی کے ہر موڑ میں اور آخری سانسوں تک ان ذوات مقدسہ کے دامن عصمت وطہارت سے متصل رہنے کے دعویدار ہیں۔لہذا تاریخ اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ میں اس گروہ کو شیعیان علیؑ کے قدیم نام سے یاد کیا جاتا ہے تفسیر صافی میں من لا یحضرہ الفقیہ کے حوالے سے ذکر ہوا ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ سے ایک حدیث میں آیا ہے کہ آپ رسول اللہ کو فرماتے سنا اگر کوئی مومن حالت ایمان میں فوت ہو جائے تو اس کے گناہ جتنے بھی ہوں موت اس کے ان گناہوں کا کفارہ ہوگی اور جس شخص نے کسی کو اللہ کا شریک نہ کیا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا نیز آپ نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی: اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ'' اور آپؐ نے یہ الفاظ بڑھا دیئے: مِنْ شیعتک ومحبتک یا علیؑ بے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

شک خدا معاف نہیں کرے گا اس کا شریک ٹھہرانے والے کو اور معاف کرے گا اس کے علاوہ جس کو چاہے اور آپ نے یہ الفاظ بڑھا دیئے: من شیعتک ومحبیک یا علی یعنی خدا نے فرمایا ہے کہ مشرک کے سوا جس کو چاہے اللہ تعالیٰ معاف کر دیگا اور اے علی وہ لوگ تمہارے شیعوں محبوں سے ہونگے امیر المومنینؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا وہ میرے شیعوں میں سے ہونگے صاحب تفسیر مجمع البیان لکھتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا ہے کہ تم لوگوں کو یہ نام مبارک ہو پوچھا گیا کہ کونسا نام آپ نے فرمایا شیعہ اور اس کے بعد سورہ قصص کی آیت ۱۴۱ کی تلاوت فرمائی اور اس طرح حضرت امام محمد باقر نے بھی اس نام کی وجہ سے مبارک باد دی ہے۔ کتاب المحاسن میں امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ ملت ابراہیم پر تمہارے سوا کوئی قائم نہیں ہے اور تمہارے سوا کسی کے اعمال قبول نہیں کیے جائینگے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس لفظ شیعہ کے بارے میں جتنی تاویلات ہوئیں ہیں اس لفظ یا نام کی توجیح اور توضیح کی خاطر بڑا مدلل اور جامع کام ہوتا رہا ہے مفسر قرآن علامہ محمد حسین طباطبائی نے اس لفظ شیعہ کی توضیح کی خاطر اپنی کتاب وافی ہدایہ کا نام ہی شیعہ رکھا ہے کتب شیعہ خیر البریہ علم و عمل کے میدان میں ایک مسلمہ اور مضبوط اسلامی مکتب فکر ہے اور اس خاص مکتب فکر کے حاسدوں میں یہود و نصاریٰ اور ہنود کے علاوہ مسلمان مکاتیب فکر پیش پیش رہے ہیں اسطرح جو لوگ اپنے نظریات اور ان کی ترویج میں شیعیت کو ایک مضبوط اور ناقابل تسخیر رکاوٹ اور سخت دفاعی حصار سمجھتے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہیں وہ لوگ ہر وقت مکتب شیعہ کے خلاف بلا جواز بے سروپا الزامات کے ساتھ ساتھ ریشہ دوانیاں کرتے رہتے ہیں تا کہ عوام الناس کے سامنے اس مکتب کی حقانیت اور حقیقت کو مشکوک بنا دیا جائے مگر این خیال است ومحال است وجنوں" کیونکہ علم اور تحقیق کے لحاظ سے جعفری مکتب اسکی ثقافت نا قابل شکست ہے مگر (لفظ شیعہ کی دامن میں بارہ گروہ نے جگہ بنالیا ہے) دین اسلام کے حوالے سے لفظ شیعہ کی دامن میں بارہ فرقوں نے اپنے لئے جگہ بنالیا اسیطرح ان گرہوں نے اپنے آپ کو ثقافت امام جعفر صادق کا نام دیا ہے مگر عمل اور عقیدے کی نظر سے دیکھا جائے تو عملی میدان میں ان کا دعوی درست ثابت نہیں ہوتا ہے چونکہ علوم الٰہیہ اور اس اسرار کے عظیم معارف سرکار خاتم الانبیاء کے ذریعے اور آپ کے اس عظیم خانوادے کے توسط سے دنیا تک پہنچ گئے ہیں۔

اس لئے خانوادے کو اہل بیت محمدؐ اور ان معارف کو ثقافت جعفریہ کا نام دیا گیا ہے، اور اس طرح ظہور اسلام سے ہزاروں سال قبل علم الہیات اور اس کائنات کے بارے میں جو نظریات سامنے آئے ہیں ان کے بارے میں الگ ادوار میں مختلف دانشمندوں اور حکمانے اپنے نظریات بعنوان تھوری لکھا ہے مگر مکتب اسلام میں اس دین کے حقیقی پیروکاروں نے ان معارف کو دلیل و برہان کے ذریعہ عام فہم انداز میں پھیلا کر عام کرنے کی کوشش کی ہے اور اسطرح ان قدیم حکما کی نظریات کی توضیح خود پیغمبر اسلامؐ کے بعد آپ کے خانوادے کے توسط سے عام ہوئے ہیں۔ اس طر

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ح ان علوم کا اجرا امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ نے زمانے کی ضرورت اور حالات کے مطابق اپنے دور میں عام معرفت کے ساتھ منطقی دلائل کے ساتھ عام کر دیا کیونکہ زمانے کے حالات نے امام محمد باقرؑ کے لئے ان نظریات کو عام کرنے کا موقع فراہم کیا امام محمد باقرؑ اپنے درسوں میں مختلف علوم کے بارے میں عام بحث فرماتے تھے اور علمی طبقوں میں امام جعفر صادق ایک چھوٹے بچے کی حیثیت سے ایک شاگرد کی طرح اپنے والد بزرگوار کے درسوں میں شریک رہتے تھے اس دور میں علمی طبقوں میں اعتراض یا دلیل طلب کرنے کا عام رواج نہ تھا مگر درس امام محمد باقرؑ کے علاوہ مکتب جعفریہ کی ثقافت میں اس بات کی خاص اجازت تھی اور ہر شاگرد اپنے استاد سے دلیل طلب کرتا اور منطقی انداز کا جواب مانگتا اس دور میں علوم ومعرفت کے بارے میں توضیح سے حاکم وقت کا اقتدار یا اس کے خاص نظریات سے متصادم کوئی بحث سامنے آجائے تو حاکم اور اس کی حکومت کی طرف سے اپنے مفادات کی خاطر بطور خاص عافت سے اس بحث کو دبانے کی کوشش کی جاتی تھی بلکہ درباری علما کی طرف سے کفر وارتداد کے عام فتوی بازی کے ذریعہ دبایا جاتا تھا۔

مکتب شیعہ میں منصب امامت علم لدنی کا حامل ہوتا ہے مگر امام علم لدنی کو عوام کی ذہنی صلاحیت یعنی مقدار ظرف کے مطابق استعمال کرنیکا خدائی حکمت کا قائل ہے کیونکہ سیرت نبویہ میں علوم الٰہیہ کی معرفت کے لئے اور بھی راستے اور طریقے موجود ہیں چونکہ علم لدنی خدا کی جانب سے خاص عطا ہے اس لئے علم امامت عام

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

افراد کی فکر سے بلند ہے اس لئے عام لوگوں کو کسی منطق دلیل کے بغیر اپنی روحانی طاقت سے منوانا سنت الٰہی کے عین مطابق نہیں ہے اور یہ قرین انصاف بھی نہیں ہے اس طرح صاحبان ذکر لوگوں کا کام ہے کہ وہ دلیل و برہان سے لوگوں کو قائل کرے اور یہ طریقہ سنت نبویہ اور حقیقت سے قریب ہے۔

٥٤٠ ہجری کا مشہور عالم صوفی اور شاعر محمد نیشاپوری جو فرید الدین عطار کے لقب سے مشہور ہوئے آپ منطق الطیر اسرار نامہ اور الٰہی نامہ جیسے مشہور شعری مجموعوں کا مصنف ہے اور آپ نے نثر میں تذکرۃ الاولیا کے نام سے علم و عرفان سے واسطہ بزرگوں کے حالات لکھے ہیں آپ نے لکھا ہے کہ دنیا کے تمام فرقے کا فر ہوں یا مسلمان سب امام جعفر صادقؑ کے درس میں شریک ہوتے تھے امام جعفر صادقؑ کا حلقہ درس ایک خاص یونیورسٹی کی طرح تھا جہاں ہر موضوع پر بحث ہوتی تھی مسلمانوں کے علاوہ بعض یورپی محققین بھی کہتے ہیں کہ مشہور کیمیادان جابر بن حیان کتب جعفریہ کے مشہور شاگردوں میں سے تھے امام جعفر صادقؑ کی اس اوپن یونیورسٹی سے ہر مکتب اور ہر رنگ نسل کے افراد نے ہر علم کے بارے میں استفادہ کیا ہے اکثر اسلامی عرفا اور مورخین کا یہ عقیدہ ہے کہ امام جعفر صادقؑ اسلامی دنیا کے پہلے عارف یا عرفا میں سے ایک ہیں اور اس عرفان و سلوک کے حوالے سے آپ کے بعد مکتب شیعہ کے ائمہ عرفان و سلوک کے مختلف گروہ پیدا ہوئے اور ان لوگوں نے اپنی فکر و نظر کے مطابق عرفان میں مبالغہ سے کام لیا اور اپنے آپ کو شیعہ کہا اس

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

طرح اہل سنت والجماعت کے عرفا کے ایک گروہ نے بھی مکتب امام جعفر صادقؑ سے عرفان کا درس حاصل کیا مگر مکتب شیعہ اور ثقافت جعفریہ کے خاص اصول ان کے عرفانی نظریات سے بالکل الگ ہیں اس لئے امام جعفر صادقؑ کے بعد بھی اس مکتب کے علما اور صاحبان سلوک نے ان عرفانی نظریات کو قبول نہیں کیا ہے حصول علم کے دو مقاصد ہوتے ہیں طالب علم فوری فائدے کے بعد عہدہ حاصل کرنا یا فقط علم برائے علم یعنی معرفت کا حصول ہوتا ہے امام جعفر صادقؑ برسر اقتدار بھی نہ تھے اور نہ اپنے شاگردوں کی سفارشی مدد کر سکتے تھے پھر بھی علم و معرفت کے متلاشی طلبا اکتساب علم کی خاطر آپ کے حضور میں زانوئے تلمذ تہہ کرتے تھے اس لئے نعمان بن ثابت المشہور امام ابوحنیفہ جیسی علمی شخصیت نے بھی دو سال تک آپ کی شاگردی کی آپ کا قول ہے اگر دو سال جعفر صادقؑ کی شاگردی نصیب نہ ہوتی تو نعمان بن ثابت ہلاک ہوا ہوتا امام ابوحنیفہ کو عہدہ اور بڑائی کا شوق نہ تھا اس لئے خلیفہ منصور دوانقی کی جیل میں رہ کر انتقال کر گئے مگر دولت اور بڑائی کی خاطر عہدہ قضاوت قبول نہیں کیا مگر امام ابو یوسف نے عہدہ قضاوت قبول کیا اور امام ابوحنیفہ کے نام سے اپنا فتویٰ چلایا۔

امام جعفر صادقؑ نے شیعہ مکتب فکر کی دو طریقوں سے خدمت کی آپ نے شیعوں کے ایک گروہ کو تعلیم دیکر علم و فضل کے میدان میں ان کو کامل بنایا اور اس طرح شیعہ ثقافت ان عالم و فاضل کے ذریعے موجود رہا اور ان کے توسط سے ہی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مکتب شیعہ کی ترقی اور بقاء میں مدد ملی اور امام جعفر صادق کے بعد ہر امام نے علماء کے ذریعے شیعی ثقافت کو فروغ دیا اس خاص ثقافت کی بنیاد پیغمبر آخرزمان کے دور ہی میں رکھا گیا تھا لیکن آنحضرت کی وصال کے بعد مختلف ادوار میں حکومتوں کے مختلف حالات کی بدولت یہ فکروعمل مکمل طور پر دباؤ کا شکار رہا اور جامع طور پر ترقی نہ کرسکا اور دیگر مکاتب کی طرح ختم بھی نہیں ہوا مسلمانوں میں خصوصاً مکتب شیعہ میں کلیسا کی طرح کوئی مرکزی روحانی تنظیم نہیں تھی جو وسیع بنیادوں پر اس مکتب کی کھل کر تبلیغ کرسکے بلکہ اس مکتب کے مقابلے میں حکومتوں کی طرف سے اور ان کے پروردہ لوگوں کے ذریعے کافی سے زیادہ رکاوٹیں دور دباؤ رہا پھر بھی شیعہ مکتب اپنی فطری ثقافت کی بدولت باقی رہا کیونکہ اس مکتب کی ثقافت کی بنیادیں مضبوط ہیں اس لیے یہ فکروعمل باقی رہا اور رہیگا امام جعفر صادق نے اپنے قول وفعل سے شیعہ علما کو یہ باور کرایا تھا کہ ہماری ثقافت نبوی ثقافت ہے جو دین اسلام کی بقاء کی ضمانت دے سکتی ہے اور ہر شیعہ عالم اور دانشمند کو چاہیئے کہ اپنی اس ثقافت میں کسی چیز کا اضافہ نہ کرے اور جو کچھ ان تک پہنچا ہے اس کی حفاظت کرے اور لوگوں میں اس کو رواج دے تاکہ زمانے کی سرعت رفتار کی بدولت لوگوں میں شعور وآگاہی آجائے اس طرح مذاہب عالم کے بارے میں تحقیق کے بعد واضح ہوتا ہے کہ کلیسا کے علاوہ دیگر مکاتب فکر کو دولت اور حکومت کی سرپرستی کی خاص ضرورت ہوتی ہے اس لئے دنیا کے اندر لوگ مختلف گروہوں میں بٹ گئے ہیں مگر

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مکتب شیعہ مجتہدین کرام اور صالح مبلغین کی بدولت فروغ پا رہا ہے لہذا اس مکتب کی ثقافتی ترقی سے خوفزدہ ہو کر عالمی استعمار اور اس کے نمک خوار اس مکتب فکر کی ثقافت کو کمزور کرنے کی خاطر مجتہدین کرام جو نمائندہ امام زمان عجل اللہ فرجہ ہیں اور صالح مبلغین کو بدنام کرنے کے لئے دولت اور پروپیگنڈوسے کام لے رہے ہیں ۔شیعہ مکتب کے پاس کلیسا کی طرح کوئی مرکزی تنظیم نہ تھی اور نہ ان کے روحانی پیشواؤں کے پاس اس مکتب کو فروغ دینے کے لئے کوئی منظم اور جامع تنظیم تھی اور نہ آج ایسا بین الاقوامی اقتصادی جامع پروگرام سے جو پوری دنیا میں ایک منظم وحدت کی طرح کام کرے اور کلیسا کی طرح منظم ہو اگرچہ امام جعفر صادقؑ مالی لحاظ سے اس مکتب کو کلیسا کی طرح منظم نہ کر سکا مگر آپ نے اس مکتب کے لئے ایک جامع اکیڈمی ضرور مہیا کیا ہے اس لئے آج بھی لوگ الگ خطوں میں رہتے ہوئے اپنی ثقافت کے حوالے سے کام کر رہے ہیں ۔چونکہ اس اکیڈمی میں آزادانہ طور پر علمی مسائل اسلامی کے علاوہ علم جغرافیہ، علم فلسفہ، علم نجوم، علم فلکیات، علم تاریخ اور علم کیمیاء وغیرہ مختلف علوم کے لئے ایک واضح تھیوری کے ساتھ بنیاد فراہم کیا ہے۔

لفظ اکیڈمی کی توجیہ یہ ہے کہ اتھنز کے نزدیک ایک باغ تھا جہاں مشہور دانشمند اور فلاسفر افلاطون لوگوں کو پڑھاتا تھا۔افلاطون کے بعد اس کے شاگرد اس باغ میں مطالعہ کرتے تھے اور یہ مقام تقریبا ایک ہزار سال یعنی ۵۹۲ عیسوی تک علمی مطالعات کا مرکز رہا ہے اور جب بیزانس کا شہنشاہ روس ژی ٹین یہاں قابض ہوا تو

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس نے اس علمی مرکز کو بند کرا دیا تھا آج اس مناسبت سے علمی مراکز کو اکیڈمی کہتے ہیں اور اس کے ساتھ ایسے اہم علمی مراکز کو مختلف ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے ۔جیسے حوزہ علمیہ یا دار العلوم

امام جعفر صادقؑ نے شیعہ مکتب کے لئے جس ثقافت کو سامنے لایا تھا اس دور کی دوسری ثقافتوں کے مقابلے میں اس لحاظ سے ممتاز حیثیت رکھتی تھی کہ اس ثقافت میں بحث کی آزادی تھی اور کوئی فتوی لگانے والا نہیں تھا اس وجہ سے اس ثقافت میں توسیع ہوئی اور اس کو فروغ ملا اسطرح شیعہ ثقافت کا دامن وسیع ہوتا گیا اور یہ ثقافت تمام اسلامی فرقوں کے لئے ایک مثالی نمونہ ثابت ہوئی اور دوسری صدی ہجری کے اختتام کو پہنچے سے پہلے ہی وسعت اختیار کر لیا اور باوجود یاؤ کے اس مکتب کا اثر دوسرے مذاہب پر بھی پڑا اور وہ بھی اپنے مذاہب کو علمی دلائل کے ذریعہ ثابت کرنے کی کوشش کرنے لگے مذہبی شیعہ ثقافت وہ اولین مکتب تھا جس میں علم قانون یا قانون فزکس کیمیسٹری حساب، ہندسہ طب، اور علم میکانیکی بھی شامل تھا اور خود امام صادقؑ ان علوم کو پڑھاتے تھے اس کے علاوہ آپ عرفان بھی پڑھاتے تھے اور آپ نے قدیم عرفانی نظریات کے مقابلے میں ایک جدید عرفانی مکتب کو وجود میں لایا اور اس عرفانی مکتب کو آپ کے پیروکار جعفری عرفان کا نام دیتے ہیں اس لئے مشرق کا عرفان اور مکتب اسکندریہ مصر کے عرفانی کے مقابلے میں جعفری عرفان میں واضح فرق پایا جاتا ہے کیونکہ جعفری عرفان مین دنیاوی امور کے ساتھ ساتھ اخلاقی امور

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اور تزکیہ نفس کی مانند اہم امور پر بھی خاص توجہ دی جاتی تھی اور اس طرح جعفری عرفان میں دوسرے مکاتیب فکر اور مکاتب فقہ کی مانند نہ تو مبالغہ آرائی ہے اور نہ ہی خالق ومخلوق کی وحدت پائی جاتی ہے۔

امام جعفر صادقؑ کے عرفان میں اگر انسان نیکوکار ہوگا تو وہ خدا کے زیادہ قریب ہوگا لیکن ملحق نہیں ہوگا کیونکہ کوئی مخلوق خالق سے ملحق نہیں ہوسکتی ہے مگر یہ ممکن ہے کہ مخلوق اپنے خاص عمل صالح کی وجہ سے وصل باللہ کا فاصلہ کم کرسکتا ہے مگر فاصلہ کو ختم نہیں کرسکتا البتہ نبی خاتمؐ کے لئے قرآن مجید میں دنیٰ اور قاب قوسین کے بعد اوادنیٰ کا لفظ ذکر ہوا ہے۔

مگر یہاں پر بھی دوئی کا پردہ موجود ہے یعنی خالق ومخلوق کے درمیان فرق موجود ہے اور خالق ومخلوق کے درمیان حد فاصل کا فلسفہ بانی اسلام پیغمبر خاتم محمد عربی اور آپ کے عظیم شاگرد حضرت علیؑ نے روشناس کرایا ہے اور امام جعفر صادقؑ نے بعد میں اپنے دور میں اس خاص فرق کی توضیح اور تشنہ تشریح کی ہے چونکہ امام جعفر صادقؑ کے حلقہ درس میں آزادانہ اظہار خیال کی کھلی چھٹی تھی اس لئے آپ کے شاگرد استاد کے نظریئے کو رد بھی کرتے تھے کیونکہ آپ اپنے نظریہ کو زبردستی شاگردوں پر ٹھونسنا نہیں چاہتے تھے اس لئے وہ تحقیق میں آزاد تھے کہ اس نظریہ کو قبول کرے یا مسترد کردے۔ مگر آپ کے مدلل بیان اور قادرالکلامی کا اثر تھا کہ شاگرد آپ کے درس کی طرف کھینچ کر لاتا تھا۔ آپ کے حلقہ درس میں شریک لوگوں کو یہ علم تھا کہ مادی لحاظ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سے ان کا درس سود مند نہیں ہے کیونکہ سند لیکر کسی دنیاوی عہدے پر فائز نہیں ہوسکتے۔

کیونکہ امام جعفر صادقؑ کے پاس کوئی دنیوی منصب نہیں تھا کہ وہ اپنے شاگردوں کو کوئی عہدہ دیدیتے اور وہ لوگ بھی یہ جانتے تھے کہ امام جعفر صادقؑ کے پاس کوئی دنیاوی مال ومتاع بھی نہیں ہے اور نہ آپ نے اپنے شاگردوں کو ایسی آئیڈئیل حکومت کے قیام کی جانب راغب کیا جس پر عملی جامہ پہنایا جاسکتا ہے اگر چہ آپ کے والد بزرگوار امام محمد باقرؑ کے دور میں اسلامی دنیا کے حالات ایسے تھے کہ آپ کے حلقہ درس میں شریک لوگ دنیوی منصب کے متمنی رہتے تھے اور جج یا قاضی القضاہ بننے کے امیدوار ہوتے تھے کیونکہ ولید بن عبدالملک اموی خلیفہ نے اس بات سے اتفاق کیا تھا۔ کہ جولوگ موجوزہ علوم کے فارغ التحصیل ہوں تو ان میں سے چند کو جج منتخب کیا جائیگا۔

مگر امام جعفر صادقؑ کے دور میں آپ کے حلقہ درس میں شریک لوگ صرف معرفت کے حصول کی خاطر علم حاصل کرتے تھے اس لئے شیعہ ثقافت وسیع اور طاقتور ہوتی گئی اس طرح مشرقی تاریخ کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ صفوی دور حکومت مذہب شیعہ کو پھیلانے کے لئے اقدامات کیے مگر جبر واکراہ سے کام نہیں لیا وہ صرف واقعات کربلا کے حوالے سے اس مکتب کی تبلیغ اور ترویج کرتے تھے اسطرح شیعہ مذہب ہر دور کی حکومتوں کی مخالفت کے باوجود ترقی کرتا رہا اگر چہ اس

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مکتب کی ترقی زیادہ تیز نہ تھی مگر اپنے مضبوط ثقافت کی بدولت سینکڑوں سال تک حکام وقت اور سلاطین کی کھلی دشمنی کے مقابلے میں قائم اور پائیدار رہا حال آنکہ اس مکتب کے ساتھ ہر دور میں مسلسل دشمنی کا برتاؤ کیا گیا ان سلاطین کے پاس دولت اور حکومت کے وسائل بھی تھے مگر جعفری ثقافت کے محافظوں اور مبلغوں کے پاس ایسا نہیں تھا اس طرح دنیا میں کسی بھی تمدن میں کسی بھی فکر و نظر کو متعارف کرا کر رائج کرنے اور اس فکر کو کامیاب بنا کر اس کو دوام بخشنے کے لئے علم و معرفت خلوص وایثار کی ساتھ مالی وسائل یعنی دولت کے علاوہ اقتدار بھی ہونا چاہیے۔

مگر تاریخ اسلام میں مکتب شیعہ نے دولت و اقتدار کے بغیر اپنی فکر کو زندہ و تابندہ رکھنے کے لئے اس کے مکتب کے بانیوں اور ان کے خاص پیروکاروں کے علم معرفت سے فیض پا کر ایثار و قربانی کے نہ بجھنے والی ابدی شمع کو ہر دور میں روشن رکھا اس لئے زمانے کی تغیرات اور دولت و اقتدار کے خاص دباؤ کے باوجود شیعہ خیر البریہ کی ثقافت کو علم و عرفان کے مسلمہ اور فطری قوانین کے ساتھ زندہ رکھا ہے اور آج کا دور تہذیبی جنگ کا دور ہے مختلف تہذیبیں آپس میں دست و گریباں ہیں خاص طور پر مغربی تہذیب نے مشرقی اور اسلامی تہذیبوں کو ہدف بنا رکھا ہے۔

مگر ان کی سرعت رفتار نے انہیں روحانی اعتبار سے بھی کمزور کر دیا ہے اس لئے آج کا دور ہمارے ارباب دانش اور اہل قلم پر بھاری ذمہ داری عائد کرتا ہے کہ یہ لوگ طبقہ عوام میں ایمانی قوت اسلامی شعور اور حسن اخلاق کو نکھارنے میں اپنی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بھرپور صلاحیتوں کو کما حقہ استعمال میں لائے تاکہ صحیح معنوں میں اسلامی معاشرے کی تشکیل ہو سکے اور مشرق و مغرب کی ثقافتی یلغار کا مقابلہ کر سکے مغربی تہذیب کی یلغار نے ہمارے معاشرے کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے اگر اس چکا چوند کرنے والی مغربی یلغار کا سدِ باب نہ کیا گیا تو مستقبل کی نسلیں ہمیں کبھی معاف نہیں کریں گی اور رب کائنات بھی ہم سے مواخذہ کریگا مکتب شیعہ کو اثنا عشری مسلمان کہتے ہیں اور شیعہ مسلک کو جعفری کیوں کہتے ہیں؟ زبانی کلامی اقرار کافی نہیں اس پر بھرپور انداز میں غور کرنا ہوگا۔ تاکہ یہ الٰہی مکتب اپنے اسلامی اقتدار کے ساتھ سمجھ آئے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فصل دوم

گلگت میں شیعیت کی ابتداء

راجہ سوملک اول کیانی کے اوائل عہد حکومت میں تقریباً 725ء میں ایک خدا رسیدہ بزرگ اور عالم دین سید شاہ افضل ولی علاقہ بدخشان سے ہو کر دارالخلافہ گلگت میں وارد ہوئے تھے حضرت سید شاہ افضل علم وعمل اور منصب روحانیت میں صاحب کشف وکرامات ولی اللہ تھے تاریخی روایت کے ساتھ علم درایت کی روشنی سے تحقیق کی جائے تو آپ کا ورود مسعود کا زمانہ 725ء مطابق 105ھ بنتا ہے اور اس پر آشوب دور میں اسلامی دنیا کا حاکم وقت خلیفہ منصور دوانقی تھا اور روحانی دنیا کی حکومت کے حاکم حضرت امام جعفر صادق تھے اگرچہ مبلغ بزرگوار سید شاہ افضلؒ کے بارے میں خاص تفصیلی معلومات نہیں ملتے مگر مختلف عام تذکروں میں آپ کے بابت کافی معلومات ملتے ہیں اور علم درایت کے تناظر میں ان معلومات کی تصدیق ہو جاتی ہے اولین مبلغ اسلام سید شاہ افضلؒ ملک ایران سے سمرقند وبخارا کے متمدن علاقوں سے ہوتا ہوا علاقہ بدخشان میں وارد ہوئے اور وہاں سے گرم چشمہ چترال کے راستے دارالخلافہ گلگت پہنچے اس دور میں گلگت اور اس کے علاقہ جات پر راجہ سو ملک اول کی حکومت تھی راجہ سوملک کیانی نے پورے 70ء سال گلگت اور اس کے ایالات پر عدل وانصاف سے حکومت کی ہے اور یہ مشہور اور انصاف پرور بادشاہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اولین مبلغ اسلام حضرت سید شاہ افضلؒ کی تبلیغ سے مشرف بہ اسلام ہوئے اور گلگت میں اس عادل بادشاہ کے ذریعے دین اسلام کی تبلیغ ہوئی راجہ سوملک کیانی بڑی مدت سے اولاد کا متمنی تھا کیونکہ ان کی متعدد بیگمات سے کوئی اولاد نہیں تھی راجہ سوملک کیانی نے مبلغ اسلام ولی بزرگوار سید شاہ افضلؒ سے درخواست کی آپ ان کے حق میں خصوصی دعا کرے کہ خداوند عالم راجہ کو اولاد کی نعمت سے نوازے تاکہ وہ تخت و تاج کا وارث بنے شاہ صاحب موصوف نے اس کے حق میں دعا فرمائی اور اس دعا کے طفیل خداوند عالم نے عادل بادشاہ سوملک کیانی کی چھتی ملکہ شاد بیگم کے بطن سے ایک نرینہ اولاد عطا کیا اور اس شاہزادے کا نام شاہ ملک رکھا گیا اور راجہ سوملک کیانی نے بکمال عقیدت اس بچے کو اس ولی بزرگوار کی گود میں ڈال دیا اور اس خوش قسمت شاہزادے کا نام اپنے دور سید شاہ افضل سے منسوب کر کے شاہ ملک رکھا مگر گلگت کی رعایا نے بکمال محبت و عقیدت اس شاہزادے کو گلیت ملیکا کے نام سے یاد رکھا اور سید شاہ افضلؒ ہی شاہزادے کا اتالیق مقرر ہوئیاور جب اور جب شہزادے کی عمر ۱۶ سال ہوئی تھی اس اولین مبلغ اسلام کا انتقال ہوا اس مبلغ اسلام کی وفات پر راجہ سوملک اول کیانی نے نہایت ادب واحترام کے علاوہ شاہی اعزاز کے ساتھ گلگت کے شاہی قلعہ کے اندر سپرد خاک کرادیا اگرچہ اس قدیم قلعہ اور بعد کا قلعہ فردوسیہ کے نشانات اب مٹ چکے ہیں مگر ولی بزرگوار سید شاہ افضلؒ کی قبر بطور یادگار اب بھی موجودہ کشمیری بازار گلگت کے عقب میں بطرف دریا موجود ہے اور گزشتہ 1210ء

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سال سے بطور کرامت مرجع خلائق ہے۔

پھر 1241ء سے 1275ء کے درمیانی مدت میں بلواسطہ تبلیغ اسلام ہوا جناب پیر ناصر خسرو علوی آپ علوم متداولہ کے عالم ہونے کے ساتھ تصوف وعرفان کے بھی مالک بھی تھے آپ کی زندگی کے بارے میں نہایت مختصر تحریر راقم کی کتاب اسلام گلگت میں آئی ہے اور موصوف کی خودنوشت کتاب سفرنامہ حکیم کے ذریعہ بہت سے حالات وواقعات کا تفصیل سے علم ہوجاتا ہے آپ اپنی علمی استعداد کی بدولت فاطمین مصر کے مقربین میں شمار ہوتے تھے اور حجتی نمائندہ خاص کے عہدے پر فائز تھے آپ اس دور میں جناب سلطان مستنصر بامر اللہ کی طرف سے نمائندہ خاص یعنی حجتی کا عہدہ پاکر پچاس سال کی عمر میں ۴۴۴ھ مطابق 1064ء میں ایران سے ہوتا ہوا صوبہ بلخ افغانستان وارد ہوئے اور مکتب شیعہ اسماعیلیہ کی جانب لوگوں کو دعوت دی لیکن متعصب علما اور حکما کی طرف سے سخت مخالفت اور دباؤ کے بعد صوبہ بلخ سے ہجرت کر کے صوبہ بدخشان میں وارد ہوئے اور یمگان گاؤں میں ہمیشہ کے لئے سکونت اختیار کی اور اس جگہ آپ کو دعوت شیعہ اسماعیلیہ پھیلانے کا خوب موقع ملا اس طرح حکیم ناصر خسرو علوی کی بقیہ زندگی گاؤں یمگان بدخشان میں گزری اور ۴۸۱ھ مطابق 1101ء میں ۸۷ سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا اور آپ کی وفات کے ۱۴۷ سال بعد بدخشان کا راجہ شاہ تاج مغل نے اس دعوت کو عام کرنے کی خاطر راجہ طرہ خان اولی کے دور حکومت میں 1241ء سے 1275ء کے دوران

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دارالخلافہ گلگت پر حملہ کر دیا اور گلگت سے کنجوت ہونزہ جا کر دعوت اسماعیلیہ کو وہاں رائج کر دیا شیعہ اسماعیلیہ شیعہ اثنا عشریہ کی ایک شاخ ہے اور اس دعوت کی کئی اور شاخیں ہیں بقول حاجی قدرت اللہ بیگ صاحب عہد عتیق ریاست ہنزہ اس وقت گلگت اور اس کے اطراف یعنی ہونزہ پونیال اور یاسین وغیرہ میں دعوت اسماعیلیہ کی چار شاخیں موجود ہیں اگرچہ اس دعوت کی کل آٹھ شاخیں ہیں۔ پھر سید شاہ بریا ولی اصفہانیؒ آپ راجہ شاہ رئیس خان کیانی دوم کے دور حکومت میں 902ھ مطابق 1523ء سے 1561ء کے دوران اس علاقے میں بغرض تبلیغ وارد ہوئے اس دور میں ریاست نگر پر راجہ شاہ کمال کیانی کی حکومت تھی سید شاہ برہا ولی اصفہانی نوجوان راجہ شاہ کمال والی نگر کی تخت نشینی کے دوسرے سال کشمیر سے بلور کلاں بلتستان سے ہوتا ہوا شگر سے ہیالفو گلیشیر کو عبور کر کے ہسپر کے راستے دارالخلافہ نگر خاص پہنچ گئے اسطرح اور ریاست نگر سے دارالخلافہ گلگت میں وارد ہوئے آپ موضع سنکر بکروٹ بھی گئے شاہ رئیس چترال میں آپ کا انتقال ہوا اور راجہ شاہ رئیس خان کیانی دوم نے شاہی اعزاز کے ساتھ آپ کی تجہیز و تکفین کرایا آپ کا مقبرہ چترال میں مرجع خلائق ہے آپ کے حالات کا ذکر راجہ شاہ رئیس خان دوم کے حوالے سے بیان ہوگا۔

پھر سید شاہ سلطان علی عارف حسینی جلالی 1689ء سے 1705ء کے دوران گلگت کی نامور ملکہ جوار خاتون نے جب دوسری بار تخت گلگت پر ۱۶ سال حکومت کی اس دوران علم و عمل اور تصوف و عرفان کے مالک بہ خدا رسیدہ بزرگ اپنے دو دن

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بھائی سید ابراہیم شاہ حسینی اور سید اکبر شاہ حسینی کے ہمراہ کشمیر سے براستہ استور دارالخلافہ گلگت میں وارد ہوئے سید سلطان علی شاہ عارف جلالی نے اس دور میں دارالخلافہ گلگت اوراس کے ملحقات میں توحید باری رسالت خاتم المرسلینؐ اور ولایت علی مرتضیٰؑ کی تبلیغ وترویج کیا گلگت کا مشہور بادشاہ راجہ غوری تھم اور سید امیر شاہ دونوں نے آپ کے درس وتدریس سے استفادہ کیا ہے۔اوراس عادل راجہ کے دور حکومت میں مکتب اہل بیتؑ کو باقاعدہ فروغ ملا ولی بزرگوار سید شاہ سلطان علی عارف جلالی کا آستانہ دینور گلگت میں مرجع خلائق ہے اور یہاں حاضری دینے کی خاطر ہر جمعرات اور جمعہ کو بلاتفریق زائرین کا رش رہتا ہے۔

پھر سید شاہ ولی تقوی ابن سید شاہ زمان تقوی آپ ایک بلند پایہ عالم اور خدا رسیدہ ولی اللہ تھے آپ کا ورود تقریبا 1802ء میں علاقہ گنجوت ہنزہ ونگر میں ہوا ہے اس دور مین ریاست نگر میں راجہ آذر خان کی اور ریاست ہنزہ میں شاہ سلیم خان المعروف شاہ غضنفر کی حکومت تھی اور تخت گلگت پر راجہ محمد خان پسر شاہ غوری تھم متمکن تھے حاجی قدرت اللہ بیگ نے اپنی کتاب عہد عتیق ریاست ہونزہ میں لکھا ہے بقول صاحب عہد عتیق ریاست ہونزہ آپ لے ہمراہ آپ کے گھر والے بھی تھے مگر اس روایت کی تصدیق علم درایت سے نہیں ہوتی ہے اور میری تحقیق سے بھی اس بات کی تصدیق نہین ہوتی ہے کیونکہ آپ کی بیوی یا بچوں کے بارے میں کوئی واضح بات ثابت نہیں ہے میری کتاب اسلام گلگت میں راجہ محمد خان کی جگہ راجہ صاحب خان

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

درج ہوا ہے اور یہ درست نہیں ہے اور اس ولی بزرگوار سید شاہ ولی تقوی کی علاقہ کنجوت ہونزہ اور نگر آمد سے دین اسلام کی تبلیغ اور مکتب شیعہ کی ترویج کو نشاط ثانیہ ملا آپ کا آستانہ غلمت نگر نمبر 2 میں ہے اور آج بھی مرجع خاص وعام ہے پھر 1905ء میں آقائے سید سلام شاہ المعروف پنجابی سید اور آقائے سید ابوالقاسم خونساری المعرف آغا مجتہد بھی اس سرزمین میں تبلیغ اسلام اور مکتب شیعہ کی ترویج کر کے گزر گئے ہیں ان بزرگوار اولیا کے بارے میں تفصیل فصل چہارم میں بیان ہوگا.

فصل سوم

گلگت پر شیعوں کی حکومت

خطہ سال گلگت اور اس کے ایالات کی قدیم تاریخ اور جغرافیہ کا مطالعہ کیا جائے تو علاقہ گلگت کے ان سنگ لاخ درون اور علاقوں کی جغرافیہ اور ان کے تمدن اور معاشرتی زندگی پر روشنی پڑھتی ہے مگر یہاں کے حالات وواقعات اور مسائل کو درایات کے خاص انداز میں پرکھ کر سامنے لایا جاسکتا ہے تاکہ اس خطہ کی ماضی پر روشنی پڑھ سکے اور اس طریح ماضی کے ان تذکروں سے زمانہ حال کے خاص وعام حالات پر قابو پا کر مستقبل کو سنوارا جاسکتا ہے چونکہ اس خطہ شمال کی ماضی بعید کے معاشرے کے اندر مربوط ذرائع ابلاغ اور تحریری یاداشتوں کو محفوظ رکھنے کا خاص

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تصور نہ تھا اس لئے یہاں کے حکمرانوں کے امن وآشتی کے کارنامے یا مظالم کے واقعات کو محفوظ رکھنے کے لئے کوئی منظم تحریری کام نہیں ہوا ہے اور اگر کہیں کچھ کام ہوا بھی ہے تو وہ منظم اور مستند انداز میں نہیں ہوا ہے جس کو من وعن تاریخ کا حصہ قرار دیا جاسکے اس کمزوری کی اصل وجہ علاقہ جات کی خاص جغرافیہ کی ہیئت ترکیبی ہے اور اس دور میں خطہ کی تاریخ کی تشکیل بہت مشکل تھی کیونکہ کم علمی معاشی بدحالی اور ثقافتی کمتری کی بدولت یہاں کے لوگ اپنے حکمرانوں کو دیو مالائی مخلوق سمجھتے تھے اور طرح طرح کی کہانیوں کے ذریعہ توہم پرستی کا شکار ہو کر ان عام کہانیوں تک محدود رہتے تھے اس لئے جدید دور کے محقق اور مورخ کے لئے کافی سے زیادہ مسائل ومشکلات درپیش ہیں اس خاص علاقہ کی تاریخ کے بارے میں بدیشی سیاحوں اور مورخوں نے جنکا تعلق چین، یونان، وطورانی، اور عرب کے علاوہ انگریز قوم سے رہا ہے اگرچہ ان لکھاریوں نے اس خطہ کے بارے میں کافی کچھ لکھا ہے مگر ان محققین کی کوششوں کو جوں کے توں تسلیم کرنے میں تعمل ہے کیونکہ ان عام اندازوں کو قبول کرنے کے لئے علم درایت کی مدد کی ضرورت ہے اور خطہ شمال کی قدیم تاریخ وثقافت کی کڑیاں ملانے کی خاطر علم درایت کی مدد چاہئے تاکہ ان لکھاریوں کی کاوشوں سے اتفاق کیا جاسکتا ہے کیونکہ ہمیں اس خطہ کی تاریخ وثقافت کے بارے میں ان باتوں کے علاوہ اور زیادہ قابل اعتبار اور مستند مواد نہیں ملتا ہے مشہور مورخ ابوریحان البیرونی جو سلطان محمود غزنوی کے دور میں گزرا ہے آپ نے دورہ کشمیر کے دوران کشمیری

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پنڈتوں اور مترجم حضرات سے اس خطہ شمال کے بارے میں معلومات حاصل کئے ہیں اس لئے محقق البیرونی کی مشہور کتاب الہند میں کشمیر کے علاوہ جن پہاڑی دروں پہاڑوں اور میدانوں کا ذکر ملتا ہے ان میں لفظ بلور اور شامیلان کے پہاڑوں کا خاص ذکر بھی ملتا ہے البیرونی کی رائے ہے کہ ان پہاڑی علاقوں میں ترک نسل کے قبیلے آباد تھے جن کو بھٹ دان کہتے اور ان کے حکمرانوں کو بھٹ شاہ کہتے تھے اس نسبت سے ہو گا کہ چیلاس کی آبادی مشہور ہوئی ہے۔

ڈاکٹر ناموس نے اپنی کتاب "گلگت اور شینا زبان" میں لکھا ہے کہ اس خطہ میں آباد لوگوں کو پساچا کا نام بھی دیا گیا ہے اور پساچا کے معنی انسانوں کا گوشت کھانے والے یا کچا گوشت کھانے والے بتایا ہے مگر اس قوم کی خاص تاریخ اور دور کا ذکر نہیں کیا ہے۔

یہ قوم قدیم دور سے تعلق رکھتی ہے آرین تاجدار دارا اول پانچویں صدی قبل حضرت مسیحؑ حاکم تھا اور دارا اول کا امیر البحر سکائی لکس نے دریائے سندھ کا منبع معلوم کرنے کے لئے بونجی گلگت تک کا سفر کیا ہے اور اسطرح مورخ البیرونی کے علاوہ علامہ سعودی کا تاریخ پر بڑا احسان ہے کیونکہ علامہ سعودی نے دیگر مورخین سے بڑھ کر اس خطہ میں آباد درد قبیلہ کے بارے میں تحقیق کی ہے ورنہ ان قبائل اور علاقوں کو کوئی نہیں جانتا تھا البیرونی نے جن قبائل کو ترک نسل قرار دیا ہے وہ اصل میں درد قبائل تھے اور یہ قبائلی دریائے نگر دریائے ہنزہ دریائے گلگت کے آس پاس آباد

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تھے ان علاقہ جات کو بلور خورد کہتے تھے اور اس طرح دریائے بلتستان جس کو دریائے سندھ کا نام دیتے ہیں اس کے اطراف میں آباد علاقہ جات کو بلور کلاں کہتے تھے اور مہابھارت میں بھی درد قبیلہ اور دردستان کا ذکر موجود ہے گلگت اور اس کے ایالات شمالی علاقہ جات میں لوگ آریاؤں سے پہلے آباد رہے ہیں ماہرین آثار قدیمہ کی تحقیق کے مطابق تھور، تھلپن اور چیلاس کی وادیوں اور چٹانوں پر کندہ نشانات اور تحریریں اور گنش، ہنزہ، سوست، اور سکر ہنزہ کی چٹانوں پر موجود نشانات اور تحریریں ایک جیسی ہیں بیسویں صدی کی طرح زمانہ قدیم میں بھی اسی شاہراہ ریشم کے ذریعے سیاحت اور تجارت ہوتی تھی اس لئے یہ علاقہ قدیم تہذیبوں کا گزرگاہ بنا ہوا تھا لہذا مختلف ادوار میں مختلف اقوام و قبائل اس خطے پر اپنی تہذیب و ثقافت کے نشانات اور اثرات چھوڑ گئے ہیں۔

اسطرح خطہ شمال گلگت اور اس کے ایالات پر بدھ مذہب و تہذیب کا آخری بادشاہ مشہور راجہ شری بدھت جن کو شری بدو اور شیلی بدو بھی کہتے ہیں'' حکومت تھی گلگت کا قدیم بدھ مت بادشاہ راجہ اگرتھم کے ہاں گلگت میں ایک لڑکا پیدا ہوا اس شاہزادے کا نام بدھ مذہب کے عقیدے کے مطابق شری بدھت رکھا گیا اور اس شاہزادے کی پرورش نہایت نازو نعم میں ہوئی راجہ اگرتھم کی موت کے بعد شاہزادہ شری بدھت پورے گلگت اور کوہستان کے علاقوں کا بلا شرکت غیر حاکم بنا لیکن گلگت کی ناخدا اور توہم پرست رعایا اس کو دیو مالائی مخلوق سمجھتی تھی اس لئے وہ راجہ شری

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بدھت کے بارے میں بے سروپا واقعات سناتے تھے راجہ شری بدھت کی ایک ہی لڑکی تھی جس کا نام نور بخت تھا مسمی جائے لوٹو جو چھکاس کوٹ، دینور میں رہتا تھا اور وہ شاہزادی نور بخت کا رضاعی باپ تھا شہزادی کی تربیت اچھے انداز میں ہوئی تھی جب شاہزادی نور بخت جوان ہوئیں تو اس کو موجودہ سونی کوٹ گلگت کے قلعے میں منتقل کی گئی تقریباً 642ء میں ایران کے کیانی خاندان کا ایک آوارہ وطن شاہزادہ آذر جمشید کیانی کشمیر سے ہوتا ہوا اوشکمند اس کے راستے سے دینور میں وارد ہوا تو نہایت تحقیق اور معلومات کے بعد شاہزادی نور بخت کا رضاعی باپ جائے لوٹو نے شاہزادی کی شادی شاہزادہ آذر جمشید کیانی سے کر دیا راجہ شری بدھت المعروف آدم خور بادشاہ کے مظالم سے رعایا کو نجات دلانے کی خاطر اس کا داماد شاہزادہ آذر جمشید نے اس کو قتل کرایا اور 643ء میں خود تخت گلگت کا حاکم بنا راجہ شری بدھت کے قتل کے بعد خطہ گلگت سے بدھ ازم کا دور ختم ہوا اور آتش پرستوں کا دور حکومت کا آغاز ہوا اس لئے گلگت کے اکثر علاقوں میں تلینے کے نام سے چراغ کے الاو جلانے کی رسم شروع ہوئی اس لئے تلینے کی رسم اور طریقہ آتش پرستی کا ایک خاص انداز ہے اور دم تحریر یہ رسم علاقہ پائین میں اب بھی جاری ہے راجہ آذر جمشید کیانی گلگت اور اس کے ایالات پر ۱۶ سال حکومت کرنے کے بعد ان کوہستانی علاقوں سے دل تنگ ہو کر نکلنے لگا اور جانے سے قبل اپنی ملکہ نور بخت اور وزراء کو حکمرانی کے آداب اور طریقے اپنانے کی تلقین کر کے خود گلگت سے روپوش ہو گیا راجہ آذر جمشید کیانی کی روپوشی کے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بعد کم عمر شاہزادہ کرک کی تاج پوشی کے ساتھ تخت گلگت پر بطور قائم سلطنت ملکہ نور بخت نے 658ء سے 668ء تک 10 سال حکومت کی۔

شاہزادہ کرک راجہ آذر جمشید اور ملکہ نور بخت کی واحد نشانی تھا جب شاہزادہ کرک کی عمر ۲۵ سال کی ہوئی تو ملکہ نور بخت جو قائم مقام حکمران تھی اس نے اپنی زندگی میں اس شاہزادے کو تخت گلگت پر بٹھا دیا راجہ کرک کیانی اپنے نانا راجہ شری بدھت کی طرح قوی ہیکل اور جری تھا راجہ کرک کیانی نے اپنے دور حکومت میں ایک طرف چترال سے پار علاقہ باشگل یعنی نورستان کو بھی اپنے قلمرو میں شامل کر لیا تھا اور دوسری جانب ادھر کنجوت، ہنزہ سے آگے تاشقرغن کو بھی اپنی حکومت میں شامل کر لیا تھا اسطرح راجہ کرک ابن آذر جمشید کیانی نے گلگت اور اس کے ریالات پر 55 سال تک بڑی شان وشوکت کے ساتھ حکومت کی اور 80 سال کی عمر میں وفات پا گیا۔

☆ 1: گلگت کا پہلا مسلمان اور شیعہ بادشاہ راجہ سوملک اول ابن راجہ کرک ابن آذر جمشید کیانی تھے آپ نے گلگت اوراس کے ایالات پر ۷۰ سال تک بھرپور حکومت کی ہے۔

اور راجہ سوملک اول کی تخت نشینی 723ء میں ہوئی ہے اور 793ء تک ان کی حکومت رہی ہے اور راجہ سوملک اول کیانی کا زرین دور عدل وانصاف غربا پروری اور رعیت کے ساتھ مساویانہ سلوک اور عدل گستری کی بدولت مشہور رہا ہے اور اس عدل وانصاف اور مساویانہ سلوک کی وجہ سے آج 1210 سال تک انکا نام زندہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دانا بندہ ہے اور راجہ سوملک کیانی اپنی فطری انصاف پسندی کے ساتھ اولین مبلغ اسلام حضرت سید شاہ افضلؒ کی خصوصی تبلیغ سے مشرف بہ اسلام ہوئے دور اسلام قبول کرنے کے بعد اس کے عدل وانصاف کے خاص صفت نے سوملک کو امر بنادیا اور آج بھی (سوملکئی رجیئی) کے نام سے اسکا ذکر زبان زد خاص وعام ہے راجہ سوملک کی نصف عمر گزر چکی تھی مگر ان کے ہاں کوئی اولاد نہیں تھی اس لئے راجہ موصوف نے ولی کامل سید شاہ افضلؒ سے درخواست کی کہ آپ اولاد کی خاطر اس کے لئے دعا کرے اور آقائے شاہ افضلؒ نے بارگاہ خداوندی میں دعا کی اور اس دعا کے طفیل خالق کائنات نے راجہ سوملک اول کیانی کو ایک فرزند نرینہ عطا کیا اس لئے راجہ سوملک اور سید شاہ افضلؒ سے منسوب کر کے اس شاہزادے کا نام شاہ ملک رکھا گیا اور شاہزادے کی پیدائش کی خوشی میں گلگت کی رعایا نے اس شاہزادے کو گلیت ملیکا کے خاص نام سے یاد رکھا اور راجہ سوملک کیانی نے شاہزادے کو اس کے رضاعی بھائی بری کہن (بری خان) کے ساتھ آقائے سید شاہ افضلؒ کے درس میں بیٹھا دیا اور شاہزادے کی عمر ۱۶ سال کی ہوئی تھی کہ مبلغ اول سید شاہ افضلؒ کا انتقال ہوا راجہ سوملک کیانی اول نے اپنے اس شہزادے کو تعلیم کے ساتھ تیراندازی، نیزہ بازی کے علاوہ دیگر فنون سپہ گری کی خاص تربیت دلائی تھی۔ راجہ سوملک نے اپنے شاہزادے کا رضاعی بھائی بری خان کو یاسین کا عامل مقرر کیا تھا۔ اس دور میں 800ھ سے قبل تاشقند کی طرف سے تاتاریوں کا حملہ ہوا اور تاتاری گلگت کی ولایت کو فتح کرنا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

چاہتے تھے اس لئے عامل یاسین بری خان نے گلگت کی مرکزی حکومت سے فوجی مدد کی درخواست کی تو سوملک اول نے اپنا نوجوان بیٹا ۲۵ سالہ شاہزادہ شاہ ملک کی اپنی درخواست پر اس کو ایک منظم لشکر جرار کے ہمراہ یاسین روانہ کردیا شاہزادہ شاہ ملک فنون سپہ گری میں مرد میدان تھا اس لئے اس نے حرب وضرب اور جنگی چالوں کی بدولت حملہ آور تا تاریوں کو شکست دیکر قلعہ بریکھن یاسین تھاوس کو ان کے قبضے سے محفوظ رکھا اور تا تاری شکست کھا کر تاشقند کی جانب بھاگ رہے تھے اس دوران شاہزادہ شاہ ملک کیانی زخمی ہو کر تا تاریوں کے ہاتھوں گرفتار ہوا اور تا تاری اس کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ تاشقند لے گئے قلعہ بری کھن یاسین میں شاہزادے کا رضاعی بھائی بری خان اور شاہزادے کا بہنوئی شاہ فرمائش بہت پریشان رہے اس طرح اس بری خبر سے والی گلگت راجہ شاہ سوملک اول اور اس کے وزراء اور اسیطرح مراء کے علاوہ عوام بھی پریشان تھے اور شاہزادہ شاہ ملک کیانی ۸ سال تک تاشقند شہر میں قید رہا مگر اس قید کے دوران اس نے اپنی خداداد صلاحیت اور حکمت عملی سے اپنا ایک مقام پیدا کر لیا اور بھاگ کر یاسین تھا تھارس واپس پہنچ گیا اور وہاں سے عامل یاسین بری خان اور اپنے بہنوئی شاہ فرمائش کی مدد سے نہایت شان وشوکت کے ساتھ گلگت پہنچا اور ولایت گلگت میں راجہ شاہ سوملک اول کے وزرا امراء اور عوام کی طرف سے اس کا والہانہ استقبال ہوا اور فقراء ومساکین میں خیرات تقسیم کی گئی اس وقت راجہ شاہ سوملک کیانی کی عمر ۱۰۰ سال اور شاہزادہ شاہ ملک عرف گلیت ملیکا کی عمر

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۵۲ سال ہوئی تھی راجہ شاہ سوملک نے شاہزادہ شاہ ملک کیانی کو اپنا جانشین مقرر کیا اور خود یاد الٰہی میں مصروف رہا اس طرح راجہ شاہ ملک کیانی کے دور حکومت میں بھی چترال، بروغل لدختان سے لیکر کنجوت ہنزہ، نگر گریز بانڈی پورہ اور تراگبل کے تمام علاقے اس راجہ کی عملداری میں رہے ان علاقون میں مختلف مذاہب اور نظریات کے لوگ آباد تھے مگر راجہ شاہ سوملک اول کیانی نے اپنی کوششوں سے اپنی عملداری میں موجود لوگوں میں دین اسلام کو رواج دیا اور ۱۲۲ سال کی عمر میں 793ء میں انکا انتقال ہوا اور قلعہ گلگت جو بعد میں قلعہ فردوسیہ کے نام سے مشہور ہوا دفن ہوئے۔

2: تخت گلگت کا دوسرا مسلمان اور شیعہ بادشاہ راجہ شاہ ملک کیانی المعروف گلیت ملیکا بنا آپ کا دور حکومت 793ء سے 878ء تک رہا ہے اور راجہ شاہ ملک نے گلگت اور اس کی عملداری میں شامل علاقوں پر ۸۵ سال تک بڑی شان وشوکت کے ساتھ حکومت کی ہے۔

آپ اپنے والد شاہ سوملک اول کیانی کا نعم البدل تھے آپ کے دور حکومت میں کسی بیرونی حملہ آور کو اس طرف رخ کرنے کا حوصلہ نہیں ہوا کیونکہ اس دور میں یارقند اور تاشقند کی طرف سے حملے کا خطرہ تھا راجہ شاہ ملک کی متعدد اولاد پیدا ہوئی مگر زندہ نہیں بچتی تھی اس لئے اولاد کی تمنا میں دن رات کی دعاؤں اور منتوں کی بدولت خداوند عالم نے ۷۰ سال کی عمر میں آپ کو ایک حسین وجمیل اور صاحب اقبال شاہزادہ عطا کیا اور اس شاہزادے کا نام دیگک ملک رکھا گیا۔ جب شاہزادہ دیگک

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ملک کی عمر ۵ سال کی ہوئی تو اس کو مکتب میں بٹھا کر نامور علماء اور ماہرین فنون سپہ گری سے خاص تعلیم دلوائی گئی اس طرح شاہزادہ دینک ملک نے ایک بلند پایہ عالم دین اور ماہر فنون سپہ گری کا مقام و مرتبہ حاصل کر لیا تھا تخت گلگت اور اس کے ایالات پر راجہ شاہ ملک کیانی المعروف گلیت ملیکا نے بڑی شان و شوکت کے ساتھ ۲۵ سال حکومت کیا اور ۱۲۰ سال کی عمر میں انکا انتقال ہوا گلگت اور اس کے ایالات کی ثقافت میں تا ایندم اس بادشاہ کے نام کی حکومت اور یاد موجود ہے اور گلگت میں شادی بیاہ کے خاص موقعوں پر رسم تاؤ کی مناسبت سے اس راجے کا نام اب بھی لیا جاتا ہے جنوبی ایشیاء اور برصغیر میں شادی کی رسومات کا آغاز رسم مہندی سے ہوتا ہے مگر گلگت اور اس کے علاقہ جات میں شادی کی رسومات کا آغاز رسم تاؤ سے ہوتا ہے اور شادی کی شام کو توا چولے پر رکھنے کے دوران کئی قسم کے مختلف رسومات انجام دی جاتی ہیں۔ان ثقافتی رسومات میں سے ایک خاص تقریب رسم تاؤ یعنی توا چولے پر رکھنے کا خاص گیت بھی ہے اور خاص لوگ ہی گاتے ہیں اور ان گانے والوں کو گاۓ مل کہتے ہیں۔اس مناسبت سے بطور قدیم ثقافت توا رکھنے کا گیت (تاۓ گاۓ) کے تین بند بطور نمونہ لکھ دیتا ہوں ان بندوں میں کشمیر کے شاہ میری خاندان بلتستان کے مقپون خاندان اور گلگت کے کیانی خاندان کا ذکر ہوا ہے۔یہ اشعار بحر طویل کے انداز میں ہیں:

ٹونگ تاؤ کشیر شاہمیرا ٹونگ تاؤ جوز ٹونہ دم ٹونگ تاؤ اکی زلم

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ٹونگ تاو ہالے مقپونا ٹونگ تاو جو ژنو نہ دم ٹونگ تاو اکی ژنم

ٹونگ تاو گلیت ملیکا ٹونگ تاو جو ژنو نہ دم ٹونگ تاو اکی ژنم

یہ اونچا توا کشمیر کے شامیر اخاندان کا ہے میں خود اس توے کو چولے پر رکھونگا لیکن کسی اور کو توا رکھنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

یہ اونچا توا بلتستان کے مقپون خاندان کا ہے اور یہ توا میں خود چولے پر رکھونگا کسی اور کو رکھنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

یہ اونچا توا گلگت کا گلیت ملیکا یعنی راجہ شاہ ملک کا ہے یہ توا میں خود چولے پر رکھونگا اور کسی کو رکھنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

الفاظ	معنی
ٹونگ	اُبرا ہوا یا اونچا
تاو	توا
کشیر	کشمیر
ژنم	چولے پر رکھنا
ہلے ہلویو	یعنی بلتستان والے
گلیت	گلگت

3: تخت گلگت کا تیسرا مسلمان اور شیعہ بادشاہ راجہ دیگ ملک کیانی آپ پچاس سال کی عمر میں تخت گلگت پر متمکن ہوا آپ نے 878ء سے 932ء تک

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۵۴ سال گلگت اور اس کی عملداری کے ایالات پر نہایت شان وشوکت کے ساتھ حکومت کی آپ نے اپنے دادا شاہ سوملک اول کی یاد کو زندہ کر دیا آپ عبادت گزاری پرہیزگاری اور رعایا پروری میں مشہور تھے راجہ دینگ ملک کی عمر ۶۵ سال ہوئی تھی تب خدا نے آپ کو ایک ہونہار لڑکا عطا کیا جو تخت گلگت کا وارث بنا اس شاہزادے کا نام خسرو خان رکھا گیا اور اس شاہزادے کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی گئی تھی شاہزادہ خسرو خان کی عمر ۲۷ سال ہوئی تھی راجہ دینگ ملک کیانی کا ۱۰۴ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

★ 4: تخت گلگت کا چوتھا مسلمان اور شیعہ بادشاہ راجہ خسرو خان کیانی کا دور اقتدار 932ء سے 997ء تک ۶۵ سال رہا طرز حکمرانی میں آپ اپنے اسلاف کے نقش قدم پر گامزن تھے اور تخت گلگت کی عملداری میں شامل تمام علاقہ جات آپ کے زیر نگین تھے آپ نے علاقہ بدخشان کے ایک امیر کبیر گھرانے سے شادی کی تھی اور ۷۲ سال کی عمر میں خدا نے راجہ خسرو خان کو ایک نرینہ اولاد عطا کیا اس خوش قسمت شاہزادے کا نام حیدر خان رکھا گیا اور اس کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دی گئی جب شاہزادہ حیدر خان کی عمر ۳۰ سال کی ہوئی تھی والی گلگت راجہ خسرو خان کیانی کا ۱۰۲ سال کی عمر میں انتقال ہوا اپنے باپ کی وفات کے بعد ماتم داری اور سوگ کے دن گزار کر 997ء میں شاہزادہ حیدر خان کیانی تخت ولایت گلگت و علاقہ جات پر متمکن ہوا۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

5: تخت گلگت کا پانچواں مسلمان اور شیعہ بادشاہ راجہ حیدر خان کیانی آپ نے 997ھ سے 1057ھ تک ۶۰ سال حکومت کی تخت گلگت کی عملداری کے ایالات آپ کے زیر نگین رہے قصہ گو حضرات کے مطابق راجہ حیدر خان کیانی اپنے اجداد راجہ کرک اور راجہ شری بدھت کی طرح بیل تن اور بہادر تھا اور دستور حکمرانی میں عدل وانصاف کے ساتھ اپنے اسلاف کی روش پر سختی سے کاربند تھا وہ شر پسند اور بدعنوان لوگوں کے لئے فرشتہ اجل اور پاک باز وامن پسند عوام کے لئے وفادار دوست تھا راجہ حیدر خان کیانی کی بیگمات سے صرف لڑکیاں پیدا ہوتیں تھیں مگر ملکہ شاہ بانو کے بطن سے ایک خوش نصیب لڑکا پیدا ہوا اس شاہزادے کا نام نور خان رکھا گیا راجہ حیدر خان کیانی اپنے اس شاہزادے سے بہت زیادہ مانوس تھا اس لئے اس کی تعلیم وتربیت بڑے اچھے انداز میں کیا راجہ حیدر خان کیانی نے تخت گلگت پر ۶۰ سال حکمرانی کر کے 1057ھ میں ۹۰ سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔

6: تخت گلگت کا چھٹا مسلمان اور شیعہ بادشاہ راجہ نور خان کیانی ۳۵ سال کی عمر میں تخت گلگت پر جلوہ افروز ہوا آپ 1057ھ سے 1127ھ تک پورے ۷۰ سال گلگت پر حکمران رہا راجہ نور خان اپنے باپ راجہ حیدر خان کیانی کی طرح قوی ہیکل اور شہ زور تھا اقتدار کے ساتھ دنیا کی انواع واقسام کی بے شمار نعمتیں میسر تھیں شباب کا عالم تھا مگر اپنی فطرتی عادت کی وجہ سے دنیا کی انگینیوں سے الگ تھلگ گوشہ خلوت میں عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ آپ حصول علم کا شوقین تھے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس لئے اپنے والد کے آخری دور حکومت میں ایک بلند پایہ عالم باعمل کے مقام تک فائز ہو چکے تھے اس لئے اپنے تقوی اور پرہیزگاری کی وجہ سے دنیاداری کے عشرتوں سے دور تھے اور اس تقوی کے جذبے کی وجہ سے اپنے موروثی حق تاج وتخت سے صاف انکار کیا مگر آپ کے علاوہ تخت گلگت کا کوئی حقیقی وارث نہیں تھا اس لئے علما، زعماء اور وزراء کی طرف سے مجبور کرنے پر عنان حکومت سنبھالا مگر وزراء اور زعماء مملکت سے وعدہ وعہد لیکر تخت گلگت پر جلوہ افروز ہوا اور نظام حکومت کے درباری معاملات اور عوامی مقدمات کو وزراء اور علماء کو سونپ کر عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے حاکم کی خدا ترسی اور دوسروں پر بھروسری کی بدولت ملک میں عیاشی آرام طلبی لوٹ کھسوٹ بدعنوانیاں اور بے اعتدالیاں حد سے بڑھ گئی تھیں اور جرائم پیشہ لوگوں کی طرف سے زر اندوزی اور سود خوری کا سلسلہ عام ہوا تھا اور عمائدین ملک گروپ بندی میں تقسیم ہوئے تھے مگر آپ اپنی فروتنی کی بدولت کسی کو آزار پہنچانا نہیں چاہتا تھا اس لئے ۱۰۲ سال کی عمر میں اپنے شاہزادے شاہ مرزہ اول کے حق میں تخت گلگت سے دست بردار ہونیکا اعلان کیا مگر صالح اور نیک خصلت شاہزادے نے تخت نشینی قبول نہیں کیا اور بحیثیت قائم مقام سلطنت نظام حکومت چلایا اس طرح وزراء اور عمائدین ملک کو اخلاقی طور پر راہ راست پر لانے کی کوشش کی لیکن ان لوگوں نے آپ کی مشفقانہ نصائح کو نظر انداز کر دیا اور قائم مقام سلطنت شاہزادہ شاہ مرزہ اول نے ملک کے ابتر حالات کو سدھارنے کی بھرپور کوشش کی اس دوران فرشتہ خصلت

jabirabbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بادشاہ راجہ نور خان صرف چند دن بیمار رہ کر ۱۰۵ سال کی عمر میں 1127ھ میں اس دنیا سے کوچ کر گئے اور راجہ شاہ مرزہ اول نے ہفتہ عشرہ غم و ماتم داری میں گزارا اور غرباء میں خیرات تقسیم کرنے کے بعد باقائدہ تخت نشینی کے مراسم کے ساتھ تخت گلگت پر متمکن ہوا۔

7: تخت گلگت کا ساتھواں مسلمان اور شیعہ بادشاہ راجہ شاہ مرزہ خان اول کیانی۔" آپ ۲۱ سال کی عمر میں 1127ھ میں تخت حکومت پر متمکن ہوئے اور 1205ھ تک ۷۸ سال گلگت اور اس کے ایالات پر حکومت کیا اور اپنی تخت نشینی کے بعد وزراء اور عمائدین ملک کو جمع کر کے رعایا کی ابتری اور ملک کی تباہی کے خطرناک نتائج کا نقشہ پیش کیا اور ان خرابیوں کا ذمہ داران کو ٹھہرا کر سخت تنبیہ کیا اور اصلاح احوال کی نصیحت کیا مگر اس دھاندلی میں ملوث لوگوں نے نوجوان راجہ کی باتوں کو نظر انداز کرنا چاہا تو آپ نے سب وزراء کو اپنے عہدوں سے فارغ کر دیا اور ان کی جگہ ایماندار اور دانشمند لوگوں کو مقرر کیا اور ظالم وزراء اور عمائدین کی جائیدادیں ضبط کر کے غریب عوام کو ان کا چھینا ہوا حق واپس دلا دیا اور اس طرح ظلم و زیادتی کرنے والوں کو کوڑوں کی سزائیں دی اس عدل و انصاف کے بعد گلگت کے عوام نے سکون کا سانس لیا اس طرح امن و امان کا سابقہ دور پھر سے شروع ہوا راجہ شاہ مرزہ خان اول کیانی نہایت دلیر مدبر اور رعب و جلال والا حکمران گزرا ہے آپ شرفا علماء اور عوام کا خیر خواہ تھا 1205ھ میں ۹۹ سال کی عمر میں وفات پا گیا۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

★ 8: تخت گلگت کا آٹھواں مسلمان اور شیعہ بادشاہ راجہ طرطرہ خان کیانی۔

آپ کی حکومت 1205ء سے 1236ء تک ۳۱ سال رہی ہے راجہ شاہ مرزہ خان اول کیانی نے اپنے اس شاہزادہ کو علم کے ساتھ فنون سپہ گری میں بھی کامل بنایا تھا راجہ طرطرہ خان کیانی کی دو بیویاں تھیں ایک شاہی خاندان کی شاہزادی تھی اور دوسری بیوی علاقہ داریل کے ایک معزز خاندان سے تھی راجہ کی بیوی ملکہ شاہ بیگم سے شاہزادہ طرہ خان اول پیدا ہوئے اور دوسری بیوی سے شاہزادہ شارلیس خان اول پیدا ہوئے شاہزادہ طرہ خان اپنے سوتیلے بھائی سے چند دن کا بڑا تھا ان دونوں شاہزادوں کی عمریں پانچ سال کی تھی ان کا دادا راجہ شاہ مرزہ خان اول کا انتقال ہوا ان دونوں شاہزادوں نے اپنے والد راجہ طرطرہ خان کے زیر سایہ تعلیم و تربیت پائی اور ۱۶ سال کی عمر میں ان دونوں نے علم و اخلاق فنون سپہ گری اور طرز جہان بانی میں کمال حاصل کیا تھا اور دونوں شاہزادے تخت ایالات گلگت کے متمنی تھے مگر راجہ نے شاہزادی شاہ بیگم کے بیٹے شاہزادہ طرہ خان کیانی کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تو شاہزادہ شارلیس خان کیانی کی والدہ نے اپنے بھائیوں کے قتل کے بدلے کی خاطر سازش کر کے کھانے میں زہر ملا کر راجہ طرطرہ خان کو ہلاک کر دیا بوقت وفات راجہ طرطرہ خان کیانی کی عمر ۹۱ سال تھی۔

★ 9: تخت گلگت کا نواں مسلمان اور شیعہ بادشاہ راجہ طرہ خان اول ابن راجہ طرطرہ خان کیانی۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آپ تخت گلگت پر 1241ھ سے 1275ھ تک حاکم رہے آپ نے ۳۴ سال گلگت پر حکومت کی ہے راجہ طرہ خان اول بڑا دانشمند، مدبر، فیاض اور رعایا پرور بادشاہ تھا آپ کی تخت نشینی کے بعد آپ کا سوتیلا بھائی شاہزادہ شارلیس خان کیانی جو نصف سلطنت کا دعویدار تھا دلبر داشتہ ہو کر اپنے خاص مصاحبین کے ہمراہ براستہ چترال بدخشان چلا گیا اس دور میں بدخشان پر راجہ شاہ تاج مغل کی حکومت تھی شاہ تاج مغل دعوت شیعہ اسماعیلیہ کا پیروکار تھا وہ نہایت خوش خلق فیاض اور اپنی دعوت کے حوالے سے اپنے حریفوں پر قہر و غلبہ اور خون خرابے کی حد تک سخت تھا جب شاہزادہ شارلیس خان کیانی ملوکانہ شان و شوکت کے ساتھ علاقہ بدخشان میں وارد ہوا تو راجہ شاہ تاج مغل نے ان کی بڑی پذیرائی کی اور اپنے حسن اخلاق اور عالمانہ پند و نصائح سے شاہزادہ شارلیس خان کیانی کو اپنا گرویدہ بنایا اور ان کو اپنا داماد بھی بنایا۔ اس لئے موصوف اپنے مصاحبین کے ساتھ دعوت شیعہ اسماعیلیہ میں شامل ہو گیا اور راجہ شاہ تاج مغل نے اپنی سپاہ کا سالار اعلیٰ مقرر کیا اس طرح شاہزادہ شارلیس خان کیانی نے راجہ شاہ تاج مغل کو گلگت پر فوج کشی کرنے کی ترغیب دلائی اس لئے والی بدخشان نے سب سے پہلے علاقہ چترال پر حملہ کر کے اس کو تخت گلگت کی عمل داری سے الگ کر دیا اور ان مفتوحہ علاقوں پر اپنی گرفت مضبوط کر کے مبلغین اسماعیلیہ کا تقرر کر کے دارالخلافہ گلگت کی جانب بڑھ گیا اس طرح یاسین اور شیر قلعہ پر بھی قبضہ کر کے بلا عظیم کی طرح آگے بڑھ گیا۔ والی گلگت راجہ طرہ خان اس سیلاب عظیم سے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

غافل تھا جب گلگت میں اس مصیبت ناگہانی کی خبر پہنچ گئی تو آپ نے خون خرابہ اور ظلم وتشدد سے عوام کو بچانے کی خاطر حسن تدبیر سے کام لیا اور اپنے وزراء اور عمائدین سے مشورہ کر کے مال ومتاع ماری یعنی بڑے لوگوں کے استقبال کے لئے تحائف پیش کرنا شینا زبان میں ماری کہتے ہیں کے ساتھ اپنے وزرا اور عمائدین شہر کو راجہ تاج مغل کے استقبال کے لئے روانہ کیا عمائدین گلگت نے شاہ تاج مغل کو گلگت آمد پر خوش آمدید کہا اور والی گلگت راجہ طرہ خان اول کی طرف سے پیغام دیا کہ اپنی طرف سے اور گلگت کے عوام کی طرف سے اپنے دینی بھائی شاہ تاج مغل والی بدخشان کو ہدیہ سلام کے بعد خوش آمدید کہتے ہیں اور آپ کی آمد اپنے ملک وملت کے لئے نیک شگون تصور کرتے ہیں اور حسب مشورہ وزراء گلگت نے شاہ تاج مغل کو بتایا کہ شاہ کے چترال پہنچتے ہی اشاعت دعوت شیعہ اسماعیلیہ کے زرین کارنامے کی خاص خبر گلگت پہنچ چکی تھی یہ ایک مذہبی کام تھا اس لئے والی گلگت شاہ تاج مغل کا شکر گزار ہے اور اس مذہبی کارگزاری کا والی گلگت دل وجان سے شیدائی ہے وگرنہ تبلیغ مذہب کے علاوہ آپ کا گزر اس طرف ہوتا تو یہ آپ کی طرف سے ملک گلگت پر فوج کشی متصور ہوتی اور والی گلگت اپنی سپاہ جرار کے ہمراہ شمال مغرب کا مقام لاسپور پہنچ جاتا جہاں دونوں افواج کے درمیان بھرپور تصادم ہو جاتا۔ شاہ تاج مغل نے استقبالی وزراء سے سوال کیا راجہ والی گلگت دعوت شیعہ اسماعیلیہ کے معتقد ہیں؟ وزراء نے جواب دیا کہ تین سال ہوئے ہیں کہ گلگت دعوت شیعہ اسماعیلیہ میں داخل ہو چکے ہیں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس کے ساتھ وزراء اور عمائدین گلگت کی طرف سے اظہار محبت وعقیدت اور اس مخصوص انداز کے استقبال سے شاہ تاج مغل والی گلگت راجہ طرہ خان کیانی کا دل وجان سے گرویدہ ہوا اور راجہ طرہ خان اول کیانی نے قلعہ فردوسیہ گلگت کے صدر دروازے پر شاہ تاج مغل کا پرتپاک استقبال کیا اور دونوں آپس میں بغلگیر ہوئے اور راجہ طرہ خان کیانی نے اپنے سوتیلے بھائی شارلیس خان کیانی کو بھی گلے لگایا اور اس کا ملک چھوڑ کر جانے پر اظہار افسوس کیا اور اعلان کیا کہ ملک چترال کی ولایت اس کو بخش دیا اس حسن تدبر سے شاہ تاج مغل کو بھی خوش کیا اور ایالات چترال کو بھی اپنی عملداری میں رکھا اس طرح گلگت کے عوام کو قتل وغارت سے محفوظ رکھا اور اپنے بھائی شاہزادہ شارلیس خان کیانی کو اپنی محبت اور اطاعت کے دام میں گرفتار کر لیا گلگت میں چند دن آرام کے بعد شاہ تاج مغل نے نگرت ہونزہ پر حملہ کی خواہش کا اظہار کیا تو والی گلگت راجہ طرہ خان اول نے کہا: ہونزہ میں یہ دعوت نہیں پہنچی ہے لیکن میں خود ان لوگوں کو اس دعوت میں داخل کروں گا مگر شاہ تاج مغل نے کہا کہ یہ سعادت میں خود حاصل کروں گا چنانچہ اپنے لشکر کے ہمراہ مبلغین کی ایک جماعت کے ساتھ علاقہ ہونزہ میں داخل ہو کر سب کو دعوت شیعہ اسماعیلیہ میں داخل کرایا اور شاہ تاج مغل ہنزہ سے واپسی کے بعد راجہ طرہ خان کیانی والی گلگت سے رخصت لیکر اپنے داماد راجہ شارلیس خان کیانی کے ہمراہ عازم ملک بدخشان ہوا اس طرح چترال پہنچ کر چند دن اپنے داماد راجہ شارلیس خان کیانی کا مہمان رہ کر بدخشان چلا گیا شاہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تاج مغل کے واپسی کے بعد ہی والی گلگت راجہ طرہ خان اول اور اہل مملکت اپنے سابقہ مذہب شیعہ اثنا عشریہ پر بدستور قائم رہے شاہ تاج مغل کی گلگت آمد کے حوالے سے ایک مشہور یادگار مغلی چھنئی جوٹیال گلگت کے پہاڑ پر اب بھی موجود ہے اور ایک محلہ امپھری دینور میں بگروٹ کے نام سے موجود ہے۔اس طرح موضع تھول نگر میں بھی ایک مینار تھوئی چھنئی کے نام سے 1968ء تک قائم تھا یہ یادگار مینار دریائے نگر کے کنارے سید شاہ ولی کی قیام گاہ اور نشان آستانہ سے صرف چار سو گز کے فاصلے پر واقع تھا مگر یہ یادگار مینار شاہراہ ریشم کی تعمیر کے دوران منہدم کردیا گیا ہے اور اس مینار سے چار سو گز کے فاصلے پر تلت اور تھول کے درمیان جنگی لیبی یا جنگیر ے لئی کا مقام ہے جہاں 1892ء میں کرنل ڈیورنڈ کی فوج اور افواج نگر کے درمیان خونین معرکہ ہوتھا۔

المختصر راجہ طرہ خان اول کیانی کا مذہب شیعہ اثنا عشریہ کی جانب واپس ہونے کے اعلان کے بعد یاسین اور ہونزہ کے درباری علماء نے والی گلگت کی طرف سے بے توجہی سے مایوس ہوکر شاہ تاج مغل کو شکایات لکھنا شروع کردیا کہ شیعہ اثنا عشریہ اور سنی علماء والی گلگت کے تعاون اور سرپرستی میں اسماعیلی لوگوں کو ان کے مذہبی عقائد اور دعوت سے برگشتہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ان اطلاعات کی وجہ سے شاہ تاج مغل مشتعل ہوا اور ایک اور فوجی یلغار کی تیاری شروع کردی ادھر گلگت میں راجہ طرہ خان اول بھی اس متوقع حملے سے غافل نہیں تھا اس نے بھی جنگ اور دفاع کے تمام

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ضروری اقدامات کر لئے تھے تا کہ عوام کی جان و مال اور عزت ناموس کی حفاظت کی جاسکے۔

اس دوران سلسلہ طرہ خان کیانی کا یہ ہر دل عزیز اور دانشمند راجہ 1275ء میں ۴۴ سال تک تخت گلگت پر حکمرانی کر کے عین عالم جوانی میں ۵۶ سال کی عمر میں انتقال کر گیے۔

☆ 10: تخت گلگت کا دسواں مسلمان اور شیعہ بادشاہ راجہ سوملک دوم ابن راجہ طرہ خان کیانی کا دور اقتدار 1275ء سے 1345ء تک رہا ہے آپ نے ۲۴ سال کی عمر مین تخت کو زینت بخشا اور ۷۰ سال تک گلگت پر حکومت کیا ہے راجہ سوملک دوم نے اپنے دور حکومت میں ہر فرقہ کے علما کے ساتھ مروت اور خوش اخلاقی کا برتاؤ روا رکھا آپ شریفوں کا ساتھی اور شریروں کا دشمن ہوتے تھے۔ راجہ سوملک کیانی کے ابتدائی دور حکومت میں والی بدخشان شاہ تاج مغل کی طرف سے دوسری بار گلگت پر حملہ کی خبر سن کر فرقہ اسماعیلیہ کے لوگ بغاوت پر آمادہ ہوئے تھے اور ملک کے اندر خانہ جنگی کی سازشیں شروع ہوئیں تھیں اس متوقع لشکر کشی کے حوالے سے راجہ طرہ خان کیانی مرحوم نے کمال دور اندیشی سے ایک لشکر جرار کو ترتیب دے رکھا تھا اور مناسب اسلحہ سے لیس تھا ادھر شاہ تاج مغل اپنے لشکر کے ساتھ چترال پہنچا اور اپنے داماد راجہ شا رئیس خان کیانی کا مہمان بنا مگر ان سے فوجی مدد لینے سے انکار کیا اور سرحدی مزاحمتوں کو روندتا ہوا علاقہ پونیال میں داخل ہوا اور شیر قلعہ پونیال کے آس

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پاس والی گلگت شاہ سوملک دوم اور والی بدخشان شاہ تاج مغل کی افواج کے درمیان ایک ہفتہ تک شب و روز میدان قتال گرم رہا اور اس دوران شاہ تاج مغل کی افواج کو عبرت ناک اور فیصلہ کن شکست ہوئی اور شاہ تاج مغل اپنی باقی ماندہ افواج کے ہمراہ چترال کی طرف بھاگ گیا اور راجہ شاہ سوملک دوم نے چترال تک شاہ تاج مغل اور اس کی افواج کا تعاقب کیا اور چترال سے واپس ہو کر شان و شوکت اور کامرانی کے ساتھ دارالخلافہ گلگت میں وراد ہوا راجہ سوملک دوم کیانی کا دور حکومت عوام کی سربلندی اور عروج کا تھا اس راجہ نے کشمیر کے راجے نے راجہ سلطان شاہ اور راجہ سلطان جمشید کی مدد بھی کی تھی اور والی کشمیر راجہ سلطان جمشید کو افغانوں سے نجات دلائی تھی اس طرح راجہ شاہ سوملک کیانی نے بڑے جاہ جلال اور شان و شوکت کے ساتھ ۷۰ سال تک تخت گلگت اور اس کے ایالات پر حکمرانی کی اور ۹۴ سال کی عمر میں راہی ملک عدم ہوا۔

✖ 11: تخت گلگت کا گیارہواں مسلمان اور شیعہ بادشاہ راجہ چلس خان کیانی

۔آپ ۴۵ سال کی عمر میں تخت گلگت پر متمکن ہوا آپ کا دور حکومت 1345ء سے 1359ء تک ۱۴ سال رہا ہے اور راجہ چلس خان کیانی عقل و دانش، فہم و فراست اور شجاعت میں اپنے والد شاہ سوملک دوم کیانی طرہ خانی کی نظیر تھا راجہ چلس خان کے خاندان شاہ میر اور راجہ گان کشمیر سے دوستانہ تعلقات تھے آپ کے دور میں وہ تمام علاقہ جات جو کیانی طرہ خانی خاندان کی عملداری میں تھے آپ کے زیر نگین رہے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس دور میں کشمیر، بدخشان، چترال، چینی، ترکستان، پشاور اور افغانستان سے گلگت کی تجارت ہوتی تھی راجہ چلس خان کیانی کا عقد راجہ شارلیس خان کیانی والی چترال کی لڑکی شاہزادی ہاشم بیگم سے ہوا تھا اور اس ملکہ سے شاہزادہ فردوس علی خان کیانی طرہ خانی ولی عہد سلطنت گلگت کے علاوہ دو شاہزادیاں بھی تھیں راجہ چلس خان کیانی ۱۴ سال شان وشوکت کے ساتھ حکومت کر کے عین عالم شباب میں ۵۹ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی فوت ہوئے۔

✖ 12: تخت گلگت کا بارھواں مسلمان اور شیعہ بادشاہ راجہ شاہ فردوس علی خان کیانی طرہ خانی آپ کا دور حکومت 1359ء سے 1397ء تک رہا ہے اور آپ ۴۰ سال کی عمر میں تخت گلگت پر متمکن ہوا اپنے والد راجہ چلس خان کی خصوصی توجہ کی بدولت چھوٹی عمر میں ہی ایک بلند پایہ عالم کا درجہ حاصل کر لیا تھا آپ نہایت صالح اور متقی بادشاہ تھے آپ کے دربار میں شرفاء اور فضلاء موجود ہوتے تھے اور اہم ترین مقدمات کا فیصلہ علماء دین کرتے تھے آپ تے ہی کشمیر سے کاریگر منگوا کر گلگت کا قدیم قلعہ کو وسعت دیا قلعہ کے اندر محلات اور باغات کے علاوہ چالیس ستونوں کی یادگار بنوایا جس کو شینا زبان میں "نیلوراکو" یعنی قصر خضرا کہتے ہیں اور اس قصر کے اندر نیلو تخت یعنی منبر خضرا کے نام سے ایک خوبصورت تخت بھی بنوایا تھا اس طرح اس قلعہ کی ۹ برجیاں تھیں اور تاریخ گلگت سے واقف لوگ اس قدیم قلعہ کو راجہ شاہ فردوس علی خان کیانی طرہ خانی سے منسوب کر کے قلعہ فردوسیہ کا نام دیتے ہیں مگر قلعہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فردوسیہ کا نام ونشان مٹ چکا ہے یہ قلعہ اب بھی اسی نام سے مشہور ہے علاقہ چترال کی گلگت سے علیحدگی کے بعد ایالات گلگت کو انتظامی امور کی خاطر سات حصوں میں تقسیم کیا گیا اور ان حصوں کو سات مکسوہ کا نام دیا گیا تھا اور اب بھی گلگت کے ان علاقوں کو سات مسکوہ کہتے ہیں راجہ شاہ فردوس علی خان طرہ خانی کا دور تعمیرات اور ملکی انتظامات کے حوالے سے مشہور رہا ہے اور اپنے اسلاف کی طرح کامیاب حکومت چلایا راجہ فردوس علی خان طرہ خانی نے ۴۸ سال گلگت اور اس کے ایالات پر حکومت کر کے ۸۷ سال کی عمر میں 1397ء میں وفات پا گئے۔

☆ 13: تخت گلگت کا تیرھواں مسلمان اور شیعہ بادشاہ راجہ خسرو خان کیانی دوم خلف الرشید راجہ فردوس علی خان طرہ خانی: آپ کا دور حکومت 1397ء سے 1422ء تک رہا ہے آپ ۳۰ سال کی عمر میں تخت گلگت پر جلوہ افروز ہوا یہ راجہ اوصاف حمیدہ کے مالک تھا اکثر بھیس بدل کر گلی کوچوں میں گھوم پھر کر رعایا کا حال معلوم کرتا تھا سیاہ کار اور ظالم منصب داروں کو معاف نہیں کرتا تھا خاندان طرہ خان کیانی کا ذاتی خزانہ الگ تھا اور عوام سے لیا ہوا ٹکس وغیرہ کا خزانہ الگ تھا اپنے حسن انتظام سے براستہ ہونزہ، چینی، ترکستان اور براہ چترال، بدخشان افغانستان سے اور کشمیر کے راستے سے ہندوستان سے ضروری سامان اور اسلحہ منگواتا تھا اس طرح ہمسایہ ممالک سے تجارت کر کے ملک کے خزانے میں اضافہ کرتا تھا اس باوقار راجہ نے ۲۵ سال بڑے شان وشوکت سے گلگت پر حکومت کیا اور 1422ء میں عین عالم

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جوانی میں ۵۵ سال کی عمر میں چند دن بیمار رہ کر وفات پا گئے۔

14: ۔تخت گلگت کا چودھواں مسلمان اور شیعہ بادشاہ راجہ ملک شاہ کا دور حکومت 142ء سے 1449ء تک 27 سال رہا ہے راجہ ملک شاہ، راجہ خسرو خان کا بڑا بیٹا تھا اور اس کا چھوٹا بھائی شہزادہ دولہ شاہ افواج گلگت کا سپہ سالار تھا راجہ ملک شاہ کیانی طرہ خانی کا ایک بیٹا شہزادہ طرہ خان دوم اور شہزادی شمل گس کے نام سے ایک بیٹی تھی اور اس طرح شہزادہ دولہ شاہ کا ایک بیٹا تھا اس شہزادے کا نام لودم کشپور تھا اور یہ دونوں آپس میں چچازاد تھے ان دونوں کی عشق ومحبت کی کہانی علاقہ گلگت کی قدیم اور مشہور عشقیہ کہانیوں میں سے ہے۔اور آج بھی بڑے بوڑھے اس عشقیہ داستان کو سناتے ہیں بالاخر شہزادہ لودم کشپور اور شہزادی شمل گس کی شادی ہوئی اس طرح ان کے ہاں دو جڑ ویں شہزادے پیدا ہوئے جن کی پشت باہم جڑی ہوئی تھی اور جراحی کے ذریعے ان کو الگ کیا گیا اور ان جڑویں بھائیوں میں سے ایک کا نام شہزادہ جمشید اور دوسرے کا نام شہزادہ صاحب خان رکھا گیا لیکن شہزادہ جمشید مغلوث کے نام سے اور شہزادہ صاحب خان گرکس کے نام سے مشہور ہوئے شینا زبان میں مغلوث "زنبولہ" کو کہتے ہیں اور گرکس بروشکی زبان میں "چوہے" کو کہتے ہیں یہ نام ان کی عادتوں کی وجہ سے پڑھ گئے تھے بعد میں علاقہ کنجوت، نگر اور ہنزہ کو ان دونوں بھائیوں میں بذریعہ قرعہ اندازی تقسیم کیا گیا شہزادہ صاحب خان کیانی المعروف گرکس چالاک تھا اس لئے علاقہ ہونزہ کی جغرافیائی حالت کی وجہ سے برچہ

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

موسنگ اوشکمند اس سے ساز باز کر کے علاقہ ہونزہ خود حاصل کرلیا اور اس کے بدلے موضع کنش ہونزہ کو بطور جاگیر بر چہ موسنگ ساکن اوشکمند اس کو دیا۔ راجہ ملک شاہ ولی گلگت کا دور حکومت امن و آرام اور عیش و سکون میں گزرا راجہ ملک شاہ نے 27 سال گلگت اور اس کی عملداری کے ایالات پر شان و شوکت کے ساتھ حکومت کیا اور 1449ء میں 62 سال کی عمر میں راہی ملک عدم ہوا۔

15: تخت گلگت کا پندرہواں مسلمان اور شیعہ بادشاہ راجہ طرہ خان دوم کیانی راجہ ملک شاہ کا اکلوتا بیٹا تھا ان کا دورہ حکومت 1449ء سے 1479ء تک ۳۰ سال رہا ہے اور ۳۰ سال کی عمر میں تخت گلگت پر جلوہ افروز ہوا۔ راجہ طرہ خان دوم کیانی اپنے چچازاد بھائی لودم گشپور کی طرح نہایت حسین و جمیل تھا آپ اخلاق و عادات میں اپنے آباو اجداد کی نشانی تھے۔ اپنی روایتی شان کی بدولت اس راجہ نے کشمیر کا مشہور خاندان شاہ میر کی کیں بار مدد کی راجہ طرہ خان دوم نے کشمیر سے مختلف فن کے کاریگروں کو گلگت بلوایا اور موجودہ کشروٹ محلہ میں زمین عطا کی اور ان کاریگروں کی نسل اب بھی کشروٹ محلہ گلگت میں آباد ہے راجہ طرہ خان دوم اور اس کا خاندان اگر چہ مذہب شیعہ اثناعشریہ سے تعلق رکھتا تھا۔ لیکن نہایت فراخدلی کے ساتھ سب مذہبی فرقوں سے مساویانہ سلوک روا رکھتا تھا اور ہر مذہب کے علماء کی سرپرستی اور امداد کرتا تھا اس لئے راجہ طرہ خان دوم کیانی سب فرقوں میں ہر دل عزیز تھا۔ مورخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس راجہ کے ذاتی اوصاف حمیدہ کے علاوہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

راجہ طرہ خان اول کی عدل گستری اور نام وری کی بدولت خاندان کیانی کے ساتھ طرہ خانی کا نام زیادہ مشہور ہوا۔ "طرہ خنی رجئی" یعنی خاندان طرہ خان کی حکومت اس انصاف پسند راجے نے ۴۰ سال بڑے شان شوکت سے تخت گلگت پر حکمرانی کی اور 1479ء میں ۶۰ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی اس دنیا سے رحلت کر گیا۔

16: تخت گلگت کا سولہواں مسلمان اور شیعہ بادشاہ راجہ چلس خان دوم ابن راجہ طرہ خان دوم آپ کا دور حکومت 1479ء سے 1497ء تک ۱۸ سال رہا ہے اور راجہ چلس خان دوم کیانی طرہ خانی 54 سال کی عمر میں تخت گلگت پر متمکن ہوا اس راجے کے دور میں ریالات گلگت کے تمام علاقے اس کے زیر نگین رہے اور علاقے کا دیگر قریبی ممالک اور ریاستوں سے تجارت رہتی تھی گلگت اور اس کے زیر نگین علاقوں کے قومی اور علاقائی گیتوں میں راجہ چلس خان دوم کیانی کے عدل انصاف اور رعایا پروری کے علاوہ اس کی شان وشوکت کو خوب سراہا گیا ہے اور تخت گلگت پر ۱۸ سال حکومت کر کے 1497ء میں ۷۲ سال کی عمر میں اس دنیا سے رخت سفر بھاندا۔

17: تخت گلگت کا سترہواں مسلمان اور شیعہ بادشاہ راجہ سوملک سوم ابن راجہ چلس خان دوم کیانی آپ کا دور حکومت 1497ء سے 1522ء ۲۵ سال تک رہا ہے آپ ۲۸ سال کی عمر میں تخت گلگت پر متمکن ہوا راجہ سوملک سوم کیانی بڑے دانشمند، مدبر، منصف مزاج فیاض اور شب زندہ دار تھے۔ ملکی حالات کی بہتری کی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

خاطر خداترس اور وطن دوست حکام اور عمال کو مقرر کر رہا تھا وہ اپنے آپ کو خداوند عالم کے سامنے ذمہ دار سمجھتا تھا اور اپنی عملداری کے علاقوں میں خود گھوم پھر کر رعایاں کی خبر گیری کرتا تھا گلگت کی تاریخ میں راجہ سوملک کے نام جہاں تعریف ہوئی ہے اس سے مراد راجہ شاہ سوملک اول کیانی ہے اور راجہ سوملک سوم کیانی طرہ خانی کا دور بھی کچھ کم نہ تھا اس راجہ کے دور حکومت میں اس کے ہم عصر مندرجہ ذیل راجے علاقہ بلور کلاں بلتستان پر حکومت کرتے تھے سکردو میں راجہ بہرام چو، راجہ بوخان اور راجہ نیر شاہ اور راجہ گان شگر میں راجہ گاذری، راجہ عبداللہ خان اور راجہ حسن خان شامل تھا اس طرح راجہ سوملک سوم کیانی طرہ خانی نے تخت گلگت پر بڑی شان وشوکت اور جاہ جلال کے ساتھ ۲۵ سال حکومت کی اور 1522ء میں ۵۳ سال کی عمر میں اس دنیا سے رخصت ہوا۔

★ 18: تخت گلگت کا اٹھارہواں مسلمان اور شیعہ بادشاہ راجہ شارلیس خان دوم یہ راجہ شارلیس خان اعظم کے نام سے مشہور رہا ہے آپ کا دور حکومت 1522ء سے 1561ء تک رہا ہے آپ نے ۴۰ سال کی عمر میں تخت گلگت کو زینت بخشا، راجہ شارلیس خان دوم نے اپنے والد راجہ سوملک سوم کے بعد عنان حکومت سنبھالا ان کے دور اقتدار میں سلطنت گلگت کے حدود وہی تھے جو ان کے بزرگوں کے قبضہ اقتدار میں تھے یعنی چین کی سرحد تاش کرغن سے چکمن سرائے تک ادھر بروغل کی سرحد پار بدخشان سے کوہ خوش ہام تک ادھر تراکبل گریز اور بھانڈی پورہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سکے ورمیان تک اور تمام علاقہ جات گور (گوہر آباد) چیلاس، ہربن داریل، تانگیر کے علاوہ کالام، ونشگار اور علاقہ بٹگال جو نورستان کہلاتا ہے وسیع تھی خاندان طرہ خان کیانی کی سلطنت میں اس والی ملک کے عہد حکومت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی یہ راجہ اپنے والد راجہ سو ملک سوم کے نقش قدم پر نظام حکومت چلاتا تھا اور راجہ شاہ رئیس خان دوم کی ملکہ زہرہ خاتون سے شہزادہ صاحب قرآن جس کو خسرو خان بھی کہتے تھے مشہور ہوا ان کے علاکیں لڑکے اور لڑکیاں بھی متولد ہوئیں مگر سب کے سب صغر سنی میں ہی فوت ہوئے اور یاسین میں دفن ہوئے اور اب بھی یاسین میں یہ قبرستان گنبد شاہ ریسیہ کے نام سے مشہور ہے یاسین کا قدیم قلعہ چھمر کھن کو بعد میں قلعہ بری کھن دشت عاوس کا نام دیا جاتا تھا اور اب اس قلعہ کو تھاوس کہتے ہیں اور وہاں کا پرانا پولو گراونڈ قلعہ مدوری اور شہ فتن وغیرہ راجہ شاہ رئیس خان اعظم کی یادگار ہیں اور راجہ شاہ رئیس خان اعظم کی دوسری ملکہ شمس خاتون کے بطن سے شہزادہ سلطان مرزہ پیدا ہوئے اور نگر کے مغلوث کیانی خاندان کا مشہور راجہ شاہ کمال کیانی کی تخت نشین کے ایک سال بعد اور راجہ شاہ رئیس خان اعظم والی گلگت کے آخری دور حکومت میں جبکہ راجہ شاہ رئیس خان چترال میں مقیم تھے اور شہزادہ سلطان مرزہ گلگت پر بطور قائم مقام حکومت کر رہے تھے اس دور میں ایک خدا رسیدہ بزرگ سید شاہ بریا ولی اصفہانیؒ ایران کا مشہور اصفہان سے بغرض تبلیغ اپنے دو خادموں ابوالحسن اور سنگ علی کے ہمراہ جو دونوں حقیقی بھائی تھے وارد کشمیر ہوئے اور کشمیر سے نکل کر بلور کلاں بلتستان

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

وارد ہوئے اسطرح علاقہ شگر بلتستان سے برفانی پہاڑوں اور بیالفوگا یشر کو عبور کر کے پچاس میل کا پہاڑی سفر پیدل طے کر کے ہسپر نگر میں داخل ہوئے اور ہسپر نگر سے صبح روانہ ہو کر سرِ شام محلہ ملہ کوشل نگر خاص پہنچ گئے اس وقت تخت ریاست نگر پر جوان سال راجہ شاہ کمال کیانی ابن راجہ علی داد خان کیانی متمکن تھے پوری ریاست نگر میں شاہی خاندان کے علاوہ باقی تمام رعایا تو ہم پرستی اور کفریات میں گری ہوئی تھی اور شاہی خاندان بھی نام کا مسلمان تھا۔ اگرچہ خاندان طرہ خان گلگت سے ان کا قریبی تعلق اور رشتہ تھا مگر مذہبی تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے یہ شاہی خاندان مذہبی اصول وعقائد سے بے خبر تھا جب سید شاہ برولی اصفہانیؒ راجہ شاہ کمال کی دربار میں داخل ہوئے تو والی نگر نے نہایت احترام اور عزت کے ساتھ اپنے ساتھ مسند شاہی پر اپنے پہلو میں جگہ دیا اور آقائے موصوف سے اس علاقے میں تشریف آوری کے بارے میں سوال کیا تو آقائے سید شاہ بریا ولی اصفہانیؒ نے تبلیغ اسلام کے حوالے سے بڑی فصیح البیانی سے تقریر فرمائی آپ کی شیرین بیانی اور انداز گفتگو کی سحر انگیزی سے راجہ شاہ کمال مغلوٹ کیانی اور اس کے درباری بہت متاثر ہوئے اور نہایت قلیل عرصے میں علاقہ نگر میں توحید الٰہی نبوت پیغمبر آخری زمانؐ اور ولایت علیؑ کے نعرے بلند ہوئے اسطرح ولی بزرگوار کی خاص تبلیغ سے اخلاق حسنہ، اصول عقائد نیز واجبات مستحبات اور حرام وحلال کے علاوہ نجس اور پاک سے لوگوں کو آگاہ کیا جب آپ نے ریاست نگر سے رخصت ہونا چاہا تو راجہ شاہ کمال مغلوٹ نے اپنی ریاست میں آپ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کو روکنا چاہا مگر موصوف نے معذرت کر کے اپنا شاگرد و خادم ابوالحسن اصفہانی کو بطور مبلغ ریاست نگر میں چھوڑا اور راجہ شاہ کمال نے ابوالحسن اصفہانیؒ کے لئے اس کی اپنی خواہش پر ہسپر نگر سے مباچھر نگر تک سالانہ ایک خاص مقدار میں غلہ، گھی، لکڑی وغیرہ بعوض ملاگیری مقرر کیا اور ملاگیری کا یہ سلسلہ ابوالحسن اصفہانیؒ کے خاندان میں جاری رہا اور اس طرح میر شاہ سکندر کے دور تک یہ سلسلہ جاری تھا۔

آقائے سید شاہ بریاولی اصفہانیؒ اپنے دوسرے شاگرد اور خادم سنگ علی اصفہانی کے ہمراہ راجہ شاہ کمال مخلوٹ سے رخصت ہو کر ریاست گلگت کی طرف روانہ ہوئے اس دور میں راجہ شارئیش خان اعظم طرہ خان کیانی کا دوسرا بیٹا شہزادہ سلطان مرزہ بطور نائب سلطنت تخت گلگت پر متمکن تھا۔ آقائے سید شاہ بریاولی کی آمد کی خبر سن کر قائم مقام سلطنت شہزادہ سلطان مرزہ نے دریا پار کنوداس گلگت میں جا کر استقبال کیا اور شاہی جلوس کے ساتھ جولہ کے ذریعہ دریائے گلگت کو پار کرایا اور قلعہ فردوسیہ میں اتارنا چاہا تو آپ قلعہ فردوسیہ کے غربی دروازے سے اندر داخل ہوئے اور قلعہ کے اندر داخل ہو کر آقائے سید شاہ بریاولی اچانک ٹھٹک گئے اور حیران ہو کر ایک خرابے کی جانب غور سے دیکھا آقائے موصوف سے اس خاص حیرانی کی وجہ پوچھنے پر موصوف نے فرمایا اس خرابے میں اللہ کا وہ ولی دفن ہیں جن کی تبلیغ سے تمہارا جداعلیٰ راجہ شاہ سوملک اول نے اسلام قبول کیا تھا میں تمہیں اس ولی اللہ کی منزلت سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں اور علامت یہ ہوگی کہ اگر اس ولی اللہ کی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ولایت عامہ مجھ سے بڑی ہے تو اس خرابے کی دیوار میری جانب گر جائیگی اگر میری ولایت عامہ بڑی ہے تو یہ دیوار اندر کی جانب گر جائیگی یہ کہہ کر آقائے موصوف نے دعا کیا تو یہ دیوار سید شاہ بریاولی کی جانب گر گئی اس کے بعد آقائے موصوف اس خرابے میں داخل ہوئے اور فاتحہ پڑھ کر قبر کی نشاندہی فرمائی اور آج بھی مبلغ اول اور ولی کامل سید شاہ افضل کی قبر صحیح سلامت موجود ہے اور لوگ وہاں دعا مانگتے ہیں اس طرح آقائے سید شاہ بریاولی ایک ہفتہ تک قائم مقام سلطنت شہزادہ سلطان مرزہ طرہ خان کیانی کا شاہی مہمان رہے اور بعد میں بگروٹ کی طرف بھی گئے آپ نے موضع سنکر بگروٹ میں جا کر اپنا عصا سنکر کی زمین میں نصب کر دیا پرانے مستند لوگ کہتے ہیں کہ موصوف کا عصا فوراً ہرا ہوا اور درخت چنار کے پتے نکل آئے اور آج بھی وہ چنار کا درخت زمانے کے دست برد سے محفوظ ہو کر باقی ہے اور اس چنار کے سایہ میں اب بھی تین چھوٹی مسجدیں موجود ہیں آقائے موصوف سنکر بگروٹ سے دارالخلافہ گلگت واپس ہوئے اور چند دن کے بعد اپنے شاگرد خاص سنگ علی اصفہانی کے ہمراہ گلگت سے اچانک روپوش ہو گئے اور تلاش بسیار کے باوجود وہ کہیں نظر نہ آئے۔

اس طرح آقائے سید شاہ بریاولی اصفہانیؒ درویشانہ لباس میں علاقہ چترال میں راجہ شارلیس خان دوم کی دربار میں وارد ہوئے اور اس طرح دربار کی پہلی ملاقات اور گفتگو سے راجہ شارلیس خان دوم کو پتہ چلا کہ آقائے موصوف ایک جلیل

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

القدر عالم دین اور بزرگ ولی اللہ ہیں راجہ شاریس خان دوم کی طرف سے اصرار پر آپ 6 ماہ تک چترال میں مقیم رہے اس طرح ریاست نگر سے دربار چترال تک کے دوران اس ولی اللہ کی کئی کرامات زبان زد خاص و عام ہیں۔ آقائے سید شاہ بریا ولی اصفہانیؒ کی بزرگی اور روحانی کرامات سے متاثر ہو کر آپ کی وفات کے بعد راجہ شاریس خان اعظم کیانی نے آپ کے عزیز شاگرد سنگ علی اصفہانیؒ کو ولایت چترال کا قائم مقام مقرر کر کے خود دارالخلافہ گلگت واپس ہوئے تھے۔ پھر حسب سابق راجہ شاریس خان اعظم گلگت سے چترال گئے اور وہاں چند دن بیمار رہ کر 1561ء میں 83 سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا اور قائم مقام ولایت چترال سنگ علی اصفہانیؒ نے شاہی اعزاز کے ساتھ آپ کو چترال میں سپرد خاک کیا اس طرح راجہ شاریس خان اعظم دوم کیانی کی وفات کے بعد تخت کے نائب سلطنت راجہ شاہ مرزہ خان نے اپنے بڑے بھائی صاحب قرآن طرہ خان کیانی کو گلگت کا تاج و تخت حوالہ کیا اور خود گوشہ نشین ہو کر یاد الٰہی میں مشغول رہے۔

19: تخت گلگت کا انیسواں مسلمان اور شیعہ بادشاہ راجہ صاحب قرآن طرہ خان کیانی ابن راجہ شاریس خان اعظم دوم کیانی آپ کا دور حکومت 1561ء سے 1567ء تک رہا ہے اور یہ راجہ ۴۷ سال کی عمر میں تخت گلگت پر فائز ہوا۔ قدیم تاریخ دان اس راجہ کو خسرو خان کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ کیونکہ شہزادہ صاحب قرآن بیمار ہوا تو کسی عالم دین کے کہنے پر اس کا عقیقہ کرنے کے بعد نام تبدیل

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کر کے خسرو خان نام رکھا گیا تھا۔ مگر آپ صاحب قرآن کے نام سے ہی مشہور ہوئے اور اس طرح راجہ صاحب قران طرہ خان کیانی نے سنگ علی کی کارگزاری کی وجہ سے اس کو چترال پر بحیثیت قائم مقام سلطنت برقرار رکھا مگر سنگ علی نے راجہ صاحب قرآن کی تخت نشینی کے دو سال بعد بحیثیت نائب سلطنت گردونواح کے خانوں سے راہ رسم بڑایا اور ان سے فوجی تعاون حاصل کر کے تحت گلگت کی مرکزی حکومت اور راجہ صاحب قرآن سے باغی ہو کر اپنی مطلق العنانی کا اعلان کر دیا اور زبردست فوجی تیاری کے ساتھ گلگت پر حملہ کر دیا اس حملے کی خبر سنگر وزیر شومن جو راجہ صاحب قران طرہ خان کیانی کا فوجی جرنیل تھا۔ اس نے سنگ علی کی فوجی یلغار کو روکنے کی خاطر پونیال میں جگہ جگہ مچان بنا کر سنگ علی اور اس کی افواج کو گیرے میں لیا اور راجہ صاحب قران بھی ایک لشکر جرار کے ساتھ گلگت سے پونیال پہنچا اور نمک حرام سنگ علی کی سپاہ کو جگہ جگہ گیر کر قتل کرنا شروع کیا تو سنگ علی زخمی ہونے کے بعد نصف سے زیادہ سپاہی کٹوا کر چترال کی جانب بھاگنے میں کامیاب ہوا اس کے مال واسباب پر افواج گلگت کا قبضہ ہوا والی گلگت راجہ صاحب قران کی خواہش تھی کہ نمک حرام سنگ علی کو معزول کر کے اس کی جگہ کسی اور موزوں شخص کو نائب سلطنت مقرر کر کے مگر تخت نشینی کے پانچویں سال کے آخر میں چند دن بیمار رہ کر راجہ صاحب قران کا 1567ء میں انتقال ہوا۔

خاندان طرہ خان کیانی کے اس طویل دور اقتدار میں کبھی کبھار معمولی جھگڑے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہوئے اور عارضی طور پر عام تبدیلیاں ہوئیں تھی مگر راجہ صاحب قران کی حکومت آخری دو سالوں میں علاقہ چترال خاندان طرہ خان کی مرکزی حکومت سے ہمیشہ کے لئے کٹ گیا اکثر تجزیہ نگار لکھتے ہیں کہ خاندان طرہ خان گلگت سے علاقہ چترال کا جدا ہونا سنگ علی کا بحیثیت نائب سلطنت چترال پر اس کی حکومت کا قیام تھا اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ سنگ علی کی حکومت کا قیام سید شاہ بریا ولی اصفہانیؒ کی دعا اور اس کے نام اور روحانیت کے طفیل تھا۔

20: تخت گلگت کا بیسواں مسلمان اور شیعہ بادشاہ راجہ سلطان مرزہ المعروف راجہ مرزہ خان دوم طرہ خان کیانی آپ کا دور حکومت 1567ء سے 1600ء تک رہا ہے آپ 48 سال کی عمر میں تخت گلگت پر جلوہ افروز ہوا۔ والی گلگت راجہ صاحب قران کی کوئی نرینہ اولاد نہیں تھی اس لئے ان کا سوتیلا بھائی شہزادہ سلطان مرزہ طرہ خان کیانی جو والی نگر کی بیٹی ملکہ شمس بیگم کی بطن سے تھا۔ تخت گلگت پر متمکن ہوا یہ راجہ بڑا عابد متقی اور بلند پایہ عالم تھا اس لئے مطلق العنان بادشاہ ہوتے ہوئے۔

نہایت منکسر المزاج حلیم الطبع اور بڑا مہربان تھا اسی راجہ سلطان مرزہ دوم طرہ خان کیانی کے راجہ میر غازی ولی سکردو سے گہرے مراسم تھے۔ ادھر مہتر چترال سنگ علی اصفہانی ہر وقت تخت گلگت پر قبضہ کی خاطر ریشہ دوانیاں کرتا رہتا تھا اس لئے مہتر چترال سنگ علی کے جاسوسوں نے اس کو یہ خبر دی کہ راجہ سلطان مرزہ خان کیانی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نہایت صلح جو اور عبادت گزار حکمران ہیں اسلئے گلگت کے عوام دل و جان سے اس بادشاہ سے محبت کرتی ہے اور آسانی کے ساتھ گلگت پر حملہ کرنا مشکل ہے البتہ گلگت سے اس کی غیر موجودگی میں حملہ کر دیا جائے تو کامیابی ممکن ہوگی اس دوران راجہ شاہ مرزہ خان دوم کا بگروٹ اور ہیراموش کے دورے کا پروگرام بنا آپ بگروٹ سے ہو کر پہاڑی برفانی راستہ سے علاقہ ہیراموش کی طرف بھی جانے والے تھے اسلئے سنگ علی کے جاسوسوں نے اس کو خبر کردی اور اس نے مکمل منصوبہ بندی کے ساتھ گلگت پر حملہ کر دیا اور تخت گلگت پر قبضہ کر کے والی گلگت راجہ شاہ مرزہ دوم کی گرفتاری کے لئے اس کے تعاقب میں لشکر روانہ کر دیا راجہ سلطان مرزہ اپنا دورہ ہیراموش مکمل کر کے ہیراموش سے گلگت کی طرف آ رہا تھا راستے میں یہ خبر پہنچ گئی کہ مہتر چترال سنگ علی نے تخت گلگت پر قبضہ کیا ہے اس بری خبر کے بعد آپ راستے سے ہی اپنے دونوں شاہزادے علی شیر خان اور علی حیدر خان کے ہمراہ واپس سکردو بلتستان کی طرف روانہ ہوئے جب آپ سکردو میں وارد ہوئے تو معلوم ہوا کہ آپکا دوست اور برادر ایمانی راجہ غازی میر والی سکردو کا انتقال ہوا ہے اور انکا دلیر اور جری بیٹا شاہزادہ علی شیر خان انچن مقپون تخت سکردو پر متمکن ہوا ہے اس طرح جب والی گلگت راجہ سلطان مرزہ اپنے دونوں شاہزادوں کے ہمراہ راجہ سکردو کے دربار میں حاضر ہوا تو راجہ علی شیر خان انچن نے انکو بڑی عزت و احترام سے اپنی خاص رہائش گاہ میں ٹھہرایا اور خوب مہمان نوازی کی اسی طرح معزول والی گلگت سلطان مرزہ لمرہ خان کیانی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نے ہتر چترال سنگ علی کے ابتدائی حالات اور تخت گلگت پر اس کا غاصبانہ قبضہ کی صورت حال بڑی تفصیل کے ساتھ زکر کیا اور ہفتہ دس دن کے بعد راجہ علی شیر خان انچن والی سکردو جوانان صف شکن کا ایک لشکر جرار کے ہمراہ معزول راجہ سلطان مرزہ طرہ خان کیانی اور شہزادوں کے ساتھ بطرف گلگت روانہ ہوا جب والی سکردو راجہ علی شیر خان انچن اپنے شیران صف شکن کے ہمراہ گلگت پہنچا تو ہتر چترال سنگ علی اپنے حلیفوں اور اتحادیوں کے ساتھ ملکر مقابلہ کی خاطر تیار تھا اسیطرح دونو افواج کے درمیان سخت بلا کا معرکہ ہوا اور اس خوفناک جنگ میں سنگ علی اور اسکی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے اور چترال کی تمام فوج لقمہ اجل بن گئی اور سنگ علی شکست کھا کر اپنی بچی کچی فوج کے ساتھ چترال کی طرف بھاگ گیا اس طرح راجہ علی شیر خان انچن مقپون نے والی گلگت راجہ سلطان مرزہ کو دوبارہ تخت گلگت پر بحال کر دیا اور اس کا بڑا بیٹا علی شیر خان طرہ کیانی کو نائب سلطنت مقرر کر کے گلگت میں رکھا اور دوسرا بیٹا شہزادہ حیدر خان کو اپنے ساتھ رکھا اور بلائے ناگہانی کی طرح چترال کی طرف روانہ ہوا اسطرح چترال پہنچ کر سنگ علی کے مردوں کے انبار لگا دیا مگر سنگ علی روپوش ہو گیا لیکن چترال کے لوگ اس کشت وخون سے محفوظ نہ رہ سکے اس طرح علی شیر خان انچن مقپون نے چترال کو بری طرح روند ڈالا اور اپنی فتح کی یادگار نشانی کے طور پر چکی کا ایک پاٹ چنار کی بڑی شاخوں میں پھنسالیا اور چترال سے بے حساب مال ومتاع لیکر عازم گلگت ہوا اور والی گلگت راجہ سلطان مرزہ طرہ خان کیانی نے بڑے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ادب واحترام سے قلعہ فردوسیہ گلگت میں مہمان نوازی کی اور تخت گلگت کی حکومت پیش کیا تو راجہ علی شیر خان مقپون نے جواب دیا کہ میں اپنے ہم نام علی شیر خان کیانی کی حق وراثت پر قبضہ کرنے کی جسارت نہیں کرسکتا اس طرح کچھ وقت سیر وشکار کے بعد اپنے خدم وحشم کے ہمراہ براستہ ہیراموش عازم سکردو ہوا اور راجہ سلطان مرزہ طرہ خان کیانی دوسری مرتبہ تخت گلگت پر متمکن ہو کر ۴۰ سال حکومت کر کے 1600ء میں 78 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔

✖ 21: تخت گلگت کا اکیسواں مسلمان اور شیعہ بادشاہ راجہ علی شیر خان طرہ خان کیانی کا دور حکومت 1600ء سے 1632ء تک ۳۲ سال رہا ہے اور یہ راجہ اپنے والد راجہ سلطان مرزہ کیانی کے بعد ۳۹ سال کی عمر میں تخت گلگت پر جلوہ افروز ہوا راجہ علی شیر خان کیانی مستقل مزاج اور نڈر تھا آپ خاندان طرہ خان کی سرشت کی طرح شب وروز عبادت الٰہی میں مشغول رہتا تھا اور راجہ علی شیر خان طرہ خان کیانی کی تخت نشینی کے دوسرے سال اس کی ملکہ نور جمال المعروف ملکہ شاہ بیگم کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا اس شہزادے کا نام خاقان مرزہ رکھا گیا اور راجوں کے دستور کے مطابق موضع سمبگال داریل کے ایک معزز قبیلہ کے سردار خرالی جشیرو کے پاس پرورش کی خاطر منہ بولا بیٹے کے طور پر دیدیا گیا اس طرح شہزادہ خاقان مرزہ کی پرورش داریل میں ہوتی رہی اگر چہ راجہ علی شیر خان طرہ خان کیانی کے دور میں سارگن گلگت میں بہت واقعات اور انقلابات رونما ہوئے مگر راجہ شاہ کمال والی

jabirabbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ریاست نگر کی خاص ہمدردی اور مداخلت سے ساری مشکلات فرد ہوئیں اور یاسین وچترال کے علاجات پر راجہ شاہ کمال کے توسط سے راجہ علی شیر خان طرہ خان کا تسلط دوبارہ قائم ہوا ادھر شہزادہ خاقان مرزہ جو داریل میں پرورش پا رہا تھا اس کی عمر ۱۶ سال کی ہوئی تو راجہ علی شیر خان کیانی نے اپنے چھوٹے بھائی شہزادہ علی حیدر خان کیانی کی لڑکی شہزادی مہر پرور سے اس کی شادی کر دی اور شادی کے تین سال بعد شہزادہ خاقان مرزہ کے ہاں اس شہزادی مہر پرور کے بطن سے ایک خوش بخت لڑکی پیدا ہوئی اور اس لڑکی کا نام جوار خاتون رکھا گیا اور اس خوش قسمت شہزادی کی پرورش مسمی قدیر بیگ ساکن شروٹ نے کیا اس طرح جب شہزادی جوار خاتون کی عمر صرف ۷ سال کی ہوئی تھی اس کے والد خاقان مرزہ المعروف مرزہ خان نے والی سکردو راجہ علی شیر خان انچن مقپون سے راہ اسم بڑھانے کے علاوہ سابقہ ہمدردی اور خدمات کے تشکر کے طور پر راجہ علی شیر خان انچن مقپون کے تیسرے بیٹے شہزادہ احمد خان مقپون سے شہزادی جوار خاتون کی منگنی کر دی اور جب اس شہزادی کی عمر ۱۴ سال ہوئی تو نہایت شان وشوکت اور دھوم دھام سے شادی کر کے شہزادی جوار خاتون المعروف (ددی جواری) کو سکردو رخصت کیا اور 1632ء میں راجہ علی شیر خان طرہ خان کیانی کا ۷۱ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

22: تخت گلگت کا بائیسواں مسلمان اور شیعہ بادشاہ راجہ خاقان مرزہ المعروف مرزہ خان سوم آپ کا دور حکومت 1632 سے 1635 تک رہا اس دوران

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

گلگت اور اس کی عملداری کے ایالات میں کافی افراتفری رہی اس دور میں راجہ خوش وقت پونیال اور وزیر رشو کو تخت گلگت کے مرکز میں زیادہ اہمیت حاصل ہوئی تھی راجہ خاقان مرزہ کے بعد راجہ شاہ کمال والی ریاست نگر کی نیابت میں وزیر رشو نے ۸ سال گلگت کا نظام چلایا اور رشو وزیر خاقان مرزہ کی اکلوتی بیٹی شاہزادی جوار خاتون کو تخت گلگت پر بٹھانا چاہتا تھا کیونکہ اس وقت شاہزادی جوار خاتون طرہ خان کیانی اس خاندان کی واحد وارث تخت تھیں۔ شاہزادی جوار خاتون اپنے شوہر شاہزادہ احمد خان مقپون کو خاطر میں نہیں لاتیں تھیں کیونکہ شاہزادہ احمد خان مقپون نے اپنے خاندان میں پہلے شادی کی تھی اور اس مقپون شاہزادی سے ان کے ہاں پانچ لڑکے شاہزادہ شاہ مراد، شاہزادہ علی شاہ، شاہزادہ تیر شاہ اور شاہزادہ شاہ سلطان موجود تھے مگر ادھر تخت گلگت اپنے وارث سے خالی تھا اور اس واحد وارث شاہزادی کی ضرورت تھی شاہزادہ احمد خان مقپون کی وفات کے بعد علاقہ کے دستور کے مطابق شاہزادی جوار خاتون اپنے گھر واپس نہیں جا سکتی تھی مگر رشو وزیر قائم مقام تخت گلگت عمالدین حکومت کے ہمراہ سکردو گئے اور شاہزادی جوار خاتون کو گلگت لے کر آئے اسی طرح شاہزادی جوار خاتون سکردو بلتستان سے گلگت آ کر تخت گلگت پر جلوہ افروز ہوئیں۔

✖ 23: تخت گلگت کی تئیسویں مسلمان اور شیعہ حکمران ملکہ جوار خاتون طرہ خان کیانی آپ ملکہ نور بخت دختر راجہ شری بدمت کے بعد پہلی خاتون حاکم تھیں اس ملکہ نے پہلی دفعہ 1642ء سے 1667ء تک 25 سال حکومت کی اور تخت گلگت پر

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

متمکن ہوتے وقت ملکہ جوار خاتون (ددی جواری) کی عمر 30 سال تھی آپ نے نہایت شان وشوکت کے ساتھ تخت گلگت پر حکومت کیا اسی طرح ملکہ جوار خاتون کی تخت نشینی کے تین سال کے اندر وزیر رشو کو مطلق العنان بادشاہ بننے کا شوق سوار ہوا اور وہ ملکہ جوار خاتون سے شادی کر کے تخت گلگت پر قبضہ کرنا چاہتا تھا جن دنوں ملکہ جوار خاتون سنکر بگروٹ کے قلعے میں تھیں وہاں جا کر رشو وزیر نے شادی کی بات چھیڑی تو ملکہ جوار خاتون سخت ناراض ہوئی اور اس بات پر جھگڑا ہوا تو سنکر بگروٹ والوں نے وزیر رشو کو قتل کیا اور اس طرح رشو وزیر کی قبر اب بھی بگروٹ میں مشہور ہے اور اس قائم مقام سلطنت کی قتل کے بعد ملکہ جوار خاتون کی اپنی مکمل شخصی حکومت کا آغاز ہوا تاریخ گلگت میں سنکر بگروٹ کے قلعہ اور اس علاقے کے بارے میں کافی سے زیادہ واقعات مشہور ہیں فرفوح بگروٹ کا مسمی ہدول کا جواں سال بیٹا دری خان جو حسن وجمال اور شجاعت و دلیری میں مشہور تھا ملکہ جوار خاتون کے خاص محافظ دستے میں شامل تھا سنکر بگروٹ سے ملکہ کے ہمراہ گلگت آیا اور تقریباً تین سال تک گھر واپس نہیں گیا تو اس کی جواں سال اور حسین وجمیل بیوی نے اس کی جدائی کے غم میں ایک گیت گایا جواب تک بگروٹ کے لوگوں میں مشہور ہے اس لئے یہاں بطور نمونہ اس گیت کا ایک بند تحریر کرتا ہوں۔

ہدولے رولو مئے آ جنے دری خان سارگن بیٹھو دو سارگن بیٹھو دو

ہدولے رولو مئے گلا چے گاڑو سارگن بیٹھو دو سارگن بیٹھو دو

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

رخصت تھے لی مرزہ جواری کو اروکے رتھیکے جوڑی تو تپایو جا آلی

اے ہدول کا کمزور دری خان سارگن یعنی گلگت جا کر بھول بیٹھ گئے ہو میرے

پیارے اے گلاب کا گلدستہ سارگن گلگت جا کر بھول بیٹھ گئے ہو اے مرزہ کی جوار

خاتون میرے عقاب کو کیوں روکا ہے رخصت کرو کیونکہ دیوداس کا درخت مرجانے

لگا ہے۔ اس جوان لڑکی نے اپنی ساس کو ملکہ جوار خاتون کے پاس گلگت بھیج دیا۔

اس طرح اس کی ساس نے ملکہ کی خدمت میں حاضر ہو کر جدائی کا یہ گیت اس

کی خدمت میں سنایا تو دری خان کو فرفوح بگروٹ واپس جانے کی اجازت دیا

اسیطر ح ملکہ جوار خاتون نے قلعہ سکر سے واپسی کے بعد اپنے رضاعی باپ وزیر بیکو

کو وزارت عظماء پر مقرر کیا اور باقائدہ عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیا زنانہ لباس

اتار کر مردانہ لباس پہننا شروع کیا اور ساتھ ہی سر پر عمامہ بھاندا تلوار اور تیر و کمان

اپنے ساتھ رکھنا شروع کیا اس طرح ملکہ جوار خاتون نے اپنے دور اقتدار میں اپنی

عملداری کے علاقوں میں سڑکوں اور پانی کے لئے کول بنوائے موضع خومر کی سونی

یپ اور گلگت کے دونو کول یعنی کول بالا اور کول پائین اب بھی اس کی مشہور یادگار ہیں

ملکہ جوار خاتون نے کول بالا اور کول پائین کو داریل سے لوگ منگوا کر جاری کرایا اور

ان سے اکثر کو بطور انعام سونا دیا مگر خرالی جشیر و نے انعام میں سونا لینے سے انکار کیا

اور ملکہ جوار خاتون سے کھمبری کی چراگاہ مانگا ملکہ نے کھمبری کی چراگاہ بطور انعام

دے دیا ان کو ملک وحکومت سے وفاداری کا وعدہ وعید کے بعد داریل والوں کو

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

رخصت کیا ملکہ جوار خاتون کی فہم وفراست اور رعایا پروری کی بدولت اس کا دور حکومت تاریخ گلگت میں مشہور ہوا اور ملکہ جواز خاتون نے اب تک دوبارہ شادی نہیں کی تھی چونکہ گلگت کی محبت کرنے والی رعایا گلگت کے لئے ایک حقیقی وارث کے سلسلے میں ملکہ جواری خاتون کی دوبارہ شادی کی تمنا رکھتے تھے اس لئے ایک دن گور، گوہر آباد سے مشہور معتبر سلطان علی المشہور طانو جسٹیر د نے ملکہ سے سوال کیا کہ آپ کے بعد تخت گلگت کی حکومت کا وارث کون ہوگا......؟ اس سوال پر ملکہ جوار خاتون خاموش رہی تو خود طانو جسٹر د نے اس خاموشی کو توڑا اور یہ رائے دیا کہ طرہ خان کیانی خاندان میں رشتہ ہونا چاہیے اور اس طرح شہزادہ فردوس علی خان خلف الرشید شاہ شال کمال والی ریاست نگر سے ملکہ جوار خاتون کا دوسرا نکاح ہوا اسطرح ایک سال کے بعد ملکہ جوار خاتون کے ہاں تخت گلگت کا وارث ایک لڑکا پیدا ہوا اس شہزادے کا نام شاہ جی خان رکھا گیا اور راجہ فردوس علی خان تخت گلگت کا نائب السلطنت تھا ملکہ جوار خاتون اور حکومت گلگت کے مشہور مخلص شیر طانو جسٹیر د گوہر آباد اور کلشمیر جسٹیر و داریل کا یکے بعد دیگر انتقال ہوا اور ان ایام میں والی نگر راجہ شاہ کمال مغلوث کیانی کا 110 سال کی عمر میں انتقال ہوا اور گلگت کے بعض سازشی لوگوں کی ملی بھگت سے نائب سلطنت گلگت راجہ فردوس علی خان مغلوث کیانی کو گلگت سے نکالا گیا تو موصوف اپنی آبائی ریاست نگر چلا گیا اور راجہ فردوس علی خان نے اپنے چھوٹے بھائی راجہ شاہ رحیم مغلوث کیانی کی بیٹی شہزادی گوہر خاتون کی شادی اپنے بیٹے اور تخت گلگت کا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

وارث شہزادہ شاہ جی خان طرہ خان کیانی سے طے کیا اس وقت ملکہ جوار خاتون کی عمر 46 سال ہوئی تھی ملکہ نے اپنے بیٹے شہزادہ شاہ جی خان کو تخت گلگت پر بٹھا کر خود دن رات فراغت سے یاد الٰہی میں مشغول رہتی تھی جب ملکہ جوار خاتون کی عمر 69 سال ہوئی تھی آپ دوسری بار تخت گلگت پر جلوہ افروز ہوئی اسطرح آپ کا دوسرا حکومت 1689ء سے 1705ء تک رہا ملکہ جوار خاتون المشہور ددی جواری کا اقبال بلند تھا عورت زاد تھی مگر بڑی تمکنت اور یادگار انداز میں حکومت کی ملک میں آسودگی فارغ البالی اور شادابی کا دور پھر سے شروع ہوا بد باطن لوگ اور دشمن اس سے خوف کھاتے تھے اس دور میں والی یاسین و چترال خوشوقت کو ایک بار پھر ملک گیری کی ہوس دامن گیر ہوئی تھی مگر ملکہ جوار خاتون (ددی جواری) کی اقبال مندی اور حسن تدبر اور فراست کی بدولت راجہ خوش وقت اپنے برے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا اور ملکہ جوار خاتون (ددی جواری) کی حکومت سے وفاداری جتا کر تخت گلگت کے پر خلوص خدمت گاروں میں شامل ہو گیا اس طرح علاقہ یاسین اور چترال پھر سے خاندان طرہ خان کیانی گلگت کی عملداری میں آ گیا اور ملکہ جوار خاتون کی دوسری بار تخت نشینی کے گیارہویں سال میں راجہ خوش وقت کا انتقال ہوا اس طرح ملکہ جوار خاتون (ددی جواری) دوسری بار تخت گلگت پر 16 سال حکومت کر کے 1705ء میں 85 سال کی عمر میں وفات پا گئی۔

نمبر 24:۔ تخت گلگت کا چوبیسواں مسلمان اور شیعہ بادشاہ راجہ شاہ جی خان

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کیانی راجہ فردوس علی خان مغلوث کیانی اور ملکہ جواری خاتون کا اکلوتا بیٹا تھا آپ کا دور حکومت 1670ء سے 1689ء تک ۱۹ سال رہا ہے ترتیب کے لحاظ سے اس راجے کا ذکر ملکہ جوار خاتون کی دوسری بار تخت گلگت پر متمکن ہونے سے پہلے ہونا تھا مگر ملکہ جوار خاتون کے بارے میں کچھ تفصیلی واقعات کی وجہ سے ان کا ذکر بعد میں لکھا ہے۔ اسطرح راجہ شاہ جی خان کیانی نے تین شادیاں کی تھی پہلی شادی راجہ خوش وقت کا بھائی شاہ برش خان کی لڑکی سے ہوئی تھی مگر ملکہ جوار خاتون اس رشتے سے ناخوش تھی۔ اس شہزادی سے شہزادہ شاہ نجم خان پیدا ہوئے دوسری شادی ملکہ جوار خاتون کی پسند پر والی سکردو راجہ شاہ مراد کی لڑکی سے ہوئی تھی اس شہزادی سے شہزادہ مایور خان پیدا ہوئے اور تیسری شادی شہزادے کا چچا والی ریاست نگر راجہ شاہ رحیم کی لڑکی شہزادی گوہر خاتون سے ہوئی تھی اس طرح راجہ شاہ جی خان کی تخت نشین کے پانچویں سال شہزادی گوہر خاتون کے بطن سے ایک سعادت مند بچہ پیدا ہوا اور اس شہزادے کا نام شاہ غوری تھم رکھا گیا لفظ غوری تھم گری تھم سے بگڑھ کر بنا ہے بروشکی زبان میں گری کے معنی چراغ اور تھم کے معنی راجہ کے ہیں اور شینا زبان میں اس کو ژلورا کہتے ہیں۔ راجہ خوش وقت اپنے نواسے شاہ نجم خان کو تخت گلگت کا ولی عہد بنوانا چاہتا تھا اس لئے سازش کے جال بنتا رہا تا کہ شہزادہ مایور کو راستے ہٹا دے اور راجہ خوش وقت کی سازش سے شہزادہ شاہ مایور خان کو قتل کرایا گیا اور دوسری طرف والی نگر شاہ رحیم خان کی ایما پر اس کے نواسے شہزادہ شاہ غوری تھم خان کو سلطنت گلگت کا ولی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عہد بنائے جانے کا امکان تھا اس لئے اندرون خانہ سازش کے تحت شہزادہ شاہ نجم خان کا رضاعی بھائی اکی خان نے اپنے والد بوقہ خان کی قتل کے بدلے میں بطور انتقام کھانے میں زہر ملا کر والی گلگت راجہ شاہ جی خان کیانی کا کام تمام کر دیا سکردو اور یاسین کے درمیان موجود اس اندرونی چپقلش سے فائدہ اٹھا کر راجہ شاہ رحیم مغلوث والی ریاست نگر خاموش تماشائی بنا رہا والی تخت گلگت راجہ شاہ جی خان کے قتل کے بعد والی سکردو راجہ شاہ مراد مقپون نے گلگت آ کر ملکہ جوار خاتون کو حوصلہ دیا اور اس افراتفری کے موقعہ پر ملکہ جوار خاتون (ددی جواری) کو 1689ء میں دوبارہ تخت گلگت پر بٹھا دیا تھا اس طرح ملکہ جوار خاتون (ددی جواری) نے دوسری باری 1705ء تک ۱۶ سال حکومت کیا ہے۔

نمبر 25: تخت گلگت کا پچیسواں مسلمان اور شیعہ بادشاہ راجہ شاہ غوری تھم خان طرہ خان کیانی آپ کا دور حکومت 1705ء سے 1800ء تک ۹۵ سال رہا ہے۔

ملکہ جوار خاتون کی وفات کے بعد تمام ریاست میں ایام عزاداری کے بعد ۱۸ سال کی عمر کا یہ جلیل القدر شاہزدہ تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا اس راجے نے آقائے سید سلطان علی عارف حسینی جلالی سے عربی فارسی زبان کے علاوہ دیگر علوم میں کمال حاصل کر کیا تھا اس لئے راجہ غوری تھم بلند پایہ عالم دین کا درجہ رکھتا تھا ولی کامل آقائے سید سلطان علی عارف حسینی جلالی ایک بلند پایہ عالم فاضل کے علاوہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اسرار سبحانی اور امور یزدانی کے مالک بھی تھے آپ ملکہ جوار خاتون کے دوسری بار تخت نشینی کے بعد وارد گلگت ہوئے تھے آپکے ہمراہ آپ کا بھائی سید ابراہیم شاہ حسینی اور سید اکبر شاہ حسینی بھی تھا ان دونوں بھائیوں کا آستانہ گورنمنٹ ہائی سکول نمبر (۱) گلگت کے مشرق کی طرف واقع قبرستان میں اب بھی موجود ہے اور ولی کامل سید سلطان علی شاہ عارف کا آستانہ دنیور میں مرجع خاص و عام ہے راجہ شاہ غوری تھم نہایت خدا ترس اور رحم دل حکمران تھا ریاست نگر اور سات مکسوہ گلگت میں آباد سادات میں سے اکثر اس شفیق و مہربان راجہ کے دور حکومت میں آباد ہوئے ہیں اور راجہ موصوف نے ان سادات کو اپنی موروثی انیق کے علاوہ مالی معاونت کر کے ان کی آبادکاری میں بھر پور مدد کی راجہ شاہ غوری تھم کی تخت نشینی کے دسویں سال انکا نانا راجہ رحیم خان مغلوث کیانی والی ریاست نگر کا انتقال ہوا اور راجہ موصوف ایک ہفتہ سوگ میں رہا قرآن خوانی و فاتحہ خوانی کی مجالس کے بعد رعایا اور فقرا میں خیرات تقسیم کر کے انکو ثواب پہنچایا اور اپنے وزیر بیکو کے ہمراہ قیمتی تحائف دیکر نگر روانہ کیا اسیطرح بیکو وزیر نے نگر جا کر راجہ شاہ رحیم کے بڑے بیٹے شاہزدہ کریم خان مغلوث کیانی کو تخت ریاست نگر پر بٹھادیا راجہ شاہ غوری تھم کی ۴۵ سال کی عمر میں راجہ یاسر خان کی بیٹی شہزادی حسن آراء سے شادی ہوئی مگر ایک طویل مدت کے بعد یعنی پورے تیس سال کے بعد راجہ غوری تھم کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی اس لڑکی کا نام نصیب بیگم رکھا گیا جب شاہزادی نصیب بیگم بالغ ہوئی تو اس کی شادی نگر میں کر دی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

گئی دعاؤں اور فریادوں کے علاوہ نذر و خیرات کے بعد پچانوے سال کی عمر میں راجہ غوری تھم کو خداوند عالم نے ایک نرینہ اولاد عطا کیا اور اس نو مولود شہزادے کا نام محمد خان رکھا گیا اس شہزادے کی ولادت کے ڈیڑھ سال بعد ایک اور لڑکا پیدا ہوا اور اس شہزادے کا نام شاہ عباس رکھ دیا گیا اور شاہ غوری تھم کیانی نے ان دونوں شہزادوں کی تعلیم و تربیت کے لئے اپنے ہم درس ساتھی سید امیر شاہ کو انکا اتالیق مقرر کیا راجہ شاہ غوری تھم مسلک شیعہ اثنا عشریہ پر سختی سے پابند تھا اس لئے اپنی جائیداد اور خود کاشت زمین کی آمدن سے سالانہ یک ٹوپہ (ہالی) سونا بطور خمس نکالکر اپنے خصوصی نمایندے کے ساتھ ملک عراق کا علمی مرکز نجف اشرف بھیجتا تھا راجہ شاہ غوری تھم ملکی باج و خراج کی آمدن کو اپنے ذاتی مصارف میں نہیں لاتا تھا اس انصاف پرور بادشاہ نے خاص گلگت میں علماء شیعہ میں سے تین اور علماء اہلسنت میں سے تین کو شاہی مبلغین کے طور پر بغرض تبلیغ دین اسلام مقرر کیا تھا اور یہ لوگ باج و خرج سے مستثنا تھے راجہ موصوف کی دربار میں زعماء و رؤساء کی اکثریت اہلسنت کی ہوتی تھی اور اس طرح راجہ شاہ غوری تھم کیانی نے اپنے دور اقتدار میں کشمیر سے مدید کاریگر اور ہنرمند افراد لوہار، سنار، درزی، ترکھان، اور شالی بافت وغیرہ لوگوں کو گلگت منگوا کر اپنی خود کاشت زمین میں سے حصہ دیکر کشروٹ محلہ کے نام سے ایک محلہ آباد کرایا اور آج بھی وہ محلہ اسی نام سے مشہور و معروف ہے۔

راجہ شاہ غوری تھم وزیر ملا بیگ چرال پر زیادہ اعتماد رکھتا تھا آپ کی عمر ۱۰۰ سال

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کی ہوئی تھی اس لئے آپ نے اپنے بڑھاپے کی وجہ سے وزیر ملا بیگ جرال کو اپنے شہزادہ محمد خان کیانی کی بلوغت تک اس ملک کا نائب سلطنت مقرر کر کے خود گوشہ نشین ہو کر یاد الٰہی میں مشغول رہے اس طرح وزیر ملا بیگ جرال نے اس خاص موقعہ سے فائدہ اٹھا کر مال و دولت جمع کرنا رشوت اور لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کر دیا عدل وانصاف ختم ہوا اور غریب عوام کی شنوائی اور دادرسی نہیں ہوتی تھی جب شہزادہ محمد خان کیانی کی عمر پندرہ سال ہوئی تو وہ غریب عوام اور بے آسرا لوگوں کی حالت زار سے واقف ہوا اور نائب سلطنت وزیر ملا بیگ جرال کی بداعمالیوں پر اس کی سخت تنبیہ کیا مگر وزیر ملا بیگ کے سر پر ہوس زر اور اقتدار کا نشہ چڑھ گیا تھا اس لئے وہ بد اعمالیوں پر اتر آیا تھا تا کہ وہ مکمل طور پر تخت گلگت پر قابض ہو سکے اس وزیر بے تدبیر کی سازشی فکر و عمل سے کیانی خاندان کے یہ شہزادے آہ زادے بن کر رہ گئے تھے تاریخ کے حوالے سے اور عام و خاص قصہ گو حضرات کی زبانی اس نمک حرام وزیر ملا بیگ کی سازشوں اور فتنہ پروری کا عام شہرہ ہے۔

اگرچہ علاقہ چترال یاسین کوہ غذر اور اشکومن پر تخت گلگت کی عملداری ختم ہو چکی تھی اور اس بدنہاد وزیر کی بدولت ریالات گلگت سات مکسوہ کی حیثیت بھی ختم ہوتی جاتی تھی۔ علاقہ یاسین کا راجہ بادشاہ خان کے بعد یاسین پر ملک امان اور مستوج پر سلیمان شاہ حاکم تھا اس دور میں خاندان سنگ علی کے چند لوگ اور کٹور خاندان کے اکثر لوگ کینہ جو اور غارت گر واقع ہوئے تھے مگر ان سب سے بڑھ کر راجہ سلیمان شاہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

والی مستوج سب برائیوں کا منبع تھا اس کا قد پست گردن کوتاہ اور آنکھیں کبود نیلی تھیں یہ نشانیاں سلیمان شاہ کی سیاہ کاریوں کی علامات تھیں وزیر ملا بیگ جرال اور سلیمان شاہ کی ملک دشمن پالیسیوں اور احسان فراموشی جیسے قبیح اعمال کی وجہ سے خاندان طرہ خان کیانی کی قدیم سلطنت پر زوال آنا شروع ہوا راجہ شاہ غوری تھم کیانی راجہ سلیمان شاہ پر اعتماد کرتا تھا مگر اس نمک حرام اور شقی القلب انسان نے ضعیف العمر عادل بادشاہ کی طبعی موت کا انتظار کیے بغیر اس کو قتل کرنے کے انتظار میں رہتا تھا۔1800ء کے ماہ مبارک رمضان میں راجہ شاہ غوری تھم اوقات سحر میں اپنے رب کی بارگاہ میں دست بدعا رہتا تھا مگر ۲۱ رمضان کی رات شب قدر اور شہادت حضرت علی مرتضیٰؑ کی مناسبت سے منعقدہ مجلس کے سلسلے میں حرم سرا سے مجلس تعزیہ داری میں تشریف لائے اس کے بعد علماء اور حاضرین مجلس کی خصوصی اسرار پر راجہ موصوف منبر پر گئے اور امر بالمعروف اور نہی از منکر کے عنوان سے نصیحت کی اور شہادت حضرت علیؑ پر اپنی تقریر ختم کی اس کے بعد علماء اور سادات کے ہمراہ قلعہ فردوسیہ کی شاہی مسجد میں اعمال شب قدر میں مشغول ہوئے اور اعمال شب قدر سے فارغ ہو کر سلیمان شاہ کے سہارے اپنی خلوت کی مسجد میں آ گئے جو شاہی محلات کے اندر واقع تھی آپ نے سلیمان شاہ کو اپنی فرزندی میں لیا تھا اس لئے وہ نمک حرام ہمیشہ آپ کے ہمراہ رہتا تھا۔ غدار سلیمان شاہ اپنے رازدار سازشی لوگوں کو تیاری کا حکم دیکر ایک صیقل کردہ تلوار اپنے چوغہ میں چھپا کر شاہ کی عبادت گاہ میں آیا اور

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

ملازموں کو سحری کھانے کو کہا چونکہ وہ نمک حرام ہمیشہ شاہ کے ساتھ سحری کھاتا تھا سب ملازم سحری کھانے کو چلے گئے تو یہ شقی القلب آہستہ سے شاہ غوری تھم کے پیچھے آ کر کھڑا ہوا جونہی شاہ نے سجدہ پروردگار سے سر اٹھایا تو اس ظالم نے تلوار کا ایک وار کیا اور اس وار سے سر پر سخت کاری ضرب لگا اور ضعیف العمر بادشاہ سنبھل نہ سکا اور مسجد کے اندر گر کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملا جب شاہ غوری تھم کی شہادت کی خبر پھیل گئی تو پورا ملک غم کدہ بن گیا۔ گلگت کی عوام نے نہایت ادب و احترام اور نالہ و فریاد اور سسکیوں کے ساتھ اس عابد و زاہد راجہ کو شاہی قبرستان میں سپرد خاک کیا اس زمانے میں شاہی قبرستان موجودہ سٹی تھانہ کے عقب میں ہوتا تھا اور آج اس جگہ کو محمود ے آستانہ کہتے ہیں۔

شہادت کے وقت راجہ شاہ غوری تھم کیانی کی عمر 123 سال تھی ادھر تخت گلگت کا وارث شہزادہ محمد خان کیانی والی سکردو راجہ احمد خان مقپون کے پاس پانچ سال رہ کر عازم گلگت ہوا۔ کیونکہ ملک کے اندرونی حالات کی بدولت یہ شہزادہ مغرور ہوا تھا۔ شہزادہ محمد خان کیانی سکردو سے علاقہ گریز میں داخل ہوا اس زمانے میں گریز اور استور تخت گلگت کے باج گزار تھے۔ شہزادہ محمد خان کیانی کا خاص معتمد مسمی بیارو گریزی گلگت سے ہی اس کے ہمراہ تھا وہ بڑا دلیر اور دیو ہیکر تھا اس نے اہل گریز کو شہزادے کی آمد کی خبر کر دی اور نہایت تاکید کر دی تھی کہ اس خبر کو صیغہ راز میں رکھا جائے اس طرح شہزادہ محمد خان کیانی ایک ماہ تک گریز میں رہ کر عازم گلگت ہوا۔ راجہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

شاہ غوری تھم کی قتل کے بعد وزیر ملا بیگ جرال کی خود مختار حکومت شروع ہو کر تین ہفتے گزرے تھے۔ راجہ سلیمان شاہ نے ملک گلگت پر حملہ کر دیا اس طرح اس جنگ وجدل میں غدار ملا بیگ جرال کا برا حشر ہوا اور تخت گلگت پر راجہ سلیمان شاہ کا قبضہ ہوا اور اس طرح تخت گلگت پر راجہ سلیمان شاہ کا اقتدار 1800ء سے 1802ء تک صرف دو سال رہا قصہ گو حضرات اور تاریخ دان حضرات نے وزیر ملا بیگ اور راجہ سلیمان شاہ کے درمیان ہونے والی گفتگو کو تفصیل سے نقل کیا ہے اور ان کی آپس کی گفتگو کے پس منظر اور پیش منظر سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت اور اقتدار کا نشہ اور ہوس سب کچھ جائز بنا دیتا ہے چونکہ راجہ شاہ غوری تھم کا دوسرا بیٹا شہزادہ عباس علی راجہ سلیمان شاہ کا بہنوئی تھا یہ نہایت سادہ لوح تھا اور حکمرانی کا اہل نہ تھا اس لئے سلیمان شاہ کی نظر دوسرے مخصوص لوگوں پر تھی۔ گلگت کے لوگ سلیمان شاہ کی ناانصافیوں اور مظالم سے نالاں تھے اس نے اپنے مفاد اور تعصب کی بنا پر گلگت سے مردوں اور عورتوں کو یاسین کے راستے چترال اور بدخشان میں اور ادھر ہونزہ کے راستے یارقند اور کاشغر کی طرف لیجا کر فروخت کرا دیا۔ ان مظالم کی وجہ سے لوگ بدظن ہوئے تھے۔ 1802ء کے ابتدائی موسم سرما میں راجہ سلیمان کو تخت گلگت پر قبضہ کر کے صرف ایک سال ۶ ماہ ہوئے تھے شہزادہ محمد خان کیانی علاقہ گور "گوہرآباد" میں پہنچا تھا تاریخی قرائن اور خاص لوگوں کی زبانی بطور قصہ معلوم ہوتا ہے کہ اہالیان گور داریل تانگیر اور چیلاس وغیرہ علاقہ جات کے لوگ خاندان طرہ خان کیانی سے والہانہ محبت

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

رکھتے تھے اس لئے ان علاقہ جات کے لوگوں نے شہزادہ محمد خان کیانی کا نہایت والہانہ خیر مقدم کیا اور علاقہ جات سے بطور امداد سالانہ مالیہ کے نام سے غلہ مکھن اور مویشی لاکر اس کی خدمت میں پیش کیا اور یک آواز ہو کر شہزادہ محمد خان کیانی کے ساتھ جانثاری کا حلف اٹھایا اب شہزادہ محمد خان کی عمر ۲۳ سال ہوئی تھی اور راجہ سلیمان شاہ کی طرف سے ہونے والے مظالم اور انسانیت سوز واقعات نے ان کو بیخ پا کر دیا تھا آپ نے ایک لشکر جرار ترتیب دیا اور گلگت کی طرف روانہ ہوا اس طرح جوٹیال گلگت کے مقام پر دونوں افواج کا مقابلہ ہوا اور اس خونریز تصادم میں کشتوں کے پشتے لگ گئے اور اس حملے کی خبر گلگت سے متصل آبادی کے لوگوں کو ہوئی کہ خاندان طرہ خان کیانی کا چشم چراغ اور وارث تخت گلگت شہزادہ محمد خان گلگت پہنچ گیا ہے اس خاص خبر پر لوگ اس کی مدد کے لئے دوڑ پڑے یہاں تک کہ عورتیں بھی مردوں کے شانہ بشانہ لڑنے کو تیار ہو گئیں۔

شہزادہ محمد خان کیانی کی افواج کے بھرپور حملے سے راجہ سلیمان شاہ کی سپاہ بری طرح کٹ گئی اور وہ خود جان بچا کر یاسین کی طرف بھاگ گیا جب شہزادہ محمد خان کیانی اپنی سپاہ قاہرہ کے ہمراہ فتح و کامرانی کے ساتھ گلگت میں داخل ہوا تو مرد و عورت مل کر اس کا شاندار استقبال کیا اشپری اور دودبن کے ساتھ اس کو خوش آمدید کہا (اشپری پتلی روٹی، گھی اور تازہ اور خشک میوہ جات کو کہتے ہیں۔ اور دودبن اسپند کے بیجوں کا دھواں جو تبرک سمجھتے ہیں) اس طرح ایک بار پھر قلعہ فردوسیہ شاہی محلات

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

لیوون شکار اور قلعہ رنگین حصار میں پھر سے رونق آ گئی اور نیلو تخت یعنی تخت خضراء پھر سے اپنے جائز وارث کی قدموں سے آباد ہوا اور اس طرح 1802ء میں راجہ محمد خان طرہ کیانی کی تاج پوشی ہوئی اور راجہ محمد خان کیانی گلگت کا

نمبر 26:۔ چھبیسواں شیعہ بادشاہ بنا اور آپ کا دور حکومت 1824ء تک ۲۲ سال رہا اور انیسویں صدی کے دوران بھی بڑے اہم واقعات رونما ہوئے جن کی وجہ سے علاقہ گلگت کی تاریخ پھر سے رنگین ہوئی۔ راجہ سلیمان شاہ کی سازشوں سے راجہ محمد خان کیانی قتل ہوا اور اس کا بھائی شہزادہ شاہ عباس جو سلیمان شاہ کا بہنوئی بھی تھا وہ بھی قتل ہوا اب راجہ محمد خان کیانی کا بیٹا شہزادہ خسرو خان المعروف اصغر علی خان اور شہزادی صاحب نما، راجہ محمد خان کیانی کی نسل سے رہ گئے تھے جب 1825ء میں سلیمان شاہ نے تخت گلگت پر دوبارہ قبضہ کیا اس کے نمک خوار لوگ اور افواج کا گلگت پر قبضہ ہوا قلعہ فردوسیہ خاندان طرہ خان کیانی کی اولاد کے لئے جائے امن نہ رہا تو یہ دونوں بہن، بھائی قلعہ فردوسیہ گلگت سے نکل کر والی نگر راجہ آذر خان (عذر خان) کے پاس نگر بھاگ گئے۔ راجہ سلیمان شاہ کی ناپاک سازش سے شہزادہ خسرو خان بھی قتل ہوا۔ مردوں میں یہ شہزادہ آخری نشانی رہ گیا تھا اب تخت گلگت کی واحد وارث شہزادی صاحب نما زندہ رہ گئی تھی۔

اب راجہ سلیمان شاہ تمام ایالات یعنی سات نکسوہ پر قبضہ کرنا چاہتا تھا والی ریاست نگر راجہ شاہ جی خان راجہ سلیمان شاہ کا داماد تھا مگر اس کی حکومت کے بارے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں بھی اس کے عزائم اچھے نہ تھے اور ساتھ ہی والی ریاست ہونزہ شاہ سلیم المعروف شاہ غضنفر بھی ریاست نگر کا بدخواہ تھا وہ چاہتا تھا کہ والی نگر اور اس کا ولی عہد شہزادہ علی داد خان پر سلیمان شاہ کی طرف سے کوئی افتاد پڑھ جائے تا کہ ریاست نگر کا اقتدار بھی اس کے قبضے میں آ جائے اس لئے پس پردہ سازشوں میں مصروف رہتا تھا راجہ سلیمان شاہ حصول اقتدار اور مذہبی تعصب کی وجہ سے اپنے داماد راجہ شاہ جی خان والی ریاست نگر کا درپے آزار تھا والی ریاست ہنزہ راجہ شاہ سلیم المعروف شاہ غضنفر کا مذہبی عقیدہ بھی متزلزل تھا اس لئے راجہ سلیمان شاہ سے ساز باز کر کے ریاست نگر پر لشکر کشی کرا دیا والی نگر راجہ شاہ جی خان کو اس حملے کی خبر ہوئی تو اس نے چار ہزار جنگ جو جوانوں کے ہمراہ چھلت ہرسپو کے میدان میں جہاں اب ڈگری کالج بنا ہے انکا مقابلہ کیا ایک رات راجہ سلیمان شاہ اور شاہ سلیم کی افواج پر اچانک شب خون مارا اور اس اچانک حملے سے راجہ سلیمان شاہ اور شاہ سلیم کے بہت سے فوجی مارے گئے قصہ گو حضرات کہتے ہیں کہ اس جنگ میں صرف شاہ سلیم المعروف راجہ غضنفر والی ہنزہ کے دو ہزار لوگ مارے گئے تھے اس خوفناک جنگ کے بعد شکست کھا کر راجہ سلیمان شاہ اپنے خاص دستے کے ساتھ نگر سے گلگت کی طرف فرار ہوا اور گلگت سے یاسین کی طرف چلا گیا اس کی طاقت ختم ہوئی اور فساد ہمیشہ کے لئے ختم ہوا راجہ محمد خان طرہ خان کیانی کی اکلوتی بیٹی شہزادی صاحب نما تخت گلگت کی واحد سببی اور نسبی وارث رہ گئی تھی وہ اپنے شوہر شہزادہ کریم خان کے ہمراہ گور ''گوہر آباد'' میں رہتی تھی ملکہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

صاحب نمار راجہ آزاد خان والی پونیال کی سربراہی میں 1826ء سے 1828ء تک تین سال تخت گلگت پر متمکن ہوئی راجہ آزاد خان تخت گلگت کا خاص معتمد تھا اس دور میں علاقہ یاسین اور منوج والی پونیال آزاد خان کے زیر اقتدار تھے اور راجہ گوہر امان وہاں نائب سلطنت تھا۔ اس طرح گوہر امان نے بعد میں علاقوں پر مطلق العنانی حاصل کر لی تھی ۔ والی پونیال اور نائب سلطنت گلگت راجہ آزاد خان نے راجہ سلیمان شاہ کو گرفتار کرا کر گاہکوچ سے شیر قلعہ منگوایا اور یہاں کچھ مدت قید میں رکھا اور بعد میں مریم بیگ گلگت سکندر نوپورہ رحمتی اور عصمتی فرفوح بگروٹ کو سلیمان شاہ کی قتل پر مامور کیا اور ان لوگوں نے سلیمان شاہ کو شیر قلعہ پونیال میں قتل کیا اور اس کی لاش کو سینگل لیجا کر دفن کرایا اور بعد میں راجہ گوہر امان نے اپنے چچا سلیمان شاہ کا بدلہ اہالیان گاہکوچ سے لیا اس نے اس علاقے کو خوب لوٹا اور خواتین کی بے حرمتی کرایا اور راجہ گوہر امان نے اپنے چچا سلیمان شاہ کی لاش کی ہڑیوں کو قبر سے نکال کر یاسین لیکر گیا اور اپنے آبائی قبرستان میں دفنا دیا۔

راجہ آزاد خان والی پونیال گاہکوچ کی تباہی اور خواتین کی بے حرمتی پر بڑا ناراض تھا اس نے راجہ گوہر امان کو سخت تنبیہ کیا اور یاسین پر حملے کی دھمکی دیا اس پر راجہ گوہر امان نے اپنا پیچھا چھڑانے کی خاطر یاسین کے لوگوں سے مدد حاصل کر لیا اور بے شمار تحائف اور مال واسباب کے ساتھ آزاد خان سے معافی کا طلب گار رہا اور آئندہ تابعدار رہنے کے وعدے سے اپنی جان چھڑایا لیکن راجہ آزاد خان نے مال

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

و دولت کی لالچ اور مذہبی تعصب کی وجہ سے گاکوچ کے غریب عوام پر ہونے والے مظالم کا بدلہ اور انتقام سے ہاتھ اٹھالیا راجہ آزاد خان صرف دو سال خاندان طرہ خان کیانی کا بحیثیت قائم مقام نائب سلطنت گلگت پر حاکم رہا اور جلد ہی اس کے تیور بدل گئے اور مذہبی تعصب نے اس کے ذہن میں جگہ بنا دیا اس نے گلگت کے عوام پر ظلم و زیادتی کا آغاز کر دیا تاریخ دان اور قصہ گو حضرات کہتے ہیں کہ راجہ آزاد خان نے حاکم بدخشان کے بیٹے سے اپنی بیٹی کی شادی پر گلگت سے دو سو نابالغ لڑکیاں اور دو سو لڑکوں کو بطور کنیز و غلام اپنی بیٹی کی ہمراہ بدخشان بھیج دیا تھا اس دور میں ریاست نگر پر راجہ طاہر علی شاہ مغلوٹ کیانی برسراقتدار تھا راجہ طاہر علی شاہ کیانی ایک مرد میدان اور کامیاب حکمران تھا ریاست نگر کے قصہ گو حضرات کا کہنا ہے کہ راجہ طاہر علی شاہ مغلوٹ رحم دل خوش اخلاق دلیر اور شمشیر زنی میں مشہور تھا اور اب تک اس کی داستانیں ضرب المثل ہیں راجہ طاہر علی شاہ کا خاندان طرہ خان کیانی گلگت سے نسبی سببی اور مذہبی رشتہ تھا اس لئے نگر کے عوام کی درخواست پر آپ نے راجہ آزاد خان قائم مقام تخت گلگت کو ایک دوستانہ خط لکھا اور اس خط میں اس کے بیجا مظالم اور اس کی بے راہ روی کا ذکر تھا اور بطور نصیحت ان غلطیوں اور زیادتیوں سے باز رہنے کی تلقین کی تھی مگر راجہ آزاد خان والی پونیال گلگت کی وسیع سلطنت کے نائب سلطنت کی حیثیت سے غرور تکبر میں مبتلاء تھا اس خط سے اس کو غصہ آیا اس نے راجہ طاہر شاہ علی شاہ والی ریاست نگر کو ایک سخت قسم کے الفاظ کے ساتھ خط لکھا کہ وہ جلد گلگت

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

آ کر اپنی اس جسارت کی معافی مانگے ورنہ وہ جلد نگر پر حملہ کر دیگا اس اطلاع کے بعد راجہ طاہر شاہ مغلوث والی نگر نے اپنا بیٹا شہزادہ سکندر کو اپنا قائم مقام ریاست مقرر کیا اور اپنے بڑے بیٹے کو ہمراہ لیکر ایک لشکر جرار کے ساتھ گلگت کی جانب روانہ ہوا اور قلعہ فردوسیہ گلگت کے سامنے طرفین کا آمنا سامنا ہوا راجہ پونیال آزاد خان بڑا جسیم اور فنون سپہ گری میں ماہر تھا وہ خود اکیلا میدان میں آ گیا اور راجہ طاہر شاہ مغلوث کو مقابلے کی دعوت دیا۔ اس دعوت خاص کے بعد والی نگر نے اپنی سپاہ کو روکا اور خود اکیلا راجہ آزاد خان سے مقابلے کے لئے آگے بڑا قصہ گو حضرات کا کہنا ہے کہ ان دونوں راجوں کے درمیان سہ پہر تک مقابلہ ہوتا رہا اور ایک دوسرے کے خلاف تلوار بازی کا جوڑ توڑ ہوتا رہا اور آخر کار راجہ طاہر شاہ مغلوث والی نگر نے ایک ضرب لگا کر راجہ آزاد خان کو ڈیر کر دیا گلگت کے لوگ پس پردہ راجہ طاہر شاہ مغلوث کیانی کے حامی تھے اور بغاوت کی تاک میں تھے اس طرح تخت گلگت پر قبضہ کے بعد اپنے رشتے کی بھتیجی شہزادی صاحب نما کو اپنے بیٹے شہزادہ کریم خان مغلوث کے عقد میں دیا اور واپس نگر جانے کی تیاری کی تو ملکہ صاحب نما نے اپنے چچا اور سسر راجہ طاہر شاہ والی نگر کو جانے سے روکا اور تا حیات اپنا سرپرست اور تخت گلگت کا قائم مقام سلطنت مقرر کیا اور خود اپنے بعض وزراء یعنی راجہ عیسیٰ بہادر اور راجہ عافیت خان گاکوچ کے ہمراہ علاقہ گور کی طرف چلی گئی۔

☆ 27:۔ تخت گلگت کا ستائیسواں مسلمان اور شیعہ بادشاہ راجہ طاہر شاہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مغلوٹ کیانی آپ کی حکومت بحیثیت سربراہ قائم مقام ملکہ صاحب نما طرہ خان کیانی 1828ء سے 1836ء تک ۸ سال رہی ہے راجہ طاہر شاہ مغلوٹ کیانی نہایت غریب پرور اور بڑا ہمدرد بادشاہ تھا وہ اکثر بھیس بدل کر رعایا کی خبر گیری کرتا تھا راجہ محمد خان کیانی والی گلگت کے بعد راجہ طاہر شاہ والی ریاست نگر دوسرا حاکم تھا جس نے علماء کرام سادات عظام اور شجاعان کارزار کو نگر اور گلگت میں بطور انعام اراضی میں سے ان کے نام جاگیریں عطا کی تھی اور 1828ء میں گور کے مقام پر راجہ کریم خان مغلوٹ کے ہاں ملکہ صاحب نما طرہ خان کیانی کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا اور ملکہ صاحب نما نے اپنے والد کے نام سے منسوب کر کے اس نومولود شہزادے کا نام محمد خان ثانی رکھا اور اس طرح شہزادہ محمد خان ثانی کی پرورش وزیر غلام کی بیوی اور مشہور وزیر غلام حیدر کی والدہ نے کی تھی اور راجہ طاہر شاہ مغلوٹ نے ۸ سال تک شان وشوکت کے ساتھ گلگت پر حکومت کی مگر اس کی بیماری کی خبر سنکر خود غرض والی یاسین راجہ گوہر امان نے گلگت پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا اور گلگت کی جانب روانہ ہوا تو والی پونیال راجہ مجم خان نے والی یاسین گوہر امان کا راستہ روکا اس طرح راجہ گوہر امان کو شکست ہوئی اور وہ ناکام ہو کر الٹے پاؤں یاسین کی طرف فرار ہوا پھر راجہ طاہر شاہ مغلوٹ کیانی نے اپنی صحت یابی کے بعد راجہ غضنفر ہنزہ اور راجہ گوہر امان یاسین پر حملے کا ارادہ کیا لیکن ان سے پہلے راجہ گوہر امان نے گلگت کی طرف چڑھائی کر دی مگر والی پونیال راجہ مجم خان نے دوسری بار بھی گوہر امان کو شکست دیکر یاسین کی طرف

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

واپس ہونے پر مجبور کر دیا اس دوران راجہ طاہر شاہ مغلوٹ نے اپنے بیٹے شہزادہ سکندر کی تاج پوشی کر کے ملکہ صاحب نما طرہ خان کا قائم مقام سلطنت مقرر کیا راجہ سکندر گلگت کے عوام میں مقبول اور ہر دل عزیز تھا اس کے اوائل دور حکومت میں ایک خاص سازش کے تحت علاقہ گریز تاوبٹ اور پھلوائے کا راجہ دلاور ملک نے تخت گلگت پر حملہ کیا اور راجہ دلاور ملک اپنے لشکر کے ساتھ گلگت میں داخل ہوا اور قلعہ فردوسیہ پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا راجہ سکندر کا مشہور جرنیل ترنگفہ اشدر ایک جری اور مرد میدان تھا اس نے راجہ دلاور ملک کے لشکر سے بھر پور مقابلہ کیا اور راجہ دلاور ملک کو قتل کیا اور بعد میں اس کے بیٹے کو بھی گرفتار کر کے قتل کرا دیا مگر اس حملے کے فرو ہونے کے بعد مشہور ترنگفہ اشدر بھی قتل ہوا راجہ سکندر کو اس معتمد ترنگفہ کے قتل پر بڑا دکھ ہوا اور وہ بڑا غمگین ہوا۔

اس طرح گلگت کے اندرونی حالات کی وجہ سے والی یاسین راجہ گوہر امان گلگت پر قبضہ کرنے کا خواب دیکھ رہا تھا اس لئے سب سے پہلے اس نے اپنے سخت حریف راجہ نجم خان والی پونیال کو اپنے راستے سے ہٹانے کی خاطر اپنے مشیر خاص رحمت کے مشورے سے سلیمان شاہ کی لاش کو گاکوچ لا کر دفن کرنے والے مشکولی خان کو راجہ نجم خان کے قتل پر آمادہ کیا اور مشکولی خان نے گوہر امان کے حکم پر راجہ شاہ نجم خان کو توڑے دار بندوق سے گولی مار کر قتل کر دیا۔

پھر راجہ نجم خان کا بھائی عیسیٰ بہادر نے گوہر امان کی ایما پر قاتل مشکولی خان

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کو بھی قتل کیا اور اس سازشی قتل کے بعد راجہ گوہر امان کی طوطہ چشمی اور اس کے بدلے ہوئے تیور کا انداز کر کے عیسیٰ بہادر گلگت کی جانب فرار ہوا اور گلگت سے سیدھا گور گوہر آباد چلا گیا اور ملکہ صاحب نما اور اس کا شوہر راجہ شاہ کریم خان کی خدمت میں حاضر ہوا اس دوران گلگت کا قائم مقام سلطنت راجہ سکندر کا وزیر حولو تخت گلگت کا انچارج وزیر اعظم تھا اور یہ نمک حرام وزیر در پردہ راجہ گوہر امان سے ملا ہوا تھا وزیر حولو کی ترغیب سے راجہ سکندر خان اپنی دونوں بیویوں کے ہمراہ علاقہ بگروٹ کے شاہی دورے پر نکل گیا اس دورے کی خبر وزیر حولو اور وطن دشمن ایک جماعت نے راجہ گوہر امان کو کر دی راجہ سکندر خان اپنی بیگمات اور وزیر حولو کے خاص دستے کے ہمراہ قلعہ سنکر بگروٹ پہنچ گیا تھا۔

راجہ گوہر امان اپنے لشکر کے ساتھ گلگت پر حملہ آور ہوا اور قلعہ فردوسیہ گلگت پر قبضہ کے بعد اپنی افواج کے ساتھ خود سنکر بگروٹ کی جانب روانہ ہوا اور جاتے وقت تمام راستوں کی ناکہ بندی کرادی تھی۔ اس طرح راجہ گوہر امان موضع سنکر پہنچ گیا اور سنکر کے قلعے کو محاصرے میں لیکر راجہ سکندر کی گرفتاری کی بھر پور کوشش کرتا رہا اسیطرح یہ محاصرہ ایک ماہ تک جاری رہا راجہ سکندر مغلوث کیانی کے ہمراہ کوئی فوج نہیں تھی صرف وزیر حولو اور اس کا خاص دستہ ہمراہ تھا جو در پردہ گوہر امان سے ملا ہوا تھا ایک ماہ کے بعد گوہر امان تنگ آ کر سنکر سے گلگت کی جانب واپس ہو رہا تھا غدار وزیر حولو نے راجہ سکندر کو مختلف بہانوں سے دوکھ دیا اور اپنے خاص دستے کے ہمراہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

قلعہ سنکر سے باہر آ گیا اور اندر کے مخدوش حالات کی تجزی کر کے بحفاظت نگر چلا گیا اس کے بعد راجہ گوہرامان نے اپنی افواج کو دوبارہ منظم کیا اور دباؤ برقرار رکھا اس طرح سنکر قلعہ کے اندر کے مخدوش حالات اور بھوک کی غیر یقینی صورت حال کی وجہ سے راجہ سکندر نے قلعہ چھوڑنے کا فیصلہ کیا اور اپنی بیگمات اور تین سالہ شہزادہ فردوس علی خان کو کاندھے پر اٹھا کر خود قلعہ سنکر سے باہر آ گیا گوہرامان کی فوج نے ان کو گرفتار کیا اور سنکر کو لوٹا اور راجہ سکندر اپنی بیگمات کے ہمراہ گلگت کی طرف واپس ہوا گلگت آ کر راجہ گوہرامان قلعہ فردوسیہ کے بالمقابل دریا پار کنوداس میں مسند نشین ہوا۔ گوہرامان کی دلی تمنا تھی کہ راجہ سکندر خان آ کر اس کو سلام کرے تا کہ وہ تخت گلگت کی حکومت اس کو واپس کرے مگر راجہ سکندر خان کو اس کی خبث باطن کا پورا علم تھا کہ وہ ایسا نہیں کریگا باوجود فاقہ کشی کے اس کے آنکھوں میں خون اتر آیا سامنے جا کر گوہرامان سے مخاطب ہو کر کہا: اے بزدل! اور خون خوار شیر کو پنجرے میں بند کر کے تم سمجھتے ہو کہ میں تم جیسا روباہ صفت ناچیز کو سلام کروں۔ بقول کسے:

ہمت ہے تو پیدا کر فردوس برین اپنا
مانگی ہوئی جنت سے دوزخ کا عذاب بہتر

اچانک راجہ سکندر خان راجہ گوہرامان پر جھپٹ پڑا مگر گوہرامان کے حواریوں نے پکڑ کر بچا لیا راجہ گوہرامان نے شاہ سکندر خان کو قتل کرنے کا حکم دیا اس لئے راجہ شاہ سکندر خان کو سنیار باغ موجودہ سکارکوئی گلگت لیجا کر خود شاہ سکندر خان کے دو حاشیہ نشین

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نمک حرام لوگوں نے اس کو قتل کیا جب شاہ سکندر خان مغلوٹ کیانی کے قتل کی خبر قلعہ فردوسیہ میں پہنچ گئی تو مہتر امان الملک کی ہمشیرہ اور شاہ سکندر خان کی بیوی نے خنجر لیکر گوہر امان پر حملہ کر دیا مگر گوہر امان کے حکم سے اسی خنجر سے ہی اس کو بھی قتل کیا گیا۔

28: تخت گلگت کا اٹھائیسواں مسلمان اور شیعہ بادشاہ راجہ کریم خان مغلوٹ کیانی آپ کی حکومت 1841ء سے 1844ء تک تین سال رہی والی یاسین گوہر امان اقتدار کا بھوکا تھا اور نہایت انتہا پسندی کا مظاہرہ کرتا تھا گلگت کے اندرونی حالات کی نزاکت کی بدولت وہ پہلی مرتبہ 1840 میں تخت گلگت پر قابض ہوا اور گلگت پر اس کا قبضہ 1842ء تک صرف دو سال رہا اور دوسری طرف تخت گلگت کی واحد وارث خاتون ملکہ صاحب نماطرہ خان کیانی اور اس کا شوہر راجہ کریم خان مغلوٹ کیانی گلگت سے دور گور گوہر آباد میں رہتے تھے اس لئے گوہر آباد گور میں موجود عمائدین ریاست نے والی پونیال راجہ عیسٰی بہادر کی تجویز پر راجہ کریم خان مغلوٹ کو تخت گلگت کا وارث اور حقدار قرار دیکر گوہر آباد میں ہی 1841ء میں اس کی تاج پوشی کر دی تھی گلگت کا مشہور ترنگفہ وزیر اشدر کی وفات کے بعد ترنگفہ وزیر حولو کو گلگت کا وزیر اعظم مقرر کیا گیا اس وزیر نے ذاتی مفاد کی خاطر والی یاسین گوہر امان سے خفیہ رابطہ رکھا ہوا تھا اور اس وزیر حولو کی سازش سے راجہ گوہر امان نے گلگت پر قبضہ کیا تھا علاقہ گور میں راجہ کریم خان مغلوٹ کی تاج پوشی کے بعد گوہر امان سے تخت گلگت واپس حاصل کرنے کی خاطر سوچ بچار شروع ہوا اس

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دوران راجہ عیسیٰ بہادر نے عمائدین اور راجہ کریم خان مغلوٹ کو یہ رائے دیا کہ موجودہ صورت حال میں ہم گوہر امان سے تخت گلگت نہیں چھڑا سکتے ہیں البتہ مہاراجہ شیر سنگ سے مدد حاصل کر کے ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہونگے تاکہ گوہر امان کی فوج کو شکست ہو عیسیٰ بہادر کی اس رائے کو سب نے پسند کیا اس طرح ملکہ صاحب نما طرہ خان کیانی اور شہزادہ محمد خان ثانی کو گوہر آباد گور میں چھوڑ کر چند عمائدین اور عیسی بہادر کے ہمراہ راجہ کریم خان، مہاراجہ شیر سنگ سے مدد حاصل کرنے کی خاطر لاہور روانہ ہوئے پنجاب میں مہاراجہ شیر سنگ کی حکومت تھی اس طرح مہاراجہ کی مدد کی منظوری کے بعد کرنل سید نتھو شاہ کی کمان میں ڈہائی ہزار سکھ لشکر گلگت کی جانب روانہ ہوا اس طرح جب راجہ کریم خان مغلوٹ اس لشکر کے ہمراہ گلگت میں داخل ہوا تو راجہ گوہر امان کی قابض فوج اور راجہ کریم خان کی افواج کے درمیان ایک سخت خونریز جنگ ہوئی اور اس جنگ میں گوہر امان کے دو تہائی بندے قتل ہوئے اور کچھ گرفتار ہوئے مگر خود گوہر مان اپنا محافظ دستہ کے ہمراہ یاسین بھاگ گیا جنگ ختم ہوئی اور تخت گلگت پر قبضہ کے بعد ملکہ صاحب نما طرہ خان کیانی اور شہزادہ محمد خان ثانی گور سے گلگت آ گئے اور قلعہ فردوسیہ گلگت میں چند دن بیمار رہ کر ملکہ صاحب نما خاندان طرہ خان کیانی کی آخری نشانی کا انتقال ہوا۔

راجہ کریم خان مغلوٹ کیانی کو معلوم تھا کہ راجہ غزن خان والی ہنزہ اور راجہ گوہر امان تخت گلگت کے خلاف منظم سازشیں کر رہے ہیں اس لئے راجہ کریم خان

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نے سکھ افواج کی مدد سے ریاست ہنزہ پر حملہ کر دیا اس جنگ میں سکھ فوج کا کمانڈر کرنل سید نتھو شاہ قتل ہوا اور راجہ کریم خان بھی زخمی ہو مگر زخمی ہونے کے بعد بھی لڑتا ہوا مارا گیا راجہ کریم خان کی موت کے بعد اس کی امدادی فوج کے پانچ ہزار نفری جھلت نگر پہنچی تھی اور راجہ کریم خان کے قتل کی خبر کے بعد یہ نفری گلگت کی طرف واپس ہوئی اسطرح راجہ کریم خان مغلوٹ کیانی کی حکومت 1844ء میں ختم ہوئی۔

☚ 29:۔ تخت گلگت کا انتیسواں مسلمان اور شیعہ بادشاہ راجہ محمد خان ثانی کیانی تھا چونکہ راجہ محمد خان ثانی ماں کی طرف سے طرہ خان کیانی اور باپ کی طرف سے مغلوٹ کیانی تھا اس شہزادے کی عمر صرف 15 سال تھی عمائدین گلگت نے 1844ء میں اس کی تاج پوشی کر کے تخت گلگت پر بٹھا دیا۔ راجہ محمد خان ثانی کی تاج پوشی کے ۶ ماہ بعد ہی والی یاسین گوہر امان نے دوبارہ گلگت پر حملہ کر دیا مگر والی پونیال عیسیٰ بہادر کی سرکردگی میں اطراف یعنی سات مکسوہ سے لشکر جمع کر کے والی گلگت نوجوان محمد خان ثانی نے بیارچی کے مقام پر راجہ گوہر امان کا حملہ روک دیا اور بیارچی کے میدان جنگ میں گوہر امان کے ساتھ خون ریز جنگ ہوئی اس جنگ میں گوہر امان کو شکست ہوئی اور گوہر مان بھاگ کر یاسین واپس چلا گیا اس جنگ کے بارے میں بعض لوگ کہتے ہیں کہ گوہر امان گرفتار ہوا تھا مگر حالات و واقعات اور قرائن و شواہد سے اس بات کی تائید نہیں ہوتی ہے لیکن اس شکست کے بعد گوہر امان ایک اور چال چل گیا اپنے خاص مشیروں سے مشورہ کر کے راجہ محمد خان ثانی والی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

گلگت کو اپنی بیٹی شہزادی شاہ بیگم کا رشتہ دینے کا اعلان کیا اس وقت راجہ محمد خان ثانی کیانی کی عمر صرف ۱۷ سال ہوئی تھی والی گلگت نے اس رشتہ کو قبول کیا اور راجہ گوہر امان نے اپنی بیٹی شہزادی شاہ بیگم کو دلہن بنا کر دلہن کا رضاعی باپ وزیر رحمت کے ہمراہ گلگت کی طرف روانہ کر دیا اس شادی کے پس پردہ عوامل لالچ مجبوری اور خبث باطنی تھی اور اس خاص منصوبے میں راجہ غزن خان والی ریاست ہنزہ بھی شریک تھا اس لئے والی ہنزہ نے بھی اپنی بیٹی شہزادی رزین کو بھی اس نوجوان والی گلگت کے عقد میں دیا ان دونوں رشتوں کے بعد وزیر شاہ مراد نے نگر سے گلگت آ کر والی گلگت راجہ محمد خان ثانی کو ان دونوں حلیف راجوں کے خاص عزائم اور پس پردہ عوامل اور متوقع حالات سے آگاہ کیا تھا گلگت کی پر پیچ تاریخ میں اس دور میں بہت اہم واقعات رونما ہوئے اس لئے گلگت کی تاریخ اور قصہ گو حضرات کی زبانی ان خاص واقعات کا تفصیل سے تذکرہ ملتا ہے اگرچہ اکثر لوگ راجہ گوہر امان پر مذہبی تعصب کا الزام دیتے ہیں حقیقت میں اس کو دین اور دیانت سے کوئی خاص تعلق نہ تھا وہ صرف اقتدار کا بوکھا تھا اور لوٹ مار کر کے اقتدار اور دولت حاصل کرتا تھا اس کے پاس رشتہ ناطہ اور آدمیت کی اہمیت نہیں تھی۔ اس لئے راجہ گوہر امان نے اپنی بیٹی ملکہ شاہ بیگم کا رضاعی باپ وزیر رحمت سے جو دربار گلگت کا مشیر خاص بھی تھا ساز باز کیا اور اس پس پردہ خاص سازش کے تحت اسی وزیر رحمت کے مشورہ پر والی گلگت محمد خان ثانی کیانی نے علاقہ بگروٹ کا شاہی دورہ رکھا اور راجہ محمد خان ثانی نے اپنی ملکہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

شاہ بیگم دختر گوہرامان کے علاوہ راجہ عافیت خان کا کوچ راجہ عیسیٰ بہادر والی پونیال وزیر رحمت وزیر غلام پدر وزیر غلام حیدر دینور اور وزیر سلطانو کے ہمراہ دینور نکل گئے اور دینور میں رات گزار کر بطرف بگروٹ روانہ ہوا اور اس طئے شدہ شاہی پروگرام کا جاسوس کے ذریعہ راجہ گوہرامان کو اطلاع کر دی گئی اس طرح والی گلگت کی بگروٹ کی طرف روانگی سے قبل ہی راجہ گوہرامان نے 1846ء کے دوران ۹ ہزار مسلح لشکر کے ساتھ گلگت پر یلغار کر دیا اس نے اپنے داماد اور بیٹی کے رشتے کا خیال نہ رکھا اور اچانک گلگت میں داخل ہو کر قلعہ فردوسیہ کے علاوہ شاہی محلات پر بھی قبضہ کر کے لوٹ مار مچا دیا گوہرامان کے فوجیوں نے گلگت کے محلوں اور گھروں میں گھس کر عوام الناس کا مال و متاع کو لوٹا اور ان کی عزت و ناموس کو پائمال کیا۔ کئی مردوں اور عورتوں کو گرفتار کرا کر اشکومن کے راستے بدخشان بھجوا کر فروخت کرایا اور ان مرد و خواتین میں سے بعض تو کچھ مدت کے بعد واپس آ گئے مگر ان بیگناہ لوگوں میں سے اکثر لا پتہ ہو گئے گلگت کی تاراجی کے بعد راجہ گوہرامان اپنے داماد راجہ محمد خان ثانی کیانی کو گرفتار کرنے کی خاطر اس کے تعاقب میں علاقہ بگروٹ کی جانب روانہ ہوا والی گلگت کو گوہرامان کا گلگت پر حملہ اور قبضے کی اطلاع ہوئی تو اس کو اس بات کا زیادہ دکھ ہوا اور اس نے کہا میرے سسر کا گلگت پر حملہ خلاف توقع ہے اور مجھے یہ امید نہ تھی والی گلگت کے ان جذبات پر راجہ عیسیٰ بہادر نے کہا کہ گوہرامان کو اقتدار اور دشمن مملکت کی خاطر قتل و غارت گری اور لوٹ مار کا خاص شوق ہے اور وہ اپنے مفاد

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کی خاطر رشتے ناطوں کا احترام نہیں کرتا پھر وہ اول سے ہی تخت گلگت کی حکومت کا شوقین تھا اور اس وقت میری رائے ہے کہ گوہر امان سے لڑنے کی طاقت و ہمت اور موقعہ نہیں لہذا کشمیر جا کر مہاراجہ گلاب سنگھ سے مدد حاصل کیجائے تو بہتر ہوگا تمام عمائدین اور وزراء نے والی پونیال راجہ عیسیٰ بہادر کی اس رائے سے اتفاق کیا اور وہ سب بلچی بگروٹ کے پہاڑی راستوں سے ہوتے ہوئے بطرف ہیراموش روانہ ہوئے اس پہاڑی سفر میں والی گلگت کا معتمد خاص مسمی خرول ساکن کھلتارو ہیراموش راہنما تھا اس طرح وہ راجہ محمد خان کیانی اور اس کے قافلے کو نا معلوم راستوں سے لیکر روانہ ہوا اور دس دن کے اندر یہ قافلہ سکردو پہنچا اور وہاں سے کشمیر روانہ ہوا۔

گلگت پر قبضہ کے بعد راجہ گوہر امان اپنی افواج کے ساتھ سنکر بگروٹ پہنچا وادی بگروٹ کے غیور عوام نے راجہ گوہر امان کی فوج کے ساتھ سخت مقابلہ کیا اور اس حملے کو روکنے کی بھرپور کوشش کی اس لڑائی میں گوہر امان کے ایک ہزار افراد مارے گئے اور وہ بگروٹ کا بڑا گاؤں فرفوح پر قبضہ نہ کر سکا مگر اندرونی سازش اور جاسوسی کی وجہ سے گوہر امان کی افواج کا فرفوح گاؤں پر قبضہ ہوا۔ گوہر امان نے بگروٹ والوں کی طرف سے بھرپور مزاحمت اور اپنی افواج کی قتل کے بدلے میں بہت سے بے گناہ لوگوں کو قتل بھی کرایا اور قیدی بھی بنایا اس طرح بگروٹ کے اس بڑے گاؤں میں لوٹ مار کے بعد بلچی کی جانب حملہ آور ہوا تا کہ اپنا داماد راجہ محمد خان ثانی کیانی اور اس کے عمائدین اور وزراء کو گرفتار کر سکے جب کہ والی گلگت بلچی کے پہاڑی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com   http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

راستوں سے نکل جا چکا تھا اس طرح والی گلگت کا یہ شاہی قافلہ کشمیر پہنچا تو مہاراجہ گلاب سنگ نے اس قافلے کا پرتپاک خیر مقدم کیا اور بڑے عزت واحترام کے ساتھ ایک ماہ تک شاہی مہمان رکھا اور کرنل سید امان علی شاہ کے زیر کمان سلمان ڈوگرہ اور سکھ جوانوں پر مشتمل چار ہزار مسلح لشکر والی گلگت نوجوان راجہ محمد خان ثانی کیانی کے لئے فراہم کیا مگر بدقسمتی سے ان دنوں کشمیر میں چیچک کی جان لیوا مرض پھیل چکا تھا اور والی گلگت بھی اس مہلک بیماری میں مبتلا ہوا تھا شاہی اطباء سے علاج کرانے کے باوجود نوجوان راجہ اپنی زندگی سے مایوس ہوئے تھے اس لئے اس نے مہاراجہ کشمیر گلاب سنگ کو بلوا کر اپنی آخری وصیت لکھوادی میری کوئی اولاد نہیں ہے اس لئے میری موت کے بعد میرے شجرہ نسب سے شہزادہ علی داد خان مغلوث کیانی خلف الرشید راجہ محمد ظفر خان والی ریاست نگر تخت گلگت کا شرعی اور قانونی وارث ہوگا کیونکہ شہزادہ علی داد خان کیانی نسبی اور سببی طور پر تخت گلگت کا جائز وارث رہ گیا ہے کیونکہ خاندان طرہ خان کیانی اور خاندان مغلوث کیانی یک جدی سلسلہ نسب سے ہیں اور اس وقت شہزادہ علی داد خان مغلوث تین سال کا کم سن بچہ ہے اس کی بلوغت تک مہاراجہ کی طرف سے مقرر کردہ مقامی آفیسر شہزادہ کی سربراہی کے فرائض انجام دیگا اور اس کم سن شہزادہ کی بلوغت کے بعد تخت گلگت کی حکومت شہزادہ علی داد خان کیانی کے حوالہ کیا جائے اور مقامی سرکاری آفیسر بطور مشیر کام کریگا اور میری موت کے بعد راجہ عیسٰی بہادر کی قیادت میں مہاراجہ کی فوج گلگت پر چڑھائی کردے اور بعد از

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فتح ولایت گلگت شہزادہ علی داد خان مغلوٹ کیانی کو تخت گلگت کا جائز بادشاہ تسلیم کیا جائے۔

چونکہ راجہ گوہر امان دوسری مرتبہ 1846ء کے آخری چار ماہ یعنی ماہ ستمبر اور 1847ء کے ابتدائی 6 ماہ جولائی تک تخت گلگت پر قابض رہا ہے اور اس قبضہ کے بعد راجہ گوہر امان کی عام شہرت ہوئی اور اس کے بعد والی ہنزہ راجہ غزن خان گرکس کی ترغیب پر گوہر امان نے ریاست نگر پر حملہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور اپنے بیٹے ملک امان کی قیادت میں گیارہ ہزار کا لشکر تیار کیا تا کہ ریاست نگر جو واحد شیعہ اثنا عشری آبادی تھی پر بھی قبضہ کیا جا سکے اور اپنے مشیر خاص وزیر رحمت کی قیادت میں چترال کے دو ہزار جنگجو بھی روانہ کر دیا اور ہنزہ کے دو ہزار جنگجو بھی شامل تھے والی ریاست نگر میر محمد ظفر خان مغلوٹ کیانی کو اس حملے کی اطلاع ہوئی تو اس نے ہر آول دستے کے طور پر ایک ہزار منتخب جوانوں کو فوری طور پر مشہور جنگ جو تر نگفہ زینت شاہ تر نگفہ محمد شاہ اور تر نگفہ اشدر کی قیادت میں بڑی تیزی کے ساتھ پسن گاؤں روانہ کر دیا تا کہ ملک امان کا حملہ روکا جا سکے ان شجاعان ملت نے پسن میں ان حملہ آوروں کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا اس طرح نالہ پسن کی دوسری جانب دونوں افواج کا مقابلہ ہوا اس مقابلے میں ملک امان کے بہت سے لوگ مارے گئے افواج نگر کی تعداد کم تھی اس لئے قلعہ بند ہو کر لڑنے کا فیصلہ ہوا اس لئے افواج نگر قلعہ بند ہوئی اور افواج یاسین و گلگت و ہنزہ نے بارہ دن تک قلعہ پسن پر حملے جاری رکھا مگر قلعہ پر قابض

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہونے میں ناکام ہوئی اس دوران مشہور وزیر شاہ مراد نگر سے دو ہزار جنگجو جوانوں کے ساتھ پسن پہنچ گیا اور قلعہ بند ہوا اور کئی دن تک جنگ جاری رہی اس طرح ملک امان اور وزیر رحمت کی سب جنگی تدبیریں ناکام ہوئی اور وزیر شاہ مراد کی دلیری جنگی مہارت اور حکمت عملی کی بدولت افواج غنیم کو بہت زیادہ نقصان اٹھانا پڑھ رہا تھا اس طرح ایک رات وزیر شاہ مراد نے دو ہزار منتخب جوانوں کے ساتھ قلعہ پسن کا دروازہ کھول کر دشمن افواج پر سب خون مارا اور اس اچانک شب خون سے افواج یاسین گلگت اور ہنزہ کو بہت بڑا نقصان ہوا اس حملے سے نصف سے زیادہ لوگ مارے گئے اور باقی ماندہ فوجی افراتفری اور رات کی تاریکی کی وجہ سے آپس میں لڑ کر نقصان ہوے اور اس شکست کے بعد ملک امان اور وزیر رحمت جان بچا کر گلگت کی طرف بھاگ گئے جب جنگ کا خاتمہ ہوا تو مرنے والوں کی لاشوں کا شمار ہوا تو ملک امان کے کئی ہزار اور ہنزہ سے آنے والے لوگوں میں سے ڈیڑھ ہزار لوگ مارے گئے تھے اس طرح قلعہ پسن کی اس مشہور زمانہ جنگ میں فتح و کامرانی کے بعد مشہور وزیر شاہ مراد پانچ سو قیدیوں پر مال غنیمت لاد کر خوشی کے شادیانے بجاتا ہوا دارالخلافہ نگر خاص کی طرف روانہ ہوا۔

پسن نگر کی اس تاریخی شکست کے بعد ملک امان اور وزیر رحمت پا پیادہ گلگت پہنچ گئے تو اس بری خبر سے راجہ گوہر امان زیادہ غصہ سے کانپ رہا تھا اس لئے اس نے بطور سزا وزیر رحمت کو گلگت کی وزارت عظمٰی سے ہٹا کر یاسین بھیجدیا اور اپنے

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

بیٹے ملک امان کو گرفتار کرا کر پا بہ جولان گا ہکوچ کے قلعے میں قید کرایا اس طرح وہ گوہر امان کی موت تک قلعہ گا ہکوچ کی قید خانے میں قید رہا اور گوہر امان کے مرنے کے بعد وزیر وہاب نے اس کو قید سے آزاد کرایا اور وزیر رحمت کی برطرفی کے بعد گلگت کی وزارت عظمٰی پر وزیر وہاب ساکن شروٹ کو مقرر کیا گیا تھا اگر چہ وزیر وہاب شیعہ اثنا عشریہ مذہب سے تعلق رکھتا تھا اس کی جانبازی دلیری تدبر اور اپنے مقصد میں بھر پور لگن کی بدولت گوہر امان اس کو قدر کی نظر سے دیکھتا تھا لہذا اس کا وزیر رحمت کی جگہ گلگت کا وزیر اعظم مقرر ہونے کے بعد اس کی ذمہ داریاں بڑھ گئی تھیں اور راجہ گوہر امان اس کی ہر خواہش پوری کرتا تھا چونکہ وہ وزیر وہاب سے مرعوب رہتا تھا اس لئے راجہ گوہر امان اس کو راضی رکھنے کی خاطر اپنے ہم مسلک اکابر علماء کی توہین اور تذلیل بھی کرتا تھا بلکہ اس نے اپنے مقصد کی خاطر کئی علماء کو بدخشان بھجوا کر ان کے بدلے شکاری کتے، باز اور بار بردار گدھے منگوائے تھے اس شقی القلب راجہ نے گلگت اور بگروٹ کے بہت سے شرفا اور نامور لوگوں کو قتل کرایا جنگ قلعہ پسن نگر میں گوہر امان کی افواج کی نا قابل فراموش شکست کی وجہ سے وہ ہر وقت غیض وغضب میں بھرا رہتا تھا اور والی ہنزہ کو گندی گالیاں بکتا تھا۔ اس غصہ کی وجہ سے روزانہ تین چار قتل کرا دیتا تھا اس طرح وہ قتل وخون کا عادی بن چکا تھا اور ان بیگناہوں کے خون کی وجہ سے اس کی دماغی حالت بگڑ گئی تھی اس لئے وزیر وہاب نے گوہر امان کو اس ذہنی پریشانی سے نکا کر اس کو مشغول رکھنے کی خاطر موضع دینور

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں چکوروں کے ہنکے کا انتظام کرایا اور چکوروں کی شکار کی خاطر راجہ گوہر امان اپنے مصاحبین اور خدمت گاروں کے ہمراہ اپنے باز شاہین اور شکاری کتوں کو ساتھ لیکر دینور کی طرف روانہ ہوا موسم سرما کا آغاز تھا جھالہ کے ذریعہ دینور کا دریا عبور کر کے راجہ گوہر امان کا گزر محلہ اپھری دینور میں واقع سید سلطان علی عارف جلالی کے مقبرے سے ہوا، مقبرے کو دیکھ کر اس نے سوال کیا کہ یہ قبر کس کی ہے سوال کے جواب میں کسی مصاحب نے کہا کہ یہ مقبرہ ایک شیعہ بزرگ سید کا ہے اور یہ ولی اللہ ہیں اس جواب سے گوہر امان کی رگ تعصب پھڑک اٹھی اپنے گھوڑے سے اتر کر کہا کیا سیغہ رافضی بھی بزرگ ولی اللہ ہوتے ہیں یہ کہہ کر آستانے کے قریب جا کر دروازے کو دکا دیا جس کی وجہ سے آستانے کا دروازہ ٹوٹ کر اندر کی جانب گر گیا اور گوہر امان کبر ونخوت اور غصہ کے ساتھ آستانے کے اندر داخل ہوا اور نہایت بے باکی اور بے ادبی کے ساتھ قبر پر ٹھوکر مارا اور ٹھوکر کے ساتھ ہی ایک خوفناک چیخ کے ساتھ بلبلاتا ہوا کہا کہ اس رافضی سید نے مجھے مار دیا اور دونوں ہاتھوں سے پیٹ پکڑ کر باہر آ گیا اور حکم دیا کہ مجھے گلگت واپس لے چلو سہارا دیکر اس کو گھوڑے پر سوار کرا کر جھالہ تک لیکر گئے اور جھالہ پر لٹا کر دریا پار کرایا گیا کہتے ہیں کہ گلگت پہنچتے ہی اس کا پیٹ مشک کی طرح پھول گیا تھا اس وجہ سے گوہر امان نے اپنے مصاحبین اور دوستوں سے کہا کہ میرے لئے خدائی یعنی خیرات کرو لہذا اس کے متعلقین اور دوستوں نے اس کی صحت اور سلامتی کی خاطر بیل، بکرے ذبح کر کے خیرات کیا اللہ تعالیٰ تو رحمان ہے وہ معاف

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کردے تو اس کی قدرت ہے مگر اللہ والے ظالموں کو معاف نہیں کرتے ان کا مواخذہ قابل معافی نہیں ہوتا ہے اور سید سلطان علی شاہ عارف تو بڑے جلالی بزرگ ہیں اس سلسلے میں راقم کی ساس کا دادا بھی راجہ گوہر امان کے مصاحبین میں سے تھا اس لئے اس نے بھی ایک بیل ذبح کر کے خیرات دی تھی یہی وجہ ہے کہ آج تک ان کے ہاں نر بچھڑا تین سال کا ہو کر مر جاتا ہے اور آج بھی میرے سسرال والے سالانہ سید سلطان علی شاہ عارف کے آستانے پر خیرات دیتے ہیں مگر خیرات و خدائی کے باوجود گوہر امان کی تکلیف میں اضافہ ہوا اس لئے اس نے حکم دیا کہ اس کو جلد یاسین پہنچا دیا جائے لہذا اس کے حکم پر دن رات سفر کر کے لوگ اس کو لیکر گاکوچ پہنچ گئے گاکوچ پہنچ کر اس کے ملازمین دم لینے کی خاطر رک گئے تھے۔ کہتے ہیں کہ اچانک ایک خوفناک آواز کے ساتھ گوہر امان کا پیٹ پھٹ گیا اور آس پاس بیٹھے ہوئے ملازمین کے کپڑے اور چہرے اس کے پیٹ کی گندگی سے پلید ہوئے یہ واقعہ عام تعصب اور کینہ سے مشہور نہیں ہوا ہے بلکہ چشم دید گواہوں کے علاوہ اس کے مصاحبین اور دوستوں کی زبانی تاریخ میں زبان زد خاص و عام ہوا ہے اور یہ عبرت ناک واقعہ اس بزرگ ولی اللہ کی کرامت تھی جو بطور سزا ظاہر ہوئی ہے۔

عام تذکرہ نگار کہتے ہیں کہ راجہ گوہر امان کی موت ماہ جولائی 1847ء میں واقع ہوئی ہے مگر اس روایت کو درایت کی روشنی میں پرکھا جائے تو جولائی کی تاریخ درست معلوم نہیں ہوتی ہے اور خاص تحقیق کی روشنی میں دیکھا جائے تو گوہر امان کی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

موت ماہ نومبر 1847ء میں واقع ہوئی ہے اور گوہر امان کی موت کے بعد اس کی لاش کو گاہکوچ سے یاسین لے جائی گئی اور دست طاؤس میں خاندان خوش وقت کی خاندانی قبرستان میں اس کو دفن کیا گیا اسیطرح گوہر امان کی لاش کو یاسین روانہ کر کے تخت گلگت کا وزیر اعظم وہاب نے گاہکوچ قلعہ کی جیل سے ملک امان پسر گوہر امان کو نکالا اور تخت گلگت کی حکومت کی خوشخبری سنا کر اس کو شاہانہ شان وشوکت کے ساتھ گلگت لاکر ماہ نومبر 1847 میں تخت گلگت پر بٹھادیا۔

ادھر مہاراجہ گلاب سنگ نے نوجوان والی گلگت راجہ محمد خان ثانی کی وصیت پر عمل کرنے کا وعدہ کیا تھا اول ماہ جون 1847ء میں اس راجے کا 18 سال کی عمر میں کشمیر میں انتقال ہوا اس کی تجہیز وتکفین کے بعد راجہ عیسیٰ بہادر کی معیت میں چار ہزار ڈوگرہ افواج کرنل سید امان علی شاہ کی کمان میں کشمیر سے گلگت کی طرف روانہ ہوئی اور پندرہ جوان 1847ء کو راجہ عیسیٰ بہادر اور عمائدین گلگت ڈوگرہ پلٹن کے ہمراہ گلگت پہنچ گئے تو ملک امان اور وزیر وہاب نے پہل کر کے ان پر حملہ کر دیا اس طرح فریقین کے درمیان ایک خونریز جنگ ہوئی اور جلد ہی ملک امان مقابلہ چھوڑ کر گلگت سے یاسین کی طرف بھاگ گیا لیکن وزیر وہاب نے مہاراجہ کے پلٹن سے خوب مقابلہ کیا اور آخر دم تک لڑتا ہوا افواج مہاراجہ کے ہاتھوں قتل ہوا قصہ گو حضرات کہتے ہیں کہ قتل کے بعد اس کا سر کاٹ کر قلعہ فردوسیہ کے دروازے پر لٹکا دیا گیا تھا تا کہ لوگ عبرت حاصل کرے اس کے علاوہ بھی گوہر امان اور ملک امان کے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کچھ نمک خوار مصاحبین کو بھی مختلف درختوں پر لٹکا دیئے گئے اس طرح کرنل سید امان علی شاہ پوری طرح گلگت پر قابض ہوا اور حالات کے سدھرنے کے بعد راجہ محمد خان ثانی والی گلگت کی خاص وصیت کے مطابق تین سالہ شہزادہ علی داد خان پسر راجہ محمد ظفر خان والی ریاست نگر کی تاج پوشی کر دی گئی۔

☚ 30:۔ تخت گلگت کا تیسواں مسلمان اور شیعہ بادشاہ شہزادہ علیداد خان مغلوٹ کیانی کو نگر سے بلا کر 1848ء میں تخت گلگت پر بٹھا دیا گیا اس کم سن راجہ کی رسم تاج پوشی میں ریاست نگر کی نمائندگی مشہور زمانہ وزیر شاہ مراد نے کی اور والی نگر راجہ محمد ظفر خان کیانی کی طرف سے کرنل سید امان علی شاہ کو کم سن راجہ علی داد خان کیانی کا سربراہ مقرر کیا گیا مگر حقیقت میں اس کم سن راجے کی سربراہی انکے والد والی نگر راجہ محمد ظفر خان کیانی کی تھی اسیطرح 1850ء میں کرنل سید امان علی شاہ اپنی نفری کے ساتھ تبدیل ہو کر کشمیر چلا گیا اس کی جگہ کرنل پوپ سنگ دو ہزار نفری کے ساتھ بونجی گلگت آیا اس کا ہیڈ کوارٹر بونجی تھا اس نے مختلف مقامات پر جوانوں کو متعین کر دیا تھا تا کہ مہاراجہ کے حکم کے مطابق راجہ علی داد خان کے خلاف کسی غیر متوقع سازش کا مقابلہ کرے اور ساتھ ہی گلگت کے پڑوسی ممالک چین اور اس کی طرف سے متوقع نقل وحمل کا خیال رکھتی تھی اس کے ساتھ مہاراجہ کی طرف سے متعین فوجی کم سن والی گلگت راجہ علی داد خان کا ادب اور احترام بھی برقرار رکھتی تھی اس کو فوجی بینڈ باجے کے ساتھ سیر وشکار پر لے جاتے تھے اگر کم سن راجہ فوجی پریڈ کا معائنہ کرنے جاتے تو

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

باقائدہ توپوں کی سلامی دی جاتی تھی اس طرح بیرونی اثرات کے باوجودان راجوں کا رعب اور دبدبہ برقرار تھا اور گلگت کے لوگ ان کا احترام کرتے تھے راجہ علی داد خان مغلوث کیانی کے تین بیٹے تھے ان میں سے سب سے بڑا بیٹا شہزادہ حسین علی خان کیانی کو گلگت کی راجگی ملی مہاراجہ کشمیر کی نمائندہ حکومت اور تاج برطانیہ کی طرف سے مقرر کردہ پولیٹیکل ایجنٹ کی وجہ سے اب ان راجوں کی حکومت جاگیرداری تک محدود ہو کر رہ گئی تھی پھر بھی گلگت کے لوگ ان کا خصوصی احترام کرتے تھے راجہ حسین علی خان مغلوث کیانی کی وفات کے بعد شہزادہ جعفر خان المعروف چانٹورا اس جاگیر کا وارث تھا اس طرح دیگر ریاستوں کے راجوں کی طرح سرکاری دربار میں اور خصوصی تقریبات کے موقعوں پر ان کو خصوصی نشست ملتی تھی راجہ جعفر خان عرف چانٹورا اپنے خاندانی وضع کی خاطر اپنا خصوصی رعب اور داب کو برقرار رکھنے کی خاطر لوگوں کی طرف سے ادب اور احترام کے موقعہ پر اپنے مخصوص انداز میں سلام کا جواب دیتے تھے زمین اور جاگیر کے حوالے سے نواب تھے مگر آپ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی اس طرح لاولد فوت ہوا آپ نے اپنی جاگیر سے کافی زمین شیعہ امامیہ اسماعلیہ جماعت خانہ گلگت کے نام کر دیا تھا اور خود بھی شیعہ اسماعیلیہ دعوت میں شامل ہوا تھا اس طرح گلگت سے اس نام کی راجگی ہمیشہ کے لئے ختم ہوئی مگر گلگت میں خاندان مغلوث کیانی کے شہزادوں کی بڑی تعداد موجود ہے اور ان شہزادوں کو اب کشپور کہتے ہیں اور یہ سب شیعہ اثنا عشریہ مذہب سے تعلق رکھتے ہیں اس طرح راجگان گلگت اور ان کے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

خاندان کا پس منظر کے حوالے سے گلگت کی ثقافتی تاریخ میں بہت سے تعریفی اشعار مختلف ناموں سے ایسے موجود ہیں جن کی وجہ سے اس خطہ کی تہذیب وثقافت نمایاں ہو جاتی ہے ان اشعار میں پیروین کی طرز پر شاعری ہوتی رہی ہے اس حوالے سے چند شینا اشعار میں سے صرف دو بند بطور نمونہ یہاں درج کرنا مناسب ہے:

وہ علی داتھئے سوری کمال تھئے لچھال کھن ماںجا جل بے لم لچھال ڑ کے بوجم
وہ علی داتھئے سوری کمال تھئے لچھال شل ماںجا جل بے لم لچھال ڑ کے بوجم

اے راجہ علی داد تیرا سورج شاہ کمال تیری قسمت کا ستارہ ہر برج کی اونچائی سے طلوع ہوگا تو میں اس ستارہ کو دیکھ کر جاؤں گا اور اے راجہ علی داد تیرا قسمت کا ستارہ دنیا کے سو برجوں میں نکلے گا تو میں ہر برج پر تیرے اقبال کا ستارہ دیکھ کر جاؤں گا۔

والی گلگت راجہ علی داد خان مغلوث کیانی کا بڑا بھائی شہزادہ شاہ کمال تھا اس لئے ان دونوں بھائیوں کی تعریف میں یہ اشعار ہیں جو شادی بیاہ کی مناسبت کے موقعوں پر خاص انداز میں گائے جاتے تھے اور اب بھی یہ سلسلہ محدود انداز میں جاری ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

﴿توضیح﴾

تخت گلگت کا اولین مسلمان بادشاہ راجہ سوملک اول ابن راجہ کرک کیانی آپ 40 سال کی عمر میں 723ء میں تخت گلگت پر متمکن ہوا اور اس دوران آقائے سید شاہ افضل ولیؒ کے تبلیغ اسلام سے آپ مسلمان ہوئے اور 725ء میں مکتب تشیع میں داخل ہوا اور اکتیسواں مسلمان اور شیعہ بادشاہ راجہ جعفر خان عرف چانٹورا تک ترتیب وار سب بادشاہ شیعہ حاکم گزرے ہیں اور 1075ء سال تک کسی اور کو تخت گلگت کی حکومت میں کوئی خاص مداخلت کا موقعہ نہیں ملا ہے اگرچہ راجہ خوش وقت چترال جو مہتہ شاہ کٹور اول چترال کا چھوٹا بھائی تھا اور راجہ سنگ علی اصغانی کا پوتا تھا اس نے کئی بار تخت گلگت پر مکمل قبضہ کرنے کی ناکام کوشش کی مگر ناکام رہا لیکن بعد میں والی مستوج راجہ سلیمان شاہ پسر بادشاہ خان نے نہایت ہوشیاری اور مکاری سے دربار گلگت میں اپنا مقام پیدا کیا اور بڑی مکاری سے 1800ء میں گلگت کا مشہور راجہ شاہ غوری تھم طرہ خان کیانی کو قتل کیا اس طرح 1800ء سے تخت گلگت کا قدیم اور جائز وارث خاندان طرہ خان کیانی اور گلگت کے عوام کو مسائل و مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور یہی خودغرض راجہ سلیمان شاہ والی مستوج 1802ء تک تخت گلگت پر قابض ہوا اس طرح والی مستوج سلیمان شاہ اور والی یاسین گوہرامان و ملک امان کا دور حکومت مل ملا کر صرف سات سال بنتا ہے اور اس طرح خاندان طرہ خان کیانی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کی قدیم موروثی حکومت کسی حد تک طوائف الملوکی کا شکار رہی پھر بھی آخری دم تک تمام والیان گلگت شیعہ اثنا عشری رہے ہیں پھر 1842ء میں قائم مقام تخت گلگت راجہ کریم خان مغلوث کیانی شوہر ملکہ صاحب نما طرہ خانی کیانی نے گوہر آباد سے لاہور پنجاب جا کر مہاراجہ شیر سنگ پسر مہاراجہ گلاب سنگ سے مدد طلب کیا تو مہاراجہ شیر سنگ نے کرنل سید نتھو شاہ کی کمان میں سکھ افواج کو راجہ کریم خان مغلوث قائم مقام تخت گلگت کے ہمراہ گلگت بھیجدیا اس طرح اس خاص فوجی مداخلت کی وجہ سے گلگت کی قدیم حکومت کی مسلمہ حیثیت میں فرق آیا نیز اس طرح اس بیرونی مداخلت کی بدولت گلگت کی عملداری میں موجود مقامی راجوں نے اپنی حکومت اور جاگیریں بچانے کی خاطر نیز مہاراجہ کشمیر کے پلٹن کو خوش رکھنے اور ان کی ہمدردی حاصل کرنے کی خاطر پس پردہ ریشہ دوانیاں شروع کیا اور اس طرح ایک بار پھر والی گلگت راجہ محمد خان ثانی مغلوث کیانی نے 1848ء میں کشمیر جا کر مہاراجہ گلاب سنگ ڈوگرہ سے فوجی مدد مانگی اور خاندان طرہ خان کیانی کا اس آخری راجہ کی خاص وصیت کے مطابق مہاراجہ کشمیر نے کرنل سید امان علی شاہ کی کمان میں ڈوگرہ فوج گلگت کی طرف روانہ کیا اس لئے ان بیرونی اثرات کی بدولت تخت گلگت اور شمالی علاقہ جات کا خاص تشخص مجروح ہوا چونکہ ڈوگرہ افواج کی سرکردگی میں کمسن راجہ علی داد خان مغلوث کیانی کی تاج پوشی ہوئی اور اس طرح ان بیرونی اثرات اور مداخلت کی بدولت ہمسایہ ممالک کی نظریں سرزمین گلگت اور شمالی علاقہ جات پر مرکوز ہوئیں اس کے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ساتھ ہی تاج برطانیہ کو بھی اس خطہ کی اہمیت کا احساس ہوا اس لئے تاج برطانیہ کی طرف سے 1879ء میں میجر بڈلف اولین برٹش ایجنٹ بن کر گلگت آیا اس طرح شمالی علاقہ جات گلگت بلتستان کے علاقے اور عوام ان بیرونی ایجنٹوں کے دام غلامی میں گرفتار ہو کر رہ گئے۔

جب برصغیر تقسیم ہوا اور پاکستان کے پیارے نام سے ایک فلاحی ریاست کا قیام عمل میں آیا تو اسلام اور علاقے کی تشخص کی خاطر 1948ء میں اس سرزمین کے عظیم سپوت کرنل حسن خان رانا، راجہ بابر خان مغلوث کیانی اور احسان علی خان وزیر نے اپنے وطن پرست اور اسلام دوست ساتھیوں کے تعاون اور فداکاری سے ڈوگرہ افواج کے خلاف تحریک چلا کر اس خطہ کو ان بیرونی ایجنٹوں کی غلامی سے آزاد کرایا اور اس عظیم انقلاب کے تینوں ستون شیعہ اثنا عشریہ تھے ان کا مختصر تعارف یہ ہے۔

بابائے گلگت حسن خان رانا

28 فروری 1919ء کو سرزمین گلگت میں مرزا تاج محمد خان رانا کے گھر ایک خوش نصیب بچہ پیدا ہوا ماں باپ نے اس بچے کا نام حسن خان رکھا سرزمین گلگت کی یخ بستہ سردی میں آنکھیں کھولنے والے اس ہونہار بچے نے بعد میں اپنے انقلابی فکر ونظر سے پوری قوم کے سوئے ہوئے جذبات و احساسات کو خدمت اسلام اور

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آزادی وطن کی انقلابی تپش سے روشناس کرایا۔

اگر چہ مرزا تاج محمد خان خود پڑھا لکھا نہ تھا مگر وہ اپنی اس علمی کمی کو اپنے اس ہونہار بچے کو خوب پڑھا لکھا کر پوری کرنا چاہتا تھا اس لئے اس نے اپنے بچے کو سکول میں داخل کرایا اس طرح مرزا حسن خان رانا نے اپنی ابتدائی تعلیم کا آغاز اس زمانے کا یگانہ مڈل سکول اور اب گورنمنٹ بوائز ہائی سکول نمبر 1 گلگت سے کیا جب حسن خان نے گلگت سے مڈل کا امتحان پاس کیا تو میٹرک کا امتحان پاس کرانے کی خاطر اس کو سری نگر کشمیر بھیجد یا گیا اور اس کو کشمیر بڑا پسند آیا مرزا حسن خان نے اپنی کتاب ''شمشیر سے زنجیر تک'' میں اس شہر کی دل کھول کر تعریف کی ہے آپ نے سر پرتاب ہائی سکول سرینگر میں داخلہ لیکر صرف تین ماہ گزارے تھے آپ کے والد کا انتقال ہوا مگر گھر والوں نے اس قیامت خیز خبر کو ان سے چھپائے رکھا بعد میں وزیر میر حسن شاہ سرینگر آئے اور حسن خان رانا کو اپنے ساتھ پونچھ لے گئے اور ان کو وی جنے ہائی سکول پونچھ میں داخل کرایا اسطرح حسن خان رانا نے 1934ء میں وہاں سے میٹرک کا امتحان خاص امتیازی نمبرات کے ساتھ پاس کیا اور پونچھ کشمیر کے چاروں ہائی سکولوں میں سب سے اول آئے اور اسکالرشپ کا حقدار قرار پائے آپ نے اپنی کتاب میں پونچھ کشمیر کے باسیوں کی اسلام پسندی وفا شعاری اخلاص اور مہمان نوازی کی خوب تعریف کی ہے میٹرک کے بعد حسن خان رانا نے سری پرتاپ کالج سرینگر میں داخلہ لیا آپ کو سرکار کی طرف سے ماہوار 30 روپے سکالرشپ ملتا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

رہا اس زمانے میں 30 روپے بڑی رقم ہوتی تھی اور آپ فرعون کے گھر میں موسیٰ کی طرح پرورش پاتا رہا۔ مرزا حسن خان رانا نے بھرپور زندگی گزاری آپ کالج کی زندگی سے ہی سوٹ زیب تن کرتے تھے۔ آپ خوش پوشاک تھے اور آخری دم تک خوش پوش رہے مرزا حسن خان رانا نے 1937ء میں تھرڈ ایئر پاس کیا اور فورتھ ایئر میں داخلہ کیا اس دوران اپنے انقلابی طبیعت کی وجہ سے فوج میں جانے کا فیصلہ کیا اور فوج میں کمیشن لینے کے لئے درخواست فارم جمع کرائے۔ آپ نے میڈیکل ٹسٹ کے بعد تحریری امتحان پاس کر لیا اور آخر میں زبانی انٹرویو کے لئے مہاراجہ ہری سنگ کے سامنے پیش ہوئے بقول مرزا حسن خان رانا مہاراجہ کشمیر برٹش آرمی کے میجر جنرل کی وردی میں ملبوس اپنے دیگر فوجی افسروں کے ساتھ بیٹھ کر امیدواروں سے سوال وجواب کر رہا تھا اس دوران مہاراجہ ہری سنگ نے سوال کیا کہ گلگت کا علاقہ دہلی دربار کی عملداری میں گیا ہے آپ انڈین آرمی میں کیوں نہیں جاتے اس سوال پر حسن خان رانا نے جواب دیا کہ ہز ہائنس کا اقتدار اعلیٰ علاقہ جات پر بدستور قائم ہے اس کا ثبوت گلگت ایجنسی پر اب بھی ریاست کا پرچم لہرا رہا ہے۔ اگر چہ گلگت کا انتظام عارضی طور پر دربار دہلی کو مستعار دیا گیا ہے اس مثبت جواب سے مہاراجہ ہری سنگ کا چہرہ کھل اٹھا اور مرزا حسن خان رانا بطور کمیشن آفیسر کشمیر فورس میں بھرتی ہوئے آپ ترقی کرتے ہوئے 1943ء میں میجر کے عہدے تک آئے تھے آپ نے جنگ عظیم دوم کے دوران 1944ء میں برما کے محاذ جنگ میں غیر

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

معمولی شجاعت اور بہادری کے جوہر دکھائے اس لئے اس خاص خدمت کے صلے میں آپ کو ملٹری کراس کا فوجی اعزاز ملا میجر حسن خان رانا ایک سکولر قسم کے مسلمان تھے آپ مذہبی تعصب اور فرقہ واریت سے دور تھے لیکن اسلام کے نام پر اپنی جان نچھاور کرنے سے دریغ نہیں کرتے تھے آپ خود صاف گو تھے منافقت سے نفرت کرتے تھے اس لئے دوسروں کی منافقت کو بھی برداشت نہیں کرتے تھے فوجی ذہن اور انقلابی فکر کے باوجود آپ کے اندر تدبر اور متانت کا خاص جوہر موجود تھا اس لئے آپ کی عالم اسلام اور جنوبی ایشیاء خصوصاً برصغیر کے علاقائی اور مذہبی حالات پر خاص نظر تھی اس لئے زمانے کے بدلتے ہوئے حالات اور دنیا کی سرعت رفتار کے ساتھ دنیائے اسلام اور امت مسلمہ کے بارے میں بڑی باریک بینی دوراندیشی اور ساتھ ہی ایک خاص زاویہ نظر سے سوچ رہے تھے اس بارے میں آپ اپنے ہم سفر اور ہم منصب مسلمان آفیسروں سے دین اسلام کی عظمت اور برصغیر کے بدلتے ہوئے حالات کے تناظر میں بحث ومباحثہ کرتے رہتے تھے۔ فوجی ملازمت کے دوران آپ کے فوجی ساتھیوں میں میجر محمد افضل خان راجہ بریگیڈیر محمد اسلم خان، کرنل ریٹائرڈ محمد منشا خان، کرنل ریٹائرڈ محمد شیر، میجر دین محمد اور میجر سید غضنفر علی شاہ کے علاوہ اور بھی لوگ تھے اور اس طرح جب تک مہاراجہ کشمیر نے ریاست کشمیر کا الحاق بھارت سے نہیں کیا ان سب مسلمان آفیسروں کی ریاست سے وفاداری قائم رہی اور 1947ء میں ریاست کشمیر کا بھارت سے یکطرفہ طور پر الحاق کا اعلان ہوا تو

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

وفاداری کا یہ بندھن ٹوٹ گیا اور اس دانشمند قیادت کی نظر تقسیم ہند کے بعد پیش آنے والے متوقع حالات پر مرکوز تھی اس طرح 14 اگست 1947ء میں برصغیر کے تقسیم کا اعلان ہوا انگریز سامراج اور ہندو سازشیوں کے درمیان پس پردہ گٹھ جوڑ کی بدولت کشمیر کے بغیر ادھورا پاکستان بنا تو اس دور اندیش قائد کے خدشات سچ ثابت ہوئے اس لئے آپ نے خطہ شمال گلگت و بلتستان اور کشمیر کی آزادی کے بارے میں اقدامات کرنا شروع کئے اسطرح آپ کی فکر انگیز قیادت راجہ محمد بابر خان کیانی کی مدبرانہ فکر اور کرنل احسان علی خان وزیر کی متانت نے اس انوکھے انقلاب کو برپا کیا اور اس طرح اس خاص انقلاب کی بدولت گلگت و بلتستان کی سرزمین سے ڈوگرہ غلامی کا دور ہمیشہ کے لئے ختم ہوا اور اسلام کے نام پر نوزائیدہ مملکت پاکستان کے حکمرانوں کو سرپرستی کی خاطر دعوت دی گئی لیکن پاکستان پر حاکم مسلمان راہنماؤں نے اس عظیم انقلاب کے بانیوں کی خدمات کو تعصب اور خودغرضی کی بنیاد پر الجھا دیا اور اس ناانصافی کی بنا پر ان قائدین کی قربانیاں مدہم ہو کر رہ گئیں اس لئے خطہ شمال گلگت وبلتستان سے اس سیاسی گھٹن کو دور کرنے کی خاطر کرنل حسن خان راتا نے گلگت لیگ کے نام سے ایک سیاسی جماعت بنائی تھی مگر اس خطہ بے آئین پر مسلط ایف۔سی۔آر کے کالے قانون کی موجودگی میں یہ سیاسی پارٹی کامیاب نہ ہو سکی پھر بعد میں آپ نے ایر مارشل اصغر خان کی پارٹی تحریک استقلال میں شمولیت اختیار کی مگر اس جماعت میں بھی ان علاقوں کی آئینی حیثیت اور عوام کے بارے میں کوئی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

واضح پالیسی نظر نہ آئی تو آپ اس جماعت سے بھی مستعفی ہو گئے پھر پاکستان پیپلز پارٹی کا عام شہرہ ہوا تو آپ نے اس پارٹی میں متوازی گروپ بنا کر شمولیت اختیار کیا اور گلگت و بلتستان کے اندر متنازعہ بن گئے پاکستان پیپلز پارٹی میں متوازی گروپ بنا کر جلسہ عام کرنے کے بعد اپنی شمولیت کے بارے میں خطوط لکھوا رہے تھے میری یادداشت کے مطابق اس موقعہ پر وزیر شمشاد علی، الطاف حسین ایڈوکیٹ اور محمد عیسیٰ ایڈوکیٹ وغیرہ دانشور اس بارے میں بذریعہ خطوط اطراف کے عوام کو اطلاع دے رہے تھے اور راقم بھی ایک عام عقیدت مند کی حیثیت سے ان کے بنگلے میں کرنل حسن خان رانا کے پاس بیٹھ کر یہ سیاسی تماشہ دیکھ رہا تھا اس دوران بطور عقیدت اور خلوص کے میں نے کہا آپ تو بابائے قوم ہیں آپ کو اس عام متوازی سیاسی بکھیرے میں ملوث نہیں ہونا چاہئے تھا اس سوال پر موصوف نے اپنے مخصوص انداز میں سگریٹ کا کش لگاتے ہوئے فرمایا شیخ صاحب میں نے بڑوں سے مشورہ کر کے یہ قدم اٹھایا ہے مگر بدقسمتی سے یہ شمولیت دیرپا ثابت نہیں ہوئی اور جن مقاصد کی خاطر آپ نے پاکستان پیپلز پارٹی میں شمولیت اختیار کی تھی وہ خاص مقاصد باہمی اختلافات کی وجہ سے پورے نہ ہو سکے کیونکہ پاکستان پیپلز پارٹی کے بانی چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو کی تند مزاجی اور کرنل حسن خان کی خودداری کے علاوہ مختلف اداروں کی ریشہ دوانیوں کی بدولت بابائے قوم کا یہ سیاسی سفر کامیاب نہیں ہوا کرنل حسن خان ایک بااصول خوددار اور غدار انسان تھے اسلام آباد میں پارٹی اجلاس کے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دوران دونوں قائدین کے درمیان تند و تیز جملوں کا تبادلہ ہوا اور اس سیاسی جھڑپ کے بعد حالات یکسر بدل گئے۔ بقول آپ کے اسلام آباد میں پارٹی میٹنگ کے دوران ذوالفقار علی بھٹو نے کرنل حسن خان سے مخاطب ہو کر کہا تھا آپ نے پنڈی سازش کیس کی تیاری کی تھی اس پر آپ نے ترکی بترکی جواب میں کہا تھا ہاں میں نے کشمیر کی آزادی کی سازش کی تھی مگر مشرقی پاکستان گنوانے کی سازش نہیں کی تھی۔ لفٹیننٹ کرنل غلام حیدر خان اپنی ڈائری میں لکھتے ہیں کہ کشمیر فورس کے اندر مہاراجہ کشمیر ہری سنگ کے خلاف لوگوں کو بغاوت پر اکسانے والا میجر حسن خان تھے آج بابائے قوم کرنل حسن خان رانا ہم میں موجود نہیں ہے مگر ان کی خدمات اور قربانیوں کا صلہ اسلام گلگت اور پاکستان کے نام پر موجود ہے اور آزاد وطن کا یہ حسین تحفہ پاکستان کے توسط سے دنیا کے نقشے پر اپنے عظیم تاریخی روایات کے ساتھ صفحۂ ہستی پر زندہ و تابندہ رہے گا گلگت کی تاریخ میں جب بھی آزادی فکر اور حریت ضمیر کی بات چلیگی تو قوم آپ کے اصولوں کو یاد رکھے گی۔

جب بابائے گلگت کا جسد خاکی اسلام آباد سے گلگت میں ان کے بنگلے پر لایا گیا تو راقم اور شیخ غلام حیدر نجفی نے اس عظیم قائد کا خصوصی دیدار کیا آپ کے بارعب چہرے پر ایک خاص طمانیت کے علاوہ ایک معصوم مسکراہٹ نظر آ رہی تھی جیسے ابھی آنکھ لگی ہے آزادی وطن کا یہ عظیم سپوت 19 نومبر 1983ء میں ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہوئے اور اپنے جنگ آزادی کے شہیدوں کی یادگار چنار باغ گلگت کے قومی یادگار میں پیوند خاک ہوئے اور رہتی دنیا تک آزادی پسند لوگ ہر دور میں اور

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہر سال یکم نومبر کو آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو سلامیاں دیتے رہینگے۔

قائد تیری قیادت پیہم کا شکریہ   اے جذبہ حسن تجھے سب یاد رکھیں گے

فخر گلگت راجہ محمد بابر خان کیانی

25 دسمبر 1916 کی اس کہانی اور باعظمت صبح کو ریاست نگر کے مشہور زمانہ راجہ میر سکندر خان مغلوث کیانی کے گرمائی محل نگر خاص میں ایک خوشبخت بچے نے جنم لیا اور اس خوش نصیب شہزادے کا نام محمد بابر خان رکھا گیا اگر چہ میر سر سکندر خان مغلوث کیانی کے سب شہزادے خوش بخت تھے کیونکہ وہ سب اچھے عہدوں پر فائز رہ کر دنیا سے گزر گئے ہیں مگر شہزادہ محمد بابر خان کیانی نے خطہ شمال اور مسلم ملت کو تاریخ گلگت میں ایک نیا مقام اور نام دلایا ہے۔

کیونکہ اس مخلص شہزادے نے ایک انوکھا انقلاب بپا کرنے کی خاطر اس ملت مظلوم کو ایک نئے انقلابی فکر کی طرف متوجہ کیا اور مقامی طور پر اپنے وطن دوست اور مخلص ساتھیوں کے ساتھ ملکران کی قیادت اور رہبری کیا تخت گلگت کی قدیم تاریخ میں راجہ کریم خان مغلوث کیانی اور راجہ محمد خان ثانی طرہ خان کیانی نے گلگت کو اس کے اندرونی دشمنوں سے بچانے کی خاطر کشمیر کے مہاراجوں سے مدد مانگی تھی اس طرح اس بیرونی مدد کی وجہ سے بیرونی حکومتوں کے اثرات غالب آگئے تھے لیکن مغلوث کیانی خاندان کے اس شہزادے نے اسلام اور سرزمین وطن کی حفاظت کی خاطر ڈوگرہ حکمران کی غلامی کا جوا اتار پھینکا آپ مہاراجہ کشمیر اور تاج برطانیہ کا نمائندہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پولیٹیکل ایجنٹ کی طرف سے قائم عسکری تنظیم میں بحیثیت نائب صوبیدار بھرتی ہوئے تھے کیونکہ اس دور میں ریاستی شہزادوں کو اس عسکری تنظیم میں بطور نائب صوبیدار بھرتی کرتے تھے۔ اس طرح راجہ محمد بابر خان کیانی نائب صوبیداری سے ترقی کر کے صوبیدار میجر بن گئے تھے بحیثیت ایک ریاستی شہزادہ مہاراجہ کشمیر کی حکومت سے خاصی ہمدردی تھی مگر انگریز پولیٹیکل ایجنٹ کی عملداری کو پسند نہیں کرتے تھے۔

آپ کا چھوٹا بھائی راجہ کریم خان کیانی کشمیر پولیس میں انسپکٹر تھے ان کے توسط سے آپ کو یہ خاص خبر مل گئی تھی کہ مہاراجہ کشمیر ہری سنگھ گلگت کی واحد عسکری تنظیم گلگت سکاؤٹس کو ختم کرنے والے ہیں اور ریاست جموں وکشمیر کا ہندوستان سے الحاق ہونے والا ہے اس خاص خبر کے بعد صوبیدار میجر راجہ محمد بابر خان کیانی نے ڈوگرہ استبدار اور ہندووں کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کی خاطر انقلاب آزادی کا منصوبہ شروع کیا چونکہ موصوف کا گلگت کے عوام پر ریاست نگر کی شہزادگی اور عسکری تنظیم گلگت سکاؤٹس کے سینئر آفیسر کی حیثیت سے عوام وخواص پر خاص اثر رسوخ تھا اور لوگ آپ کا احترام کرتے تھے آپ نہایت کم گو اور متین انسان تھے مگر آپ کے اندر ایک انقلابی فکر موجود تھی اسیطرح آپ کے اندر اسلام کا جذبہ اور سرزمین وطن کو ڈوگرہ استبداد سے آزاد کرانے کا ایک خاص جذبہ موجزن تھا۔

اس لئے آپ کے اندر کی رگ انقلاب بھڑک اٹھی اور پس پردہ اپنے محب اسلام اور وطن دوست جونیئر آفیسروں جناب صفی اللہ بیگ جناب فدا علی، جناب

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

راجہ شاہ خان، جناب راجہ شاہ سلطان، اور جناب شیر علی خان کے ساتھ مشورہ کر کے ڈوگرہ حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کا مکمل منصوبہ بندی تیار کر لیا تھا اور سیول آبادی کو اس انقلابی تحریک میں ہمنوا بنانے کی خاطر سرفروشان گلگت کے نام سے ایک سیول تنظیم کی بنیاد رکھا اس سول تنظیم کے ساتھ کانگریس نواز ایک ٹولہ کے علاوہ سب مسلمانوں نے بھرپور تعاون کیا جب مہاراجہ کشمیر کی طرف سے انکا فوجی گورنر بریگیڈیر گھنسارا سنگھ جموال نے گلگت آ کر چارج سنبھالا اور اس کے ساتھ ہی پس پردہ پکنے والا اس لاوے کے اثرات کو محسوس کر کے اس نے عوام میں تحریص و تخویف کا سلسلہ شروع کیا اور اس دوران 27 اکتوبر 1947ء کو مہاراجہ ہری سنگ نے یک طرفہ طور پر ریاست جموں و کشمیر کا ہندوستان سے الحاق کا اعلان کر دیا۔

اس اعلان کے ساتھ ہی وقت کی نزاکت اور موقع محل کے مطابق صوبیدار میجر راجہ محمد بابر خان کیانی نے اپنے طے شدہ منصوبے کے تحت یکم نومبر 1947ء کو انقلاب آزادی گلگت و بلتستان کا آغاز کر دیا اور گلگت کا فوجی گورنر بریگیڈیر گھسارا سنگ ڈوگرہ کو گرفتار کرایا اور ایجنسی ہاؤس گلگت سے مہاراجہ ہری سنگ کا نشان کا پرچم اتار دیا گیا اور اسی طرح 3 نومبر 1947ء کو کرنل حسن خان رانا کرنل احسان علی خان، وزیر اور کمان کونسل کے ممبران نے باہمی مشاورت سے راجہ شاہ ایس خان کیانی کو جمہوریہ گلگت کا عبوری صدر نامزد کیا اور اس کے بعد کمان کونسل کی طرف سے نوزائدہ مملکت پاکستان سے مدد مانگی گئی اور اس طرح 17 دن کے بعد حکومت پاکستان کی

jabirabbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

طرف سے ایک سول اور فوجی نمائندہ گلگت آیا اور انقلابی کمان کونسل کی مشاورت سے اس آزادی کی تحریک کو آگے بڑھانے کی خاطر دو مجاہد کالم ترتیب دیئے گئے اور اس کالم میں راجہ محمد بابر خان کیانی سیکنڈ کمانڈر تھے اس طرح آپ نے علاقہ بلتستان میں درہ زوجیلہ سے لہترنک کے محاذ جنگ میں ڈوگرہ افواج کو بری طرح شکست دیکر انکا قلع قمع کر دیا تھا کیپٹن راجہ محمد بابر خان مغلوٹ کیانی کے وجیح چہرے پر متانت اور بلا کا رعب تھا۔آپ کی عقابی آنکھوں میں جذبات کا ایک طوفان تھا۔آپ کم گو انسان تھے مگر آپ کی اس کم گوئی میں ایک انقلابی طوفان پوشیدہ تھا آپ بحیثیت کیپٹن گلگت سکاوٹس سے سبکدوش ہوئے اور محکمہ پولیس میں ملازمت کرلی اور اسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس کی حیثیت سے سرزمین وطن کی خدمت انجام دیا آپ کو فخر گلگت کا خطاب ملا تھا اور حکومت پاکستان کی طرف سے آپ کو ستارہ قائداعظم کا اعزاز بھی ملا تھا جنگ آزادی گلگت بلتستان کا یہ عظیم ہیرو 23 اکتوبر 1973ء میں اپنے خالق حقیقی سے ملے اور انقلاب آزادی گلگت کے شہدا کی قومی یادگار چنار باغ گلگت میں ہمیشہ کے لئے آسودہ خاک ہوئے اور آزادی پسند لوگ قیامت تک آپ کی قربانیوں کو یاد رکھیں گے اور ہر سال یوم آزادی کے موقعہ پر سلامیاں دیتے رہیں گے۔

آزادی وطن کے لئے تیری ہر ادا اس قوم کے ماتھے پہ جومر سجا گئی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فخر کشمیر کرنل احسان علی خان وزیر

کرنل احسان علی خان وزیر ریاست نگر کے مشہور وزیر خدا امان کے ہاں 14 اگست 1914ء میں پیدا ہوئے آپ علاقہ گلگت کا پہلا اسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ اور مشہور دانشمند وزیر ولایت علی خان کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ کی والدہ سید زادی تھی ابتدائی تعلیم کے بعد آپ کو اعلیٰ تعلیم کی خاطر سرینگر کشمیر بھیج دیا گیا اس طرح دوران حصول تعلیم آپ نے 1932ء میں ریاست جموں کشمیر کی ریاستی فوج میں بطور سیکنڈ لفٹنٹ کمیشن حاصل کیا اسیطرح آپ پورے گلگت کا پہلا کمیشن آفیسر تھے آپ نے اپنی خداداد صلاحیت اور بے لوث خدمات کی بدولت جنگ آزادی گلگت بلتستان میں ایک قابل ذکر اور نمایاں مقام حاصل کرلیا۔

اسیطرح احسان علی خان وزیر نے دوسری عالمی جنگ عظیم میں 45۔1939ء تک کے دوران ریاست کی فوج کی طرف سے مشرق وسطی اور افریقہ کے جنگی محاذوں پر اپنی خداداد صلاحیت کے جوہر دکھائے تھے اور جنگ عظیم دوم کے بعد کشمیر واپس آکر ریاست جموں و کشمیر کے حکومتی اداروں میں مختلف ذمہ داریاں سنبھالا اس دوران مہاراجہ ہری سنگ کے خاص لوگوں کے ذریعہ آپ کو معلوم ہوا کہ گلگت سکاؤٹس کی عسکری تنظیم ختم کی جارہی ہے اور کشمیر کا بھارت سے الحاق ہونے کا امکان بھی ہے ان دونو اہم واقعات کے پس پردہ عوامل کے مضمرات پر غور کرنے کے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بعد احسان علی خان وزیر نے اس اہم خبر کو راجہ کریم خان مغلوث کیانی کو بتادیا تا کہ وہ اس خبر کو اپنے بھائی راجہ محمد بابر خان کیانی کو بتادے راجہ کریم خان کیانی ان دنو کشمیر پولیس میں انسپکٹر تھا۔

اس طرح یہ چونکا دینے والی خبر احسان علی خان وزیر کے ذریعہ گلگت سکاوٹس کے اہم کمانڈر راجہ محمد بابر خان کیانی تک پہنچ گئی اس خاص خبر کے بعد فخر گلگت راجہ محمد بابر خان نے متوقع حالات سے نبرد آزما ہونے کی خاطر ایک خاص حکمت عملی کا منصوبہ بندی شروع کیا تھی اس طرح احسان علی خان وزیر کی دوراندیشی وطن دوستی اور خلوص کا پتہ چلتا ہے اور آپ اپنی قابلیت اور حکمت عملی کی وجہ سے مہاراجہ کشمیر کی طرف سے گلگت کی گورنری کا متوقع امیدوار تھے مگر راجگان گلگت کی طرف سے پس پردہ مخالفت کی وجہ سے یہ بیل منڈے نہیں چڑھا اس کی جگہ فوجی گورنر بریگیڈیر گھنسارا سنگ جموال ڈوگرہ گلگت کا گورنر بن کر آیا ان پس پردہ حالات کی تناظر میں احسان علی خان وزیر نے خود اپنے آپ کو گلگت تبادلہ کرانے کا فیصلہ کیا اور اپنی ذاتی کوشش سے آپ کا تبادلہ بحیثیت سیکنڈ کمانڈر فوجی چھاونی بونجی گلگت ہوا۔

اس طرح لفٹننٹ کرنل احسان علی خان وزیر 30 اکتوبر 1947ء میں بونجی چھاونی پہنچ گئے اور جلد چارج لیکر اپنے گھر والوں کے ساتھ گلگت کی طرف روانہ ہوا ادھر گلگت میں یکم نومبر 1947ء کو ڈوگرہ حکومت کے خلاف جنگ آزادی کا آغاز ہوا تھا۔ گلگت کا فوجی گورنر بریگیڈیر گھنسارا سنگ جموال ڈوگرہ گرفتار ہوا تھا 2 نومبر کو

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

لفٹنٹ کرنل احسان علی خان وزیر بونجی سے گلگت پہنچ گئے اور اس طرح آپ راجہ محمد بابر خان کیانی اور کرنل حسن خان رانا کے ساتھ ملکر جنگ آزادی گلگت کے تیسرے اہم ستون قرار پائے اور انقلابی کمان کونسل کے اہم رکن بن گئے چنانچہ جمہوریہ گلگت کے کمان کونسل کی طرف سے حکومت پاکستان کو مدد کرنے کی درخواست کی گئی اور 17 دن بعد حکومت پاکستان کی طرف سے سول اور فوجی نمائندے گلگت پہنچ گئے۔

اس کے بعد اس جنگ آزادی کو اس کے منطقی انجام تک پہنچانے کی خاطر خاص منصوبہ بندی کے تحت دو لڑاکا جنگی کالم ترتیب دیئے گئے بلتستان کی طرف جانے والے کالم کے کمانڈر کرنل احسان علی خان تھے چونکہ بلتستان کی طرف جانے والے کالم میں کل 250 مجاہد تھے ان میں 100 مجاہد جوان پنجاب کے تھے ان مجاہدین کے پاس صرف پوچ ایمونیشن تھا مگر بلتستان کے اسلام دوست راجوں اور وطن پرست عوام نے اس جنگ آزادی میں بھرپور جانی اور مالی تعاون کا بھرپور مظاہرہ کیا اس طرح بلتستان کے غیور عوام کا یہ خالص تعاون تاریخ آزادی گلگت و بلتستان کے باب میں سنہرے حروف سے لکھا جائے گا اور بلتستان کے اس خاص اہم محاذ پر کرنل احسان علی خان وزیر کی قائدانہ صلاحیت اور مربوط جنگی حکمت عملی اور مجاہدین آزادی وطن کا جذبہ جہاد اور بلتستان کے غیور عوام کا جذبہ اسلام نے بلتستان کے محاذ سے سکھ کمانڈر کرنل فقیر سنگ اور اس کی مسلح افواج کو بھاگنے پر مجبور کر دیا اور آپ شاندار فتوحات کے ساتھ آگے بڑھ رہے تھے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

لیکن اس دوران بلتستان کے محاذ جنگ میں ہی کرنل بعد میں جنرل کیانی نے آپ سے چارج لیا مگر چارج دینے کے بعد بھی سکردو کا مشہور قلعہ کھرپوچو کے معرکہ کو سر کرنے میں آپ نے مجاہد جوانوں کی راہنمائی اور ان سے ہم کاری کی اسطرح آپ کی قائدانہ صلاحیت اور شجاعت وبہادری اور بے لوث خدمت کے اعتراف میں قوم کی طرف سے فخر کشمیر کے خطاب کے علاوہ حکومت پاکستان کی طرف سے ستارہ جرأت کا فوجی اعزاز بھی دیا گیا ہے فوج کی ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد کرنل احسان علی خان وزیر نے اپنی باقی ماندہ پرزندگی شمالی علاقہ جات کی منافقانہ سیاست سے دور رہ کر گزار دیا اور 24 مئی 1996ء میں بمطابق 4 محرم الحرام ۱۴۱۷ھ کو بروز جمعتہ المبارک سکردو بلتستان میں اپنے خالق حقیقی سے ملحق ہوئے اور سکردو خاص کی سرزمین قتلگاہ میں آپ کی آخری آرام گاہ بنی اور یادگار شہداء جنگ آزادی چنار باغ گلگت میں آپ کی یاد میں خصوصی تختی نصب کی گئی ہے اس طرح آزادی پسند لوگ ابد تک سلامیاں دیتے رہیں گے۔

احسان کیا تو نے علاقے کو بچا کر
احسان ترا احسان ہے تاریخ وطن پر

اس طرح ان مخلص اور وطن دوست قائدین نے بیرونی ایجنٹوں کو شکست دیا اور ہمیشہ کے لئے اس خطہ خاص کو اسلام اور پاکستان کے نام پر منسوب کیا مگر پس پردہ سازشی عناصر نے اپنے مفاد کی خاطر اس مقدس انقلاب کو سبوتاژ کیا اور اسؑ کے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ساتھ ہی اس سرزمین کو ایک اور پاکستانی پولیٹیکل ایجنٹ سردار محمد عالم خان کی ایجنسی میں دیا اور اس خطہ کے عوام کو فقط ناموں کی ہیرا پھیری اور تبدیلی کے ساتھ اب تک ان اندرونی ایجنٹوں کے ہاتھوں یرغمالی بنائے رکھا ہے اس لئے مملکت خداداد پاکستان سے محبت اور دین اسلام سے عقیدت رکھنے والے لوگوں کا ملی اخلاقی اور شرعی فریضہ بنتا ہے کہ وہ اس خطہ بے آئین کی مسلم ملت کو موجودہ طرز حکمرانی سے نجات دلانے کی کوشش کرے تا کہ پاکستان کے دستوری کتاب میں اس خاص اور اہم علاقے کا نام بھی درج ہو۔ اور یہ لوگ کھل کر اپنے پاکستانی ہونے پر فخر کر سکے۔

چونکہ گلگت کی تاریخ اور جغرافیہ کے تناظر میں اس سرزمین کی خاص اہمیت ہے اور اس کی اہمیت کو نظر انداز نہ کی جائے ورنہ ایک اور خونی انقلاب کی راہ ہموار ہوگی زمانے کی سرعت رفتار اور گلوبلائزیشن نے حالات کا رخ موڑ دیا ہے کیونکہ اس علاقے کی سرحدیں سپر پاور کمونسٹ ملک چین اور پر طاقت روس اور منی سپر پاور ہندوستان اور افغانستان سے ملحق ہیں ماضی میں یہ خطہ ایک پرامن گوشہ تھا مگر اب ایسا نہیں رہا ایک انگریز تجربہ نگار نے اپنی کتاب tharty years in kashmin میں لکھا ہے کہ یہ خطہ دنیا کا پرامن ترین اور خوبصورت گوشہ ہے مگر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ یہ علاقہ دنیا کا خطرناک ترین گوشہ ہوگا۔

یہ علاقہ اپنے جغرافیائی محل وقوع اور اس کے بلند و بالا اور خشک پہاڑوں میں چھپے ہوئے معدنی ذخائر کی بدولت دنیا کی دور بین نگاہوں میں خاص اہمیت رکھتا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہے اس لئے قدیم وجدید ادوار کے تناظر میں دیکھا جائے تو مختلف ادوار میں اس خطہ شمال پر تسلط کی خاطر سازشیں ہوتیں رہی ہیں اور آج کے اس جدید دور میں بھی ایک متنازعہ علاقہ جموں وکشمیر کی خاطر اس آزاد شدہ خطہ اور اس کے مخلص عوام کو بنیادی حقوق سے محروم رکھنا عدل وانصاف کے عالمی اصولوں کے خلاف ہے چونکہ جو علاقہ اور معاشرہ انصاف سے محروم ہوتا ہے وہاں کے عوام کے دلوں میں مشکوک وشبہات جنم لیتے ہیں اوران شبہات کی بدولت وہاں کے عوام کے ذہنوں میں اختلاف اور تفرت کی رہ ہموار ہو جاتی ہے۔اور اسیطر ح مداخلت بیجا کے مذموم دروازے کھل جاتے ہیں۔

﴿فصل چہارم﴾

شیعوں کے مذہبی تبلیغات

حضرت سید شاہ افضل ولی رحمۃ اللہ علیہ نے 725 عیسوی میں سرزمین گلگت میں وارد ہو کر دین اسلام اور مکتب اہلبیت علیہم السلام کی ترویج کیا ہے پھر 1525 عیسوی میں حضرت شاہ بریاولی رحمۃ اللہ علیہ نے گلگت اور اس کے ایالات میں دین اسلام اور مکتب اہل بیتؑ کی تبلیغ وترویج کیا پھر اس طرح حضرت سید سلطان علی شاہ حسینی عارف جلالیؒ نے تقریبا 1689 عیسوی کے دوران سرزمین گلگت آکر دین اسلام اور مکتب اہل بیتؑ کو رواج دیا اور آپ کے بعد حضرت سید شاہ ولی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تقویٰؒ نے 1802 عیسوی میں علاقہ بجوت نگر اور ہنزہ تشریف لا کر مکتب اہل بیتؑ کو آگے بڑھایا پھر 1905 کے دوران حضرت سید سلام شاہ المعروف پنجابی سید نے اس علاقے میں آ کر مکتب اہل بیتؑ کی تبلیغ کی اس طرح بیسوی صدی تک مختلف علماء نے اس مکتب کی ترویج کی ہیں اہم کردار ادا کیا ہے۔

سید سلام شاہ المعروف پنجابی سیدؒ

اس بزرگوار کے بارے میں دینور گلگت کے بڑے بوڑھے حضرات خاص اہم واقعات نقل کرتے ہیں آپ نے شنکوٹ محلہ دینور میں ایک سیدانی سکینہ بی بی سے شادی کی تھی اس سیدانی کو راقم بھی جانتا ہے ہم اس سیدانی کو (سکینہ زی زی) کہتے تھے وہ ہمارے پڑوس میں رہتی تھی اور ایک سو دس (110) سال کی عمر میں انکا انتقال ہوا تھا بی بی سکینہ کے بطن سے سید سلام شاہ المعروف پنجابی سید کی ایک لڑکی بھی تھی اور اس کے ہم عمر دو افراد دم تحریر دینور میں بقید حیات ہیں اور اس لڑکی کی شادی علاقہ ہیراموش میں ہوئیں مگر وہ بے اولاد انتقال کر گئی اس دوران گلگت میں مہاراجہ کشمیر کی حکومت تھی لیکن انکے ہمراہ تاج برطانیہ کا یک نمائندہ پولیٹیکل ایجنٹ کے نام سے ہوتا تھا اس طرح مہاراجہ کشمیر کا نمائندہ وزیر وزارت کے نام سے اس خطے پر حاکم تھا۔ سابقہ پولیٹکل ایجنٹ میجر روس دوسری بار تاج برطانیہ کا نمائندہ بن کر گلگت آیا تھا۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس دور میں مہاراجہ کشمیر کی طرف سے دیوان لکھپت رائے وزیر وزارت تھا یہ
زمانہ بکری حساب سے 1964ء اور سنہ عیسوی 1905 بنتا ہے اور 1908 تک یہ
سلسلہ رہا ہے اس دور کا وزیر وزارت دیوان لکھپت رائے اور پولیٹیکل ایجنٹ میجر
بروس آقائے سید سلام شاہ المعروف پنجابی سیدؒ کی تبلیغات سے ناخوش تھے اور اس
خاص ناپسندیدگی کی وجہ سے ان کے خلاف سازش کر کے گلگت سے بدر کرنے کا حکم
ہوا تھا اور اس پس پردہ سازش میں محلہ شروٹ دینور سے مختار نامی ایک شخص کو
انتظامیہ نے ہموا بنا کر آقائے سید سلام شاہؒ کی دینی خدمات کو فرقہ واریت کا رنگ
دیکر اس کے خلاف درخواست دلادی گئی تھی اور یہ ایک خاص حقیقت ہے کہ آپ
کے خلاف تادیبی کاروائی کے بعد ہی دیوان لکھپت رائے اور پولیٹیکل ایجنٹ میجر
بروس دونو ہلاک ہوئے تھے اور اس سازش میں شریک مختار نامی شخص لاولد مرا اور اس
کی ساری جائیداد اور اس کے دور کے رشتہ داروں نے زوار محمد اسحاق المشہور رزوار
سوکو کے ہاتھ فروخت کیا اس سلسلے میں اپنے دور کے مشہور عرائض نویس منشی ولی محمد
مرحوم نے خود اپنی زبان سے راقم کو بتایا کہ اس مختار نے سید سلام شاہؒ کے خلاف
درخواست مجھ سے لکھوائی تھی اور درخواست لکھتے ہوئے میرے ہاتھ ہلنے لگے اور وہ
اثر آخری عمر تک باقی رہا اس طرح جن لوگوں نے حکومت کے اشارے پر اس
بزرگوار سید کے خلاف سازش کیا یا اس سازش میں شریک رہے انکا انجام بخیر نہیں ہوا
ہے محلہ اپھری دینور کا مشہور نمبردار مراد کا بیٹا محمد رضا بھی اس سازش میں شریک تھا وہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بھی لاولد فوت ہوا اس کی بیوہ مسماۃ نجات میری نوجوانی کے ابتدائی دور میں فوت ہوئی تھی اس کی زبانی بھی اس بات کی تصدیق سنا تھا اس طرح جب وزیر وزارت لکھپت رائے کی طرف سے آقائے سید سلام شاہؒ کی گلگت بدری کے احکامات جاری ہوئے تو اسی مختار اور محمد رضا وغیرہ نے آپ کو زبردستی دینور سے نکالا۔

اور دینور سے نکلتے ہوئے جناب سید سلام شاہ المعروف پنجابی سیدؒ نے اپنی بیوی سیدانی سکینہ کو طلاق دیا اور حق مہر میں بالوں کا قالین ایک شرمہ دیدیا اور جاتے وقت اپنی بچی کو خدا حافظ کہا بحکم سرکار سید موصوف کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھیں اس دور میں دینور کی آخری حد بندی داس مروڑے اور اس جگہ اب چاندنی چوک کہتے ہیں موصوف کو لیکر گئے آپ کے ساتھ وہاں تک دینور کے کچھ مومن اور ہمدرد افراد بھی حافظ کہنے گئے اور حکومت کے اس اقدام پر افسوس کیا اور بددعا نہ کرنے کی درخواست کی آقائے سید سلام شاہؒ نے خدا حافظ کہنے والے لوگوں سے کہا آپ لوگ مجھے مجبور نہ سمجھنا خدا کے فضل وکرم سے میں مجبور نہیں ہوں۔ اس طرح آقائے موصوف نے ہتھکڑیوں سے بندے ہوئے ہاتھ اوپر اٹھایا تو زنجیریں خود بخود کھل گئیں اور چشم دید لوگوں کی زبانی اس کرامت کی تصدیق سنی۔

مگر آقائے سید سلام شاہؒ نے فرمایا دینور والو! تم نے مجھے تحفظ نہ دیا جن لوگوں نے میرے خلاف سازش کیا ہے وہ جلد اپنی منطقی انجام تک پہنچ جائیں گے البتہ تم پر غیر غالب ہوں اور باہر سے غیر لوگ آباد ہوں میری تحقیق کے مطابق سید موصوف کی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دعا ابھی تک سو فیصد درست ثابت ہوئی ہے کیونکہ اس وقت دینور میں قدیم مقامی باشندے آٹے میں نمک کے برابر رہ گئے ہیں اس وقت خاص دینور اور نئی آبادی محمد آباد دینور میں باہر سے آئے ہوئے مختلف افراد اور علاقائی لوگ آباد ہوئے ہیں اور مزید خانوادوں کی آمد کا سلسلہ جاری ہے چونکہ اللہ کے پسندیدہ بندوں کی دعا میں اثر ہوتا ہے اس لئے خداوند عالم بطور کرشمہ قدرت ان خاص بندوں کی کرامات کو زندہ رکھتا ہے اس لئے ہر مظلوم کی دعا سے ڈرنا چاہئے میری ذاتی تحقیق اور مشاہدے کے مطابق لاہور صوبہ پنجاب میں مشہور تاریخی گیٹ یکی دروازے کے سامنے دورویہ سڑک کے درمیان ایک عام اور کچی دیوار کا کمرہ ہے اور اس کمرے کے دروازے پر لکھی عبارت یوں ہے مقبرہ سید سلام شاہؒ اس طرح قرین قیاس بلکہ یقین ہے کہ یہ مقبرہ آقائے سید سلام شاہؒ المعروف پنجابی سید کا ہے کیونکہ دینور گلگت سے واپسی کے بعد آقائے موصوف کا لاہور میں انتقال ہوا ہوگا۔

سید ابو القاسم المعروف آغا مجتہدؒ

حضرت سید ابوالقاسم خونساری رحمتہ اللہ علیہ ایران کا شہر خونسار میں پیدا ہوئے ہیں اس لئے آپ خونساری کی نسبت سے معروف ہیں آپ نے اپنی دینی تعلیم نجف اشرف میں مکمل کیا آپ اپنے دور کے مشہور علما اور فضلا میں شمار ہوتے تھے اور علم ریاضی کے مشہور اساتذہ میں آپکا نام آتا ہے اور عالمی ریکارڈ بک میں آپکا نام مشہور

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ریاضی دان کے طور پر لکھا ہوا ہے آپ علوم متداولہ میں ماہر ہونے کے ساتھ صاحب رائے بھی تھے آپ مفسر قرآن علامہ محمد حسین طباطبائی رحمتہ اللہ علیہ کے استاد تھے اور اسیطرح آپ علم وعرفان اور سلوک میں عارف باللہ ولی بھی تھے میر شاہ سکندر خان مغلوٹ کیانی والی ریاست نگر گلگت نے اپنے دور حکومت میں حوزہ علمیہ نجف اشرف عراق کے فقیہ دوران اور مرجع شعیان جہاں حضرت سید ابوالحسن اصفہانی رحمتہ اللہ علیہ سے بذریعہ خط درخواست کی تھی کہ ریاست نگر میں تبلیغ دین کے لئے کسی بزرگ عالم دین کی خاص ضرورت ہے آپ کی اس درخواست پر قرعہ فال آقائے ابوالقاسم خونساری کے نام پر نکلا اور آیۃ اللہ العظمیٰ آقائے ابوالحسن اصفہانیؒ نے میر شاہ سکندر خان والی ریاست نگر کو لکھا تھا کہ تمہاری ریاست کی طرف سید ابوالقاسم خونساری نہیں بلکہ میں خود آرہا ہوں اور مرجع شیعیان جہاں کی طرف سے یہ تعریفی کلمات آقائے ابوالقاسم خونساری کی تبحر علمی اور عظمت کی دلیل ہے دین اسلام کی تبلیغ اور مکتب اہلبیت کی ترویج کی خاطر دنیاوی سہولتوں کے علاوہ مرکز علم وعمل نجف اشرف سے بہت دور گھربار کی جدائی اور سفری تکالیف برداشت کرکے آپ گلگت سے ہوکر نگر چلے گئے۔ آپ 1937ء کے دوران وارد شمالی علاقہ جات ہوئے ہیں۔ سرزمین گلگت سے ریاست نگر تک اشپری اور دوبن کے ساتھ درود وسلام کے خصوصی اہتمام کے ذریعے آپ کا فقید المثال استقبال ہوا ریاست نگر میں میر شاہ سکندر خان کی زندگی تک آپ کو کافی سہولتیں میسر تھیں آپ کی تعلیم وتبلیغ سے علماء اور ذاکرین کی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ایک بڑی تعداد پیدا ہوئی اور اکثر آپ کے شاگرد حوزہ علمیہ نجف اشرف بھی گئے اور علم عام ہوا میر شاہ سکندر والی ریاست کی وفات کے بعد آپ کی زندگی تنگدستی میں بسر ہوئی۔ آپ کی اولاد اور شریک حیات حالات کا مقابلہ نہ کر سکے اور ایران کی طرف واپس چلے گئے اس طرح کچھ مدت بعد آپ نے ریاست نگر سے گلگت کی طرف ہجرت کیا اور گلگت میں مشہور مومن اور عالم دوست انسان جناب حبیب مظاہر کے پاس رہائش پذیر ہے اور زندگی کی آخری سانسوں تک وہی رہے اور اسی نسبت سے تقی ہٹ کو آج آغا محلہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے راقم نے اپنے بچپنے کے دور میں برادرم مولانا سلطان محمود صاحب کے ہمراہ آپ کے دولت کدے پر ملاقات کی تھی آقائے موصوف نے اس موقعہ پر اپنے ہاتھ سے چائے بنا کر ہمیں پلایا اس ملاقات کے موقعہ پر علامہ سلطان محمود صاحب نے سوال کیا کہ آپ نے ریاست نگر چھوڑنے کا فیصلہ کیوں کیا؟ آپ نے نہایت دل تنگی کے ساتھ فرمایا اب نگر میں میرے علم سے استفادہ کرنے والا کوئی نہیں اور عام تبلیغ کے لئے ذاکر اور روضہ خوان موجود ہیں اس کے ساتھ فرمایا کہ ازخوان والی نگر شوکت علی خان ہر روز سو نچل میا آرند سو نچل ایک عام سی سبزی ہے گلگت آ کر آغا موصوف نے تقی محلہ میں سکونت اختیار کی اور وہاں کی مسجد میں جماعت شروع کرائی اور مرکزی جامع مسجد امامیہ میں جمعہ بھی پڑھایا کرتے تھے۔

لیکن گلگت شہر کے اندر بھی آپ کو پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑا۔ مگر آپ نے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

صبر واستقامت کا بھرپور مظاہرہ کیا آپ نہایت معتدل مزاج اور صابر تھے اس لئے ان خاص پریشانیوں کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیا آپ کے تبلیغی مشن میں وحدت کلمہ کا حکم اولین درجہ رکھتا تھا اس لئے آپ اپنی گفتگو میں اتحاد و یگانگت پر زور دیتے تھے اس لئے تفرقہ بازی اور مناظرانہ گفتگو سے باز رہنے کی تلقین کرتے تھے اور خصوصاً محرام الحرام کے ایام عزا اور مجالس ذکر میں رواداری اور بھائی چارہ کی فضا کو فروغ دینے کی طرف زور دیتے تھے کیونکہ تبلیغ اسلام اور ذکر اہل بیتؑ کے فروغ کے لئے ذکر امام حسینؑ ایک خاص موثر ذریعہ ہے اس لئے آپ ان تبلیغاتی مجالس میں بناوٹ اور مناظرانہ خطابت سے باز رکھنے کی کوشش کرتے تھے تاکہ فلسفہ شہادت کو بلاتفریق مکتب سب لوگ سنے اور سمجھے مگر آقائے سید ابوالقاسم خونساری کی عارفانہ حکیمانہ اور عادلانہ نصیحتوں کو صرف نظر کیا گیا جس کی وجہ سے مجالس ذکر شہادت امام حسینؑ کا عالمی تبلیغی مشن صرف محرم کا جلوس اور نئے عزا خانوں کی تعمیر تک محدود ہوتا جارہا ہے۔

آقائے موصوف کی ان حکیمانہ باتوں کو خود پسند اور خود غرض لوگوں نے نظر انداز کیا اور ان کے خلاف پروپیگنڈہ بھی کرایا گیا بلکہ گلگت کے علماء و ذاکرین اور روضہ خوان خطیبوں نے گلگت کے محلے آپس میں تقسیم کر کے ملا گیری کی خاطر آپ کی خوب دل شکنی کیا اور اس طرح آپ کو تنہا کر دیا تھا مگر جو اللہ کے دین کی خاطر جہاد کرتا ہے خدا اس کو اپنے راستے کی طرف ہدایت کرتا ہے اس لئے آپ گلگت کے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

علماء کی اس روش سے دلبرداشتہ نہیں ہوئے اور اپنے تبلیغی مشن میں برابر مشغول رہے اور نہایت حکیمانہ انداز میں اپنی شرعی ذمہ داری کو احسن طریقے سے انجام دیا آپ نے اپنی پرثمر زندگی کے حالات اور علمی موتی جمع کیے تھے۔ان جواہر پاروں کو کتابی شکل میں طبع کرانا چاہتے تھے مگر آخری سانسوں تک آپ کو یہ قلق باقی رہا کم فہم عقیدت مندوں اور آپ سے دور اولاد کی بے توجہی کی وجہ سے آپ کا یہ علمی ذخیرہ دست برد ہوا۔

آقائے سید ابوالقاسم المعروف آغا مجتہدؒ ایک علمی سمندر تھے اور یہ وسیع ابر گہرا سمندر زمین گلگت کے اس کوزہ پہاڑ میں بند رہا اور اپنے علم و عمل اور قیمتی علمی جواہر پاروں کے ساتھ 10 جنوری 1961ء میں گلگت میں آپ کا انتقال ہوا اور تقی ہٹ موجودہ آغا محلہ کے قبرستان میں آسودہ خاک ہوئے اب بھی لوگ بڑی عقیدت کے ساتھ آپ کے مزار پر حاضری دیتے ہیں خصوصاً جمعرات اور جمعہ کو رش رہتا ہے اس گوہر نایاب کے انتقال کے بعد اس سرزمین میں دوسرا کوئی پیدا نہیں ہوا ہے اور نہ ایسا امکان ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: :Rana Jabir Abbas

آغا رسول شاہؒ

جناب آغا سید رسول شاہ کشمیری آپ گلگت کے عوام میں آغا رسول شاہؒ کے نام سے مشہور و معروف تھے منشی محسن علی مرحوم کی کوشش سے آپ بڈگام کشمیر سے تبلیغ دین کی خاطر گلگت تشریف لائے تھے اور نگرل گلگت میں مقیم رہے آپ علم و عمل اور خطابت و تبلیغ کے حوالے سے ایک خاص مقام رکھتے تھے پرانے بزرگ جن کو آپ کی ملاقات کا شرف نصیب ہوا ہے یا ان کی واعظ و نصیحت کو سنا ہے، بتاتے ہیں کہ آپ سنجیدہ اور کم گو انسان تھے مگر فن خطابت میں ایک شعلہ بیان خطیب تھے۔

گلگت کے لوگ بلاتفریق آپ کو احترام کی نظر سے دیکھتے تھے اور مقامی حکومت بھی آپ کو عالمانہ پروٹوکول دیتی تھی مہاراجہ کشمیر کا نمائندہ وزیر وزارت اور پولیٹکل ایجنٹ جب بھی کول پائین گلگت سے گزرتے تو وہ آغا رسول شاہ سے ضرور ملکر جاتے تھے اگر ملاقات ممکن نہ ہوتو آپ کے گھر کے قریب آ کر اپنی سواری کے گھوڑے سے اتر کر پیدل ہو کر آپ کے گھر سے گزر کر گھوڑے پر سوار ہو جاتے تھے اور گلگت کی مقامی حکومت کی طرف سے ماہوار ۲۲ روپے وظیفہ بھی مقرر تھا آپ اتحاد بین المسلمین کے علمبردار تھے آپ کی اعتدال پسندی کی وجہ سے بلاتفریق مکتب لوگ آپ کی تقریر سننے آتے تھے کیونکہ اس وقت تک وہابیت کی تبلیغ عام نہیں ہوئی تھی اس دور میں آپ کی خدمات قابل تقلید رہی ہیں مگر آپ کی اولاد میں کوئی قابل ذکر فرد پیدا نہیں ہوا ہے آپ کی آخری آرام گاہ نگرل میں موجود ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

شیخ مہربان علیؒ

جناب شیخ مہربان علی نجفیؒ کھینی محلہ موجودہ مہربان پورہ گلگت میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم کے بعد آپ باب مدینۃ العلم نجف اشرف عراق چلے گئے اور نجف اشرف سے واپسی کے بعد دین اسلام کی تبلیغ اور مکتب اہل بیتؑ کی ترویج میں مشغول رہے گلگت میں آپ آخوند مہربان کے نام سے مشہور ہیں آپ اپنے دور کے عالم خطیب اور شاعر تھے اور مہربان تخلص کرتے تھے آپ کی شینا زبان کی شاعری مشہور تھی۔

آپ نے حمد، نعت اور مرثیوں کے علاوہ تبرائی شاعری بھی کی تھی مگر آپ کی شاعری کا کوئی مجموعہ موجود نہیں ہے اس لئے آپ کا کلام دستیاب نہیں ہے آپ کو پوتا حسنین اکبر اپنے دادا اور اپنے والد کے کلام کو یکجا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں آپ کا انداز بیان عالمانہ کے علاوہ مناظرانہ رنگ میں ہوتا تھا اس لئے آپ کی تقاریر سے عام جذباتی لوگ ہی زیادہ محذوذ ہوتے تھے جبکہ سنجیدہ لوگ مناظرانہ طرز بیان کو زیادہ پسند نہیں کرتے کیونکہ تبلیغ اسلام اور ترویج مکتب اہل بیتؑ کے لئے مستند واقعات اور اخلاق حسنہ کے ساتھ مدلل عقلی اور نقلی واقعات کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے تاکہ غیر بھی سن کر سوچنے پر مجبور ہو جائے۔

علاقہ گلگت میں آخوند مہربان علی کی خدامات قابل تعریف ہیں مدرسہ آخوند

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مہربان آج بھی مشہور ہے قدیم زمانے میں اس مدرسے سے کسب فیض کر کے لا تعداد لوگوں نے مختلف دیہات میں خدمت دین انجام دیا ہے اور کئی نامور خطیب اور مبلغ پیدا ہوئے تھے اور اب بھی اس ادارے سے بڑے ہوئے لوگ خدمت دین اسلام کر رہے ہیں مگر 20 سال قبل سے اس مدرسے میں کوئی شب باش طالب علم نہیں رہتا ہے آپ کے چھوٹے صاحبزادے آخوندزادہ حسین اکبر مرحوم نے اس مدرسے کا نام مرکز تہذیب الاطفال رکھا تھا اور آج بھی یہ مدرسہ اسی نام سے چل رہا ہے اور چھوٹے بچے اور بچیوں کے لئے درس قرآن کے ساتھ مسائل شرعیہ کا اہتمام ہے اس مشہور خانوادے میں آپ کے بڑے بیٹے شیخ محمد حسن نجفی کا 2005ء میں انتقال ہوا ہے اسطرح ان کے بعد علم و عمل کا یہ خانوادہ دینی تبلیغ اور خدمت مکتب اہل بیتؑ کے سلسلے میں بھانج ہو رہا ہے کیونکہ دم تحریر اس خاندان کا کوئی فرد حصول علم دین کی جانب راغب نہیں ہوا ہے اور شیخ مہربان علی نجفیؒ جیسا مشہور عالم اور خطیب کا 80 سال کی عمر میں 1957ء میں گلگت میں انتقال ہوا اور محلہ امپھری گلگت کی قبرستان میں آسودہ خاک ہوئے ہیں۔

سید میر فاضل شاہ نجفیؒ

جناب آقائے سید میر فاضل شاہ نجفیؒ المعروف عادل سید آپ نے گلگت میں آنکھیں کھولیں اور گلگت میں ہی مذہبی تعلیم کا آغاز کیا اور ابتدائی تعلیم کے بعد مزید

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حصول علم دین کی خاطر باب مدینۃ العلم نجف اشرف عراق چلے گئے اور حوزہ علمیہ مدینۃ العلم کی چوکھٹ پر حصول علم میں مشغول رہے علم وعمل کے حوالے سے اپنے دور کے علماء میں ممتاز مقام رکھتے تھے اور زہد وتقوی میں بھی زیادہ شہرت رکھتے تھے آپ نہایت کم گو اور شریف النفس عالم دین تھے آپ منبر سے تقریر نہیں کرتے تھے مگر علم دین عام کرنے کی خاطر درس وتدریس کی خدمت انجام دیتے تھے یعنی قرآنی قائدے سے لیکر بڑی کتابوں کا درس بھی دیتے تھے آپ نہایت منکسر المزاج تھے درس تدریس کے سلسلے میں گلگت کے اطراف وجوانب سے تشنگان علم دین اس در پہ آ کر کسب فیض کرتے تھے اس لئے آپ کے شاگردوں اور مداحوں کا حلقہ بڑا وسیع ہے اور آج بھی ان کے شاگرد اور مداح آپ کو نہایت ادب واحترام سے یاد کرتے ہیں آپ نے چالیس سال تک مرکزی جامع مسجد امامیہ گلگت میں امام جماعت کی حیثیت سے فی سبیل اللہ خدمات انجام دیتے آپ ذات گرامی ہمہ جہت محترم تھی آپ کی دعا میں اثر تھا اور آپ کشف وکرامات کے مقام پر فائز تھے آپ کی پرثمر زندگی کے کچھ واقعات اپنے ذاتی مشاہدات کے حوالے سے راقم نے اپنی کتاب زندگی کی بارات میں مختصر درج کیا ہے اس طرح آپ کی سادہ بلکہ درویشانہ زندگی سب کے لئے مشعل راہ ہے گلگت میں لوگ بلا تفریق مکتب آپ کی عزت اور احترام کرتے تھے علم وعمل کا یہ نمونہ 1992ء میں ہم سے جدا ہوا اور ابھری محلہ کے قبرستان میں آپ کی آخری آرام گاہ ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سید محمد عباس حسینیؒ

جناب الحاج سید محمد عباس حسینیؒ آپ آغا برس کے نام سے مشہور ومعروف تھے آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار حاجی سید اصغر علی شاہ حسینی سے حاصل کیا بقول آپ کے آپ نے صرف دو سال آقائے سید ابو القاسم خونساری المعروف مجتہدؒ کی خدمت میں زانوے تلمذ طے کیا مگر آپ کے اندر ایک خدا داد صلاحیت موجود تھی جس کی وجہ سے آپ نے فن خطابت اور فکر ونظر کے حوالے سے بڑی شہرت پائی آپ نے کسب معاش کی خاطر معلمی کا پیشہ اختیار کیا اور پوری ملازمت گورنمنٹ بوائز ہائی سکول نمبر 1 میں گزاری اور کالج آف ایجوکیشن گلگت سے ملازمت سے سبکدوش ہوئے راقم کو بھی اس کالج میں آپ سے استفادہ کرنے کا موقع ملا۔

آپ اپنے دور میں اردو، فارسی اور اسلامیات کے نامور اساتذہ میں شمار ہوتے تھے آپ نے تقریباً نصف صدی تک مرکزی جامع مسجد امامیہ گلگت میں فی سبیل اللہ تبلیغی خدمات انجام دیئے آپ بڑے دانشمند اور معاملہ فہم انسان تھے فن خطابت میں آپ کا منفرد مقام اور الگ انداز تھا آپ اتحاد بین المسلمین کے داعی تھے اس لئے اپنی نصف صدی پر محیط تبلیغی زندگی میں کوئی متنازعہ اور غیر ضروری بات منبر سے نہیں کی اور اگر بات کرنے کی نوبت آئی تو خوب کی اس طرح نصف صدی تک پورے گلگت اور اس کے اطراف میں آپ کا طوطی بولتا رہا اپنے پرائے سب

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مذہبی سیاسی اور سماجی معاملات میں آپ کی دانشمندی پر بھروسہ کرتے تھے کیونکہ علاقہ کے بزرگ علما اور دانشور آپ کی دانشمندی اور صوابدید پر اعتبار کرتے تھے امن اور بھائی چارہ کے داعی اور مذہبی منافرت سے دور تھے اس لئے بعض انتہا پسند اور جذباتی لوگ آپ کے اس انداز بیان سے ناخوش تھے اور آپ کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے تھے کہ آپ سرکاری سید ہیں۔

آپ نے پوری زندگی محلہ برمس میں ملا گیری کے عنوان سے خدمات انجام دیئے اس کے ساتھ آپ شیعہ قومی مرکز کے روح رواں تھے اور آپ ہی نے قومی مرکز میں باقائدہ اردو زبان میں محافل ومجالس اور عشرہ محرم الحرام کی بنیاد رکھا اور تقریبا چار عشروں تک جامع مسجد امامیہ گلگت اور دیگر مراکز میں اردو زبان مین خطابات کیئے اور اس طرح ان ابتدائی ایام میں جناب خدا امان اور میر امان برادران نے اردو زبان میں مرثیہ خوانی متعارف کرایا اور استاد حاجی محمد یوسف شگری مرحوم نے اردو زبان میں مرثیہ اور سینہ زنی کی بنیاد رکھا آغا برمسؒ اپنی عمر کے آخری چند سال معذور رہے گلگت کے لوگ برسوں آپ کی خطابت اور خدمات کو یاد رکھیں گے اپ کی اولاد میں خدمت دین کے حوالے سے کوئی فرد ایسا نہیں نکلا ہے کہ آپ کی نمایندگی کرے اس طرح اتحاد و یگانگت اور فن خطابت کا یہ درخشندہ ستارہ ستمبر 1996ء میں غروب ہوا اور اپنی پر ثمر یادیں چھوڑ گیا۔

خدا رحمت کند آں عاشقان پاک طینت را

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آغا سید ضیاء الدین رضوی شہید

1958ء میں جب راقم اپنی بلوغت کے پہلے روزوں کے بعد اپنے گھر دینور میں عید الفطر منا کر شوال کے مہینے میں دینی تعلیم حاصل کرنے کی خاطر گلگت شہر میں علم و عمل کے حوالے سے مشہور و معروف خاندان اور اپنے دور کے ذاکر اہلبیت اور خطیب آقائے سید میر احمد شاہ المعروف آغا امپھری اور آپ کے بھانجے اور داماد ابوزر دوران آغا میر فاضل شاہ نجفی المعروف عادل سید کے گھر امپھری گلگت چلا گیا۔ چونکہ سرزمین گلگت کے آسمان علم و عمل کے اُفق پر یہ دونوں بزرگوار بلاتفریق مکتب و مسلک روشن ستارے تھے۔ اور سب لوگ بلاتفریق ان سے کسب فیض کرتے تھے۔ اس دور میں آغا ضیاء الدین رضوی ایک دودھ پیتا بچہ تھا اور آپ کو میں نے اپنی گود میں کھلایا ہے۔ اور تقریباً تین سال بعد 1960ء میں ان دونوں بزرگوں کی اجازت اور دعاؤں کے ساتھ راقم مزید تعلم دین حاصل کرنے کی خاطر حوزہ علیمہ جامع المنتظر لاہور چلا گیا۔

اور دوران تعلیم راقم جب بھی گلگت آتا اس خاندان کو سلام کرنے کی خاطر ان کی زیارت کے لئے جایا کرتا تھا کیونکہ اس گھرانے کی جانب سے نصیحتوں کے ساتھ دعائیں بھی ملتی تھی۔ اور مجھے بھی آغا احمد علی شاہ اور آغا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

علی شاہ جیسی شفقت اور پیار ملتا تھا۔ اس طرح ابتدائی دور سے ہی میرا آغا سید ضیاء الدین رضوی سے عقیدت اور قریبی تعلق اور رابطہ رہا یہ ایک حقیقت ہے کہ اس خاندان نے بچپن سے ہی آغا سید ضیاء الدین کی تعلیم وتربیت سیادت وقیادت کے انداز میں کیا تھا پانچ سال کی عمر میں ہی آپ اپنے محلہ امپکری کے ہم عمر بچوں کو شام کی نماز باقائدہ طور پر جماعت کے ساتھ پڑھاتے تھے۔

اسطرح آپ بچپنے سے ہی قیادت اور پیشوائی کے محو گر تھے۔ آپ نہایت کم گو اور جلد روٹھنے والے تھے اس لئے بات بات پر آپ کی کم گو طبیعت میں روٹھنے کے سادہ آثار ظاہر ہوتے تھے۔ اور اپنی بات منائے بغیر خفگی دور نہیں کرتے تھے۔ جب راقم 1972ء میں گلگت آیا تو آغا سید میر احمد شاہ اور آغا سید میر فاضل شاہ کی پسند پر گلگت شہر میں شادی کی اور گلگت میں ہی مقیم رہا اس دوران آغا سید ضیاء الدین رضوی نے گورنمنٹ بوائز ہائی سکول نمبر 1 گلگت سے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور میری پسند پر استاد محترم آغا سید میر فاضل شاہ نجفی نے اپنے اس ہونہار بچے کو حوزہ علمیہ جامع المنتظر لاہور بھیجدیا اگرچہ آپ نے اپنے دینی تعلیم کا آغاز اپنے جد بزرگوار اور والد محترم سے کیا تھا۔ اسطرح لاہور کے دوران قیام علامہ محمد شفیع نجفی اور علامہ موسیٰ بیگ نجفی جیسے ہمدرد اور شفیق

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اساتذہ سے تعلق رہا اوران دونوں بزرگوں نے خصوصیت کے ساتھ ایک امتیازی طالب علم کے طور پر آپ پر توجہ دیا اور محسن ملت علامہ سید صفدر حسین نجفی پرنسپل حوزہ علمیہ جامع المنتظر کی نظر شفقت بھی آپ پر تھی اسطرح آغا سید ضیاء الدین رضوی 1980ء میں ایران چلے گئے اور ایران سے تعطیلات کی خاطر گلگت آئے تو جنرل سکریٹری انجمن امامیہ اور جنرل سکریٹری امامیہ آرگنائزیشن ضلع گلگت کی حیثیت سے راقم نے ایک منظم انداز میں آپ کی اقتداء میں نماز جمعہ منعقد کرانیکا اہتمام کیا کیونکہ آپ کے والد بزرگوار آغا میر فاضل شاہ نجفی جمعہ نہیں پڑھاتے تھے نماز جمعہ کے علاوہ امامیہ آرگنائزیشن کے تبلیغی پروگراموں کے مطابق پورے ضلع گلگت کے ہر گاؤں تک بغرض تبلیغ آپ کو متعارف کرایا گیا۔

اسطرح آپ نے اپنی فکر ونظر سے انقلاب اسلامی ایران کے ثمرات عوام تک پہنچا دیئے۔ اس دور میں آپ کلمہ وحدت کے داعی اور اتحاد بین المسلمین کے زبردست حامی تھے آپ نے بعد کی تعطیلات کے دوران اتحاد ملت مسلمہ کی خاطر سواد اعظم اہلسنت گلگت وکوھستان کے امیر جناب مولوی قاضی عبدالرازق خطیب جامع مسجد دیو بندی گلگت کو مرکزی جامع مسجد امامیہ گلگت میں مدعو کرکے اتحاد اور بھائی چارے کا پیغام دیا۔

مگر قاضی عبدالرازق کا جواب اور انداز بیان وحدت المسلمین کے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مطابق نہ تھا چونکہ آغا سید ضیاء الدین رضوی بانی انقلاب اسلامی ایران روح اللہ الموسوی الخمینیؒ کے اس فرمان کے عاشق تھے کہ دنیا میں شیعہ سنی کے نام سے تفریق ڈالنے والا نہ شیعہ ہے اور نہ سنی بلکہ وہ شخص استکبار کا ایجنٹ ہے اور اسطرح قم کے دوران قیام علامہ سید صفدر حسین نجفی کی نظر انتخاب آپ پہ پڑی اور بغرض تبلیغ آپ کو پرسٹن لندن بھیجدیا اور آپ وہاں ڈیڑھ سال تک تبلیغ کے بعد وطن واپس آگئے مگر اپنی شریک حیات کی بیماری اور وفات کے بعد اپنے بچوں کے حوالے سے آپ کافی سے زیادہ پریشان تھے۔

چونکہ 1988ء کے سانحہ کے بعد ضلع گلگت کے مرکز میں مذہبی قیادت کا فقدان تھا۔ آپ نے اپنی ذاتی پریشانی کے مقابلے میں قومی پریشانی کو مدنظر رکھ کر قم مقدس ایران کو چھوڑ کر سرزمین گلگت میں رہنا پسند کیا اور آپ نے قیادت سنبھال کر پریشان قوم کو حوصلہ دیا عوام الناس نے حسن عقیدت کے ساتھ آپ کو چاہا اور آپ سے بھرپور تعاون کیا اور عقیدت کی انتہا کردی۔ مگر پس پردہ جلنے والے حاسد آپکی اس روحانی سیرت سے جلنے لگے۔ اور انجانے انداز میں آپ کو گلگت کی سیاست میں الجھادیا اگرچہ دین اور سیاست جدا نہیں بلکہ سیاست کو دین اسلام کے تابع رکھنے سے دین کی خدمت ہوسکتی ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

لیکن پاکستان کی سیاست اور خصوصاً شمالی علاقہ جات کی سیاست کو کم ازکم علماء کے لئے خود فریبی سے کم نہیں ہے۔ اسطرح آغا سید ضیاء الدین رضوی کی روحانی حیثیت کو مذہبی راسپوٹینوں نے اپنے سیاسی مفادات کی خاطر متنازعہ بنا دیا اور آپ کو تحریک جعفریہ شمالی علاقہ جات کے صدر کی حیثیت سے میدان سیاست میں اُتار دیا۔ تحریک جعفریہ پاکستان کی طرف سے شمالی علاقہ جات کی صدارت کی قبولیت کے بعد 1993ء کے دوران ضلع گلگت کے دانشور اور وکلاء حضرات کے ایک خاص وفد نے آپ کو یہ مشورہ دیا تھا کہ آپ انتخابی سیاست سے الگ رہ کر مذہبی اور روحانی قیادت کی خدمات انجام دیں مگر تحریک جعفریہ نے آپ کو مذہب کے نام پر سیاسی میدان میں اتار دیا اور اس طرح 1994ء میں ناردرن ایریاز کونسل کے انتخابات کی وجہ سے آپ کی قیادت تحریک جعفریہ کے سیاسی پلیٹ فارم تک محدود ہوگئی اور ان حالات کی وجہ سے آپ کی روحانی اور مذہبی عقیدت مندی میں بڑی تبدیلی آگئی۔

چونکہ برصغیر خصوصاً شمالی علاقہ جات میں آباد شیعہ اثناء عشری لوگ امور تشریعی میں کسی نہ کسی مجتہد جامع الشرائط کی تقلید کرتے ہیں اور امور تکوینی یعنی سیاست مدن میں ہر شخص اپنی الگ سیاسی فکر اور رائے رکھتا ہے۔ اس لئے گلگت کی عام سیاست میں آپ کی شمولیت ہر مخلص عقیدت

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مند کو پسند نہ تھی۔ اسطرح شمالی علاقہ جات گلگت کی مذہبی سیاست کی بنا پر آپ کی ذات متنازعہ بن گئی۔ اور ان متنازعہ حالات کی وجہ سے آپ نے اپنے دور قیادت میں چار مرتبہ گلگت چھوڑنے کا ارادہ کیا تھا۔

لیکن اپنی ملی مسئولیت اور بعض احباب کے اصرار پر اپنے اس فیصلے پر نظر ثانی کیا اور اس منتشر قوم کو دوبارہ متحد کرنے کی کوشش کی اس لئے تحریک جعفریہ پاکستان کی مقامی قیادت نے عوام الناس کو متحد کرنے کی خاطر بعض اہم مسائل کو موضوع بحث بنایا اس کے بارے میں بعض باتیں اس کتاب کے باب پنجم میں ذکر ہونگی اسطرح مذہبی سیاست کے نام پر سیاست کرنے والے بعض احباب نے اس مدت کے دوران مذہب اور قیادت کو نظر انداز کیا اور اپنے سیاسی مفادات کی خاطر نئی سیاسی پارٹی میں شریک ہوئے مگر آغا سید ضیاء الدین رضوی نے طے شدہ پروگرام کے مطابق اپنے اس مشن کو زندہ اور جاری رکھا مگر خرابی بسیار آپ نے گلگت کی سیاست سے لاتعلق رہنے کا اعلان کیا کیونکہ ساتھی ساتھ چھوڑ چکے تھے اور سیاسی جغادریوں نے خود اٹھائے ہوئے اصلاح نصاب کے مسئلے میں حمایت نہیں کیا۔ اب جبکہ نصاب کا مسئلہ ایک اشو بن چکا تھا۔ اسطرح ۳ جون ۲۰۰۴ء کے احتجاج کی کال کے بعد حکومت اور سابقہ ساتھی بھی حیران ہوئے اور اس احتجاج کے کیا نتائج برآمد ہوئے کون کھرا تھا اور کون کھوٹا یہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اب تاریخ کا حصہ بن گیا ہے اور مستقبل کا دانشور اس موضوع کے بارے میں فیصلہ کریگا۔

۸ جنوری ۲۰۰۵ء کو تاریخ گلگت کا دوسرا بڑا سانحہ ماجھہ رونما ہوا اور آغا سید ضیاء الدین رضوی ایک شہید مظلوم کے نام سے تاریخ گلگت میں امر ہوئے مگر اپنی ضعیف والدہ بیوی بچوں اور بھائیوں کے علاوہ ساری ملت تشیع کو سوگوار چھوڑا آغا سید ضیاء الدین رضوی شہید کی شہادت قوم کی تاریخ پر قرضہ رہے گا۔

کیونکہ اس عظیم سانحہ کو پس پردہ سازشوں کی بدولت بڑی آسانی کے ساتھ پندرہ لاکھ کے انعام کے اعلان میں چھپا دیا گیا ہے۔اور اس بین الاقوامی سازش کی حقیقت سے پردہ نہیں اُٹھ رہا ہے۔اور نہ اُٹھیگا۔اسلام دین امن ہے معاندانہ انداز کو پسند نہیں کرتا۔مگر معلوم کرنا باقی رہے کہ کس جرم میں آپ کو قتل کیا گیا ہے۔آپ کی بے موقعہ موت نے ملت شیعہ کے علاوہ پورے علاقے کو سوگوار بنا دیا ہے۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سات مکسوہ

اسیطرح دین اسلام اور مکتب تشیع کا تبلیغ کے سلسلے میں گلگت میں مختلف ادوار میں علماء و ذاکرین نے دین اسلام کی تبلیغ مکتب اہلبیت کے روشن اصولوں کے مطابق کیا ہے۔ حراموش میں ایک قیمتی علمی ہیرا آغا سید ابراہیم شاہ الحسینی نجفی المعروف فاضل ہندی شیخ شکور جان نجفی شیخ محمد ابراہیم نجفی شیخ عبدالرحیم وغیرہ بگروٹ میں سید شیر احمد شاہ کاظمی سید مختار حسین شاہ الحسینی آغا محمد حسین الحسینی نجفی المعروف آغا بلکورا خوند حر علی مرحوم اخوند اکبر علی دینور' اخوند اصغر علی اور سید میر محمد شاہ رضوی اور سید محمد عباس الحسینی دینور سید کلام الدین نومل سید حیدر شاہ ڈومیال' سید ابراہیم شاہ خومر وغیرہ مشہور مبلغین گزرے ہیں

سابق شیعہ ریاست نگر و ہونزہ میں علماء کرام اور ذاکرین نے اپنے اپنے دور میں اپنے حلقہ اثر میں نہایت بھرپور انداز میں مکتب شیعہ اور دین اسلام کی تبلیغ کیا ہے اسیطرح بیسوں صدی کے بزرگ علماء و ذاکرین میں شیخ علی نجفی مجذوب مرحوم گنش ہونزہ قاضی القضاۃ نگر شیخ علی سرور نجفی مرحوم فلت نگر میر واعظ نگر خاص سید امیر شاہ حسینی نجفی مرحوم نگر خاص میر واعظ نگر خاص شیخ محمد ابراہیم نجفی' مرحوم خطیب شعلہ بیان شیخ رمضان علی نجفی مرحوم نگر پیکر تقوی شیخ رجب علی مرحوم استرداس نگر بانی مدرسہ جعفریہ پاراچنار صوبہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سرحد شیخ غلام رضا نجفی مرحوم سمائر نگر شیخ محمد رفیع نجفی مرحوم امام جماعت استرداس نگر شیخ احمد صفا مرحوم استرداس نگر جناب شیخ احمد صفا فیضی نے راجگی نظام کے دور کی پابندیوں کے باوجود ریاست نگر اور خصوصاً اپنا گاؤں استرداس نگر میں علم و عمل کے حوالے سے قابل ذکر کوشش کی تھی آپ نے فروغ تعلیم کے سلسلے میں انتھک محنت کیا تھا۔ اسلئے سابق ریاست نگر کے بزرگ علماء کرام میں آپکا نام نہایت ادب اور احترام سے لیا جاتا ہے اور آپ کو ریاست نگر کا سرسید احمد خان کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ آپ کی دینی اور علمی خدمات سابق ریاست نگر و ہونزہ سے امام بارہ کلاں نگرل گلگت خاص تک پھیلی ہوئیں تھیں آپ کی تبلیغی خصوصاً تعلیمی خدمات تاریخ نگر میں یاد رکھی جائیگی۔ اسطرح لاتعداد علماء وذاکرین نے اپنے اپنے ادوار میں اپنے علاقوں اور گاؤں میں مساجد امام بارگاہوں اور خانقاہوں میں دین اسلام اور مکتب شیعہ کے عقائد کو فروغ دینے کے لئے داستان کربلا کو اپنا عنوان قرار دیا کیونکہ کربلا کی داستان خونچکاں نے باضمیر انسان کی فکر کو جھنجوڑ کر رکھ دیا ہے اس لئے ملت مسلمہ اور خصوصاً مکتب شیعہ نے اس عظیم قربانی سے جینے کا سبق سیکھا ہے اور تاریخ انسانیت میں لوگ قرآن وسنت کی روشنی میں اس واقعہ کو شہادت عظماء کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

شہادت عظماء

لفظ شہید یا شہادت لغت کی زبان میں گواہی کے معنوں میں آیا ہے یعنی اللہ تعالی کی وحدانیت اور اس کے صفات ثبوتیہ کو اپنے قول و فعل سے قبول کرنا ہے اور اپنے رب کی طرف سے مقرر کردہ احکام پر خود عمل کر کے دوسروں کو بھی عمل کرنے کی تلقین کرتے ہوئے اپنی جان قربان کرنے کو شہادت کہتے ہیں 61ھ میں نواسہ رسول اسلام حضرت امام حسینؑ نے قرآن و سنت کے روشن اصولوں کو زندہ رکھنے کی خاطر ریگزار کربلا میں جس انوکھے انداز کی قربانی دی تھی اس قربانی کو امت مسلمہ کے علماء اور محققین نے شہادت عظماء کا نام دیا ہے اور اس شہادت عظماء کو بیداری ضمیر حریت فکر اور طاغوت سے نفرت کا حتمی پیغام قرار دیا ہے۔

کیونکہ اس حق و صداقت کے پیغام کی بدولت ہر بیدار مغز انسان نے آزادی فکر و عمل کا درس حیات سیکھا ہے چونکہ سرزمین کربلا عراق میں رونما ہونے والے اس عظیم واقعے نے پیغام انقلاب کے ساتھ صبر و تحمل کے آنسوں کے علاوہ زندہ رہنے کی نوید بھی دیا ہے اس طرح زمانے کی سرعت رفتار اور علم و دانش کی فراوانی نے اس عظیم شہادت کے انداز کو بدل دیئے ہیں اور اس شہادت عظماء کی معرفت کے بعد ذات حق کی معرفت میں اضافہ ہوا ہے اور اس شہادت سے بنائے لا الہ مستحکم ہوا ہے مفکر اسلام علامہ محمد اقبال نے اپنی کتاب ضرب کلیم میں فرمایا ہے:

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بہر حق در خاک و خون غلطیدہ است

پس بنائے لا الہ گردیدہ است

حضرت اقبالؒ اس شہادت عظماء کو نواسہ رسولؐ زیب دامان بتولؑ کی عزت نفس کی بلندی حمیت دین اور شجاعت کے میدان میں امت مسلمہ کا سرمایہ افتخار قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے:

اک فقر ہے شبیریؑ اس فقر میں ہے میری

میراث مسلمانی سرمایہ شبیریؑ

علامہ اقبالؒ نے ہر دور میں اس شہادت عظماء کے فلسفہ قربانی کو خودی کا نمونہ قرار دیا ہے۔ نیز امت مسلمہ اور اس کے جوانوں سے شکوہ کرتے ہوئے بال جبریل میں فرمایا ہے کہ ایک مرد مومن کو زیب نہیں دیتا ہے کہ وہ اپنے عزت نفس اور اسلام کی شرافت کو اس فانی دنیا کی خاطر ضائع کردے اور اسی کے ساتھ امت مسلمہ کے اس انداز مسلمانی پر بڑے دکھ اور کرب کے ساتھ یوں شکوہ کرتے ہیں:

قافلہ حجاز میں ایک حسینؑ بھی نہیں

گرچہ ہے تابدار ابھی گیسوے دجلہ و فرات

علامہ محمد اقبالؒ اپنی کتاب ارمغان حجاز میں سید الشہداء امام حسینؑ کی شہادت عظماء کی طرح مسلمانوں کو درس حریت اور حق کی خاطر قیام کرنے کی طرف دعوت فکر دیتے ہیں:

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیریؑ
کہ فکر خانقاہی ہے فقط اندوہ ودلگیری

حق وصداقت کی خاطر سب کچھ قربان کرنا فلسفہ شہادت حسینؑ ہے اور بغیر حکم خدا طاقت کے باوجود کسی کا ظلم سہنا خود ظلم ہے مگر اپنے رب کی رضا کی خاطر ظلم سہنا انسانی معرفت کی معراج ہے اور شہادت عظماء کے اس سالار قافلہ نے یزید ابن معاویہ کی طرف سے زبردستی بیعت لینے کی کوشش کے حوالے سے فرمایا تھا: میں ظالموں کے ساتھ زندہ رہنے کو ذلت اور عزت کے ساتھ مرنے کو سعادت سمجھتا ہوں کیا آج کے اس دور میں ہمارے فکر وعمل اور انداز زندگی فلسفہ شہادت عظماء کے مطابق ہے.....؟ بقول جوش ملیح آبادی:

ہمت نوع بشر کی انتہا ہے کربلا
تو سمجھتا ہے فقط ماتم سرا ہے کربلا

ہر عبادت کے مقررہ اصول ہیں اگر ان اصولوں سے ہٹ کر کام کیا جائے تو وہ عمل عبادت کے زمرے میں نہیں آتا ہے آج اہل اقتدار اور اہل منبر حاکم ہو یا عالم واعظ ہو یا ذاکر سستی شہرت اور اکتساب زر کی خاطر اس شہادت عظماء کو استعمال میں لاتے ہیں واعظین وذاکرین مناظرانہ زور خطابت میں نعرے لگوانے یا صرف رونے اور رلانے میں ذاتی فکر ونظر کو مدنظر رکھتے ہیں اس طرح اس انداز تبلیغ سے فلسفہ شہادت امام حسینؑ ایک عام رسم بنتا جارہا ہے جب کہ زمانے کی سرعت رفتار

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کے اس دور میں ستائی ہوئی انسانیت فلسفہ شہادت عظماء کو علم وعمل کے بنیادی اصولوں کی روشنی میں قرآن وسنت اور اخلاق حسنہ کے زاویہ نظر سے دیکھنا چاہتی ہے۔

اور اس طرح ہی مقصد شہادت حسینؑ کا فلسفہ منطقی دلیلوں کے ساتھ لوگوں کے ذہنوں تک پہنچ سکے۔ کیونکہ علم ودانش کے اس دور میں تبلیغ کے طریقے اور انداز بدل گئے ہیں اس لئے ہر نیا دن اور سال ایک نیا طریقہ اور انداز تبلیغ کا متقاضی ہوتا ہے مگر آج سے تین چار عشرے قبل ذکر شہادت امام حسینؑ کا طریقہ اور انداز کچھ اور ہوتا تھا چونکہ قدیم دور کے واعظین وذاکرین اور روضہ خوانوں کے علاوہ عام وخاص سامعین میں بھی خلوص اور عقیدت ہوتی تھی اس لئے اس دور کا ہر فرد اس عمل کو عبادت اور ثواب کی نیت سے بجالاتا تھا مگر آج کی صدی میں ذکر شہادت عظماء سستی شہرت اور ارتکاز زر کا ذریعہ بنا ہے زمانے کی سرعت رفتار اور ضرورت نے مبلغین کو غالب ذر بنا دیا ہے۔ اس لئے خطیب نے اپنی فیس مقرر کر کے مجالس کو معاش کا خاص ذریعہ بنایا ہے اور سامعین کو خوش کرنے کی خاطر عام مناظرانہ انداز بیان اختیار کرتا ہے تاکہ سامعین نعرے لگائے جبکہ مناظرانہ انداز بیان ذکر فلسفہ شہادت عظماء کے لئے نقصان دہ ثابت ہو رہا ہے اور ساتھ ہی خاندان بنی امیہ کے طرفداروں کی طرف سے اس تذکرے پر بے جا اعتراض کا خاص رویہ بھی مناظرانہ انداز کو جنم دینے لگا ہے چونکہ آج کے اس خاص دور میں توحید باری تعالیٰ رسالت

jabirabbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

خاتم الانبیاءؑ اور ولایت علی مرتضیٰؑ کی ترویج کے ساتھ فلسفہ شہادت عظماء پر بے لاگ تبصرہ اور تبلیغ وقت کی خاص ضرورت ہے تاکہ آنے والی قومیں ہر دور میں اس فلسفہ شہادت سے سبق سیکھے اور اس کی روشنی میں حق وصداقت کے اس عظیم پیغام کو آگے دنیا تک پہنچادے کیونکہ فرزند رسول کا یہ مقدس مشن پیغمبر اسلام کی بعثت کا ماحصل ہے اور اس طرح یہ شہادت عظماء ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ کے مقدس مشن کا مکمل نمونہ ہے اور اس سے انسانیت کا سویا ہوا ضمیر بیدار ہو جاتا ہے:

حسین محسن انسانیت تیرا طرہ جگادیا ہے بشر کو اس ادا کے بعد
سکھا دیا ہے زمانے کو درس حریت انسان تو بیدار ہوا کربلا کے بعد

خطہ شمال گلگت اور اس کے اطراف وجوانب میں آباد مسلمان اوائل ظہور اسلام سے ہی اپنے اپنے انداز میں بلا تفریق مکتب ومسلک ایام عزا اور ماہ محرم الحرام کا خاص احترام کرتے تھے اور اکثر حنفی سنی اپنے محلہ کے عزاخانوں میں جاکر مجالس ذکر شہادت میں شریک ہوتے تھے اور نذر اللہ نیاز حسینؑ کے نام پر چندہ بھی دیتے تھے البتہ سینہ زنی نہیں کرتے تھے اور فلسفہ شہادت عظماء میں سینہ زنی کوئی لازمی حکم نہیں ہے لیکن اظہار غم اور ظالم سے نفرت کی خاطر سینہ زنی ایک فطری اور منطقی عمل ہے اور ظالم کے ظلم کے خلاف اعلان بیزاری کا آسان اور بے ضرر طریقہ ہے اس حوالے سے یہ عمل ایک عبادت ہے لیکن اس میں عقیدت اور خلوص نیت شرط ہے سینہ زنی ہو یا زنجیر زنی اس عبادت میں بناوٹ اور دکھاوا نہ رکھا جائے کیونکہ دکھاوہ اور نام ونمود کی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

وجہ سے فرض نماز بھی باطل ہو جاتی ہے۔

اگر چہ سینہ زنی ایک پر اثر تبلیغی عمل ہے مگر شرع مقدس کے اصول اخلاق کا خیال نہ رکھا جائے اور عقیدت وخلوص نہ ہو تو یہ عمل بے فائدہ ہے البتہ زنجیر زنی سے انسان کی زندگی کو خطرہ ہو یا انسان کی صحت کے لئے نقصان ہونے کا امکان ہو تو زنجیر زنی جائز نہیں ہے کیونکہ انسان کی زندگی اس کے رب کے نزدیک بڑی قیمتی چیز ہے اس لئے خداوند عالم نے اپنے فرض عبادات میں بھی اس زندگی کی خاطر سہولت اور چھوٹ دے رکھا ہے لہذا ہر نیک عمل کی قبولیت کا دارومدار خلوص نیت اور شرع مقدس کے وضع کردہ اصولوں کے مطابق ہوتا ہے۔ جب سے اسلام کی روشنی پھیلی ہے گلگت شہر اور اس کے اطراف میں محافل ومجالس کا انعقاد نہایت عقیدت واحترام سے ہوتا آیا ہے ماضی میں ماہ محرم کے علاوہ موسم گرما میں ماہ اسد میں بھی عشرہ مجالس کا اہتمام ہوتا تھا مگر اس وقت گلگت اور اس کے اطراف میں ماہ اسد کے عشرہ مجالس کا دستور ختم ہوا ہے لیکن علاقہ بلتستان میں اب بھی ماہ اسد کے عشرے کی مجالس اور جلوس عزا کا سلسلہ جاری ہے اور گلگت شہر کے ساتھ درج ذیل مقامات میں محرم الحرام کی مجالس نہایت اہتمام اور باوقار طریقے سے ہر سال منعقد ہوتی ہیں مرکزی جامع مسجد امامیہ گلگت، انجمن حسینیہ نگر گلگت محلہ قاسم بیگ، محلہ حیدر پورہ ڈومیال مہربان پورہ امپھری، تھوپ چھار بسین بالا، بسین پائین، نو پورہ برمس، سبزی محلہ مجینی محلہ، آغا محلہ، امام بارگاہ نگرل، قزلباش محلہ، بریکوٹ خومر بشوٹ، خومر ڈموٹ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

،خومر جوٹیال ،ذوالفقار آباد، سکوار مناور، دینور، اوشکھنداس ،جلال آباد، بگروٹ ،ہیراموش،نوبل بارگو، شروٹ، شیر قلعہ، تھاوس، یاسین نگر اور ہنزہ کے کئی درجن امام بارگاہوں میں محافل ومجالس اور محرم اور اربعین کی مناسبت سے تبلیغی اجتماعات کا اہتمام ہوتا ہے۔ قدیم دور میں ان سب جگہوں پر شب عاشور شب اربعین کی مناسبت سے رات بھر شب بیداری ہوتی تھی اور مختلف عزاخانوں میں شبیہ علم شبیہ تابوت اور شبیہ ذوالجناح برآمد ہوتی تھی ان راتوں کی مناسبت سے عقیدت مند لوگ گھروں سے اپنی استطاعت کے مطابق نذر اللہ نیاز حسینؑ کے نام سے مختلف قسم کی چیزیں بطور تبرک لیکر آتے تھے اور شب بیداری کی خاطر خصوصی اہتمام سے امام بارگاہ آتے تھے۔ اس طرح رات بھر فضائل ومصائب اہل بیتؑ کا سلسلہ صبح کی نماز تک جاری رہتا تھا۔

شب عاشور

61ھ ہجری کے دسویں محرم کی رات انسانی تاریخ کی سب سے بڑی انقلابی رات گزر گئی ہے اور اس انقلابی رات کی مثال تاریخ بشر میں کسی اور جگہ نہیں ملتی ہے اسی رات حق وباطل اور ظالم ومظلوم کے درمیان آخری حد فاصل کا خط کھینچا گیا ہے اور اسی شب ایسے مخلص اور جانثار دوستوں کا انتخاب ہوا ہے جو پہلے ولی بنے اور پھر شہید۔ اس قسم کا انوکھا چناؤ تاریخ اسلام اور تاریخ انسانیت میں کبھی ہوا ہے اور نہ کبھی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہوگا کیونکہ یہ اللہ والوں کا انتخاب تھا اس طرح شب عاشور کی اس قیامت خیز رات میں ایک طرف دولت وشہرت اور عیش وعشرت کی بہتات کے ساتھ تاج وتخت کی چمک بھی تھی اور دوسری طرف بھوک وپیاس اور موت وحیات کی کٹھن منزل تھی اس لئے آج 1363 سال کے بعد بھی دنیا کے دانشور اس انوکھے انتخاب اور اصحاب حسینؑ کے صبر واستقلال اور ان کی بے لوث وفاداری پر حیرت زدہ ہیں کیونکہ شب عاشور کے اس بے مثال انتخاب میں ۶ ماہ کے بچے سے لیکر سو سال تک کے بوڑھے بھی شامل تھے اس کٹھن منزل میں جگر کے ٹکڑے نوجوان بیٹوں کے علاوہ جان برابر بھائی بھی تھے۔

اس طرح اس کاروان شہادت میں خاندانی عظیم بزرگوں کے علاوہ خدمت گزار حبشی غلام بھی شامل تھے اس لئے شب عاشور کے اس پر آشوب رات میں نہایت اہم اور تاریخ ساز فیصلے ہوئے اور اس انوکھے انداز انتخاب نے تاریخ بشر کے دھارے کو قیامت تک حق وصداقت کی جانب موڑ دیا ہے خاندان بنی امیہ کا لاڈلا شہزادہ یزید ابن معاویہ کی حکومت اور افواج شمر وعمر سعد کے سیل رواں کے مقابلے میں ایک مختصر گروہ تھا اس میں صرف ۷۲ جانثاروں کی انوکھی فوج تھی اور دنیائے حرب وضرب میں اس گروہ کو فوج کا نام نہیں دیا جاتا ہے اس انوکھے لشکر میں کم تعداد کے علاوہ ان کی عمریں اور اس لشکر میں شامل جانبازوں کے قد اور کاٹھ بھی انوکھے تھے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس طرح اس بے مثال لشکر نے پوری دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال رکھا ہے چونکہ ہر شخص یہ تمنا رکھتا تھا کہ اس کا نام اس فہرست میں آئے شب عاشور چراغ گل ہونے کے بعد سب نے اپنے رب کے پاس اپنا مقام دیکھ لیا تھا راوی حضرت امام جعفر صادق سے سوال کرتا ہے کہ بتائیں کہ امام حسین علیہ السلام کے اصحاب کیوں خود کو موت کی جانب اقدام کرتے تھے تو آپؑ نے فرمایا کہ اس لئے کہ ان کے سامنے سے پردہ ہٹ گئے تھے اور وہ خود اپنی آنکھوں سے جنت میں اپنے منازل دیکھ رہے تھے اس لئے ہر شخص قتل ہونے کے لئے بڑھ رہا تھا تا کہ جلد از جلد وہ جنت میں اپنی منزل پر پہنچ جائے اسیطرح شب عاشور کی اس پر آشوب رات کی یاد کو زندہ رکھنے کے لئے عزادار بعض قدیم جنگی رسومات یعنی طبل جنگ، ناقوس شبیہ، تابوت وشبیہ علم کے علاوہ صبح عاشور کی اذان کا نہایت ادب سے اہتمام کرتے تھے اور اس طرح کے خصوصی رسومات کی بدولت عاشورہ محرم کی صبح نالہ وفریاد دعا و استغفار کے علاوہ رونے اور سسکیوں سے شروع ہوتی تھی اور یہ رسمیں شہادت عظماء سے منسوب ہیں جو داستان کربلا کی اہمیت اور ضرورت کو اجاگر کرنے کے خاص طریقے تھے اور ان خاص رسومات میں خلوص نیت ہوتی تھی بناوٹ اور دکھاوا کا شائبہ تک نہیں ہوتا تھا اور یہ رسومات ظلم و جبر کے خلاف اظہار نفرت اور مظلومیت کی یادوں کو زندہ واجاگر کرنے میں مددگار ثابت ہوتیں تھیں۔

چونکہ شرع مقدس اسلام اور قانون فطرت میں شرائط کے ساتھ ایسی رسومات

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

خصوصاً جلوس عزا جو ظالم کے خلاف اور مظلوم کی حمایت میں برآمد ہوتا ہے کوئی شرعی اخلاقی اور قانونی قدغن نہیں ہے اور نہ کوئی اس عمل میں بیجا مداخلت کا حق رکھتا ہے ۔ کیونکہ کوئی خالی ہاتھ انسان بازار میں آ کر سینہ زنی کرے یا رو دے تو کسی کو کیا تکلیف ہو سکتی ہے:

کوئی روئے آ کے بازاروں میں پابندی نہیں
فطرتاً اظہار غم کی کوئی حد بندی نہیں

البتہ اسلام محمدیؐ نے ہر عبادت اور رسم کے لئے ضابطہ اخلاق اور شرعی جواز کے لئے اصول اور طریقے بتا دیئے ہیں فقہا کرام اور مجتہدین عظام نے اس عمل خیر کے شرعی جواز کے لئے راہنما اصول اور طریقے بتا دیئے ہیں لہذا انسان کا اخلاقی اور شرعی وظیفہ ہے کہ وہ ان ضوابط کا پابند رہے عاشورہ محرم کا جلوس عزا ظلم اور ظالم کے خلاف اظہار نفرت کرتا ہے اور یہ جلوس عزا یزید اور یزیدیت کے خلاف اظہار نفرت و بیزاری اور اس کے انسانیت سوز مظالم کے خلاف فطری احتجاج ہے اس لئے علم ذوالجناح تابوت اور تعزیہ وغیرہ یزید کے مظالم کے خلاف اظہار نفرت اور احتجاج کے لوازمات میں سے ہیں۔

اور یہ رسمیں نسبت پا کر محترم بن جاتیں ہیں اور اس طرح قرآن وسنت کی روشنی کے علاوہ تاریخی حوالوں سے بھی یہ رسمیں ان ذوات مقدسہ سے منسوب ہو کر شعائر اللہ میں شمار ہوتیں ہیں اور خداوند عالم نے شائر اللہ کی عظمت کے قائل لوگوں کو

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

متی قرار دیا ہے اس بات کو یاد رکھیں کہ جلوس کے ہمراہ لائے جانے والے سب جھنڈے متبرک اور قابل تعظیم نہیں ہوتے ہیں کیونکہ ہر ماتمی جلوس کے ساتھ سیاہ سرخ اور سفید جھنڈے یزید اور یزیدیت کے مظالم کے خلاف بطور احتجاج اٹھائے جاتے ہیں البتہ شرکاء جلوس کے ہر دستے کے ساتھ ایک خاص علم ہوتا ہے جو منسوب ہوتا ہے اور اس خاص نسبت کی وجہ سے وہ علم متبرک اور قابل تعظیم ہوتا ہے اور یہ علم اس خاص علم کی شبیہ ہوتی ہے جس کو نواسہ رسولؐ سید الشہداء امام حسینؑ نے اپنی مختصر فوج کے سپہ سالار حضرت عباسؑ کو عطا کیا تھا اس لئے قمر بنی ہاشم علی عباسؑ کو علمدار حسینؑ بھی کہتے ہیں۔

اس طرح اس خاص علم کو حضرت عباسؑ باوفا نے مدینہ سے مکہ اور مکہ سے کربلا کے عصر عاشور تک سر بلند رکھنے کے لئے جعفر طیار کے اس بیٹے نے دونوں بازو کٹا دیئے اس لئے یہ علم قیامت تک سر بلند رہے گا اور شبیہ ذوالجناح شہید اعظم اسلام حضرت امام حسینؑ کی سواری کے اس گھوڑے سے منسوب ہے جو کربلا کے میدان وغا میں اپنے مالک کے ساتھ رہا اور زخمی ہوتے ہوئے بھی اپنے سوار کی حفاظت کیا اور اس شہادت عظماء کی خبر سادات کے خیموں تک پہنچا دیا تھا اور شبیہ تابوت شہید اعظم اسلام حضرت امام حسینؑ کے بے گور کفن لاشے کی یاد میں بنائی جاتی ہے جو کربلا کی گرم ریت پر تین دن تک بے گور و کفن پڑی رہی۔

گلگت اور اس کے علاقہ جات میں دوران جلوس شبیہ تعزیہ کا عام رواج نہیں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہے اگرچہ برصغیر میں تعزیہ کا رواج اہلسنت والجماعت کے ہاں زیادہ عام ہے تعزیہ کا رواج کربلا کے شہداء کے روضوں کی یاد کو تازہ کرنا ہے اور جو کربلا سے دور ہیں وہ اس یاد کو تازہ رکھتے ہیں۔

حقیقت ابدی ہے مقام شبیری بدلتے رہتے ہیں انداز کوفی وشامی

اربعین

اربعین عربی زبان کا لفظ ہے اس کو فارسی میں چہلم اور اردو زبان میں چالیسواں کہتے ہیں ۔واقعہ فاجعہ کربلا کے بعد کربلا کے اسیروں کا لٹاہوا قافلہ امام زین العابدین۔کی سرکردگی میں 11 محرم الحرام 61ھ کو کوفہ شہر کی جانب روانہ کیا گیا اس طرح خانوادہ رسالت کا یہ اسیر قافلہ ۱۲ محرم کو مسجد حنانہ پہنچا اور مسجد حنانہ میں رات گزار کر ۱۳ محرم کی صبح کو یہ مظلوم قافلہ کوفہ کی جانب روانہ ہوا اور یہ مظلوم قیدی عبیداللہ ابن زیادہ کے دربار میں حاضر کرائے گئے اس لئے حاکم کوفہ نے ان قیدیوں کے بارے میں احکامات۔ حاصل کرنے کی خاطر ایک قاصد اسلامی ایمپائر کا دارالخلافہ دمشق روانہ کیا شہر کوفہ سے شام تک کی مسافت تقریباً چودہ سو میل بنتی ہے اور یہ ایک عام راستہ تھا۔

اس طرح جب عبیداللہ ابن زیاد کا قاصد سام سے واپس کوفہ پہنچا تو قیدیوں کو شام کی جانب روانہ کیا گیا اسطرح اسیروں کا یہ قافلہ شام جاتے ہوئے دوبارہ کربلا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں مقتل شہداء میں پہنچا وہ دن اربعین یعنی چالیسواں کا تھا اور یہ قافلہ کربلا سے ہو کر شام کی جانب روانہ ہوا اور یہ مظلوم قافلہ 62 ہجری تک شام میں یزید ابن معاویہ کی قید مشقت میں رہا اور ایک سال کی اسیری کے بعد ان قیدیوں کو رہائی ملی اور ہفتہ بھر شام میں ہی ذکر مصائب حسینؑ کی مجلس برپا کیا اور شریکۃ الحسینؑ زینبؑ بنت علیؑ نے دار السلطنت شام میں سید الشہداء امام حسینؑ اور آپ کے باوفا ساتھیوں کا بھرپور ماتم کیا اس طرح ہفتہ بھر شہادت حسینؑ کی پرچار کے بعد خانوادہ رسالت کا یہ قافلہ مدینۃ النبی کی جانب روانہ ہوا اور اسطرح شام سے واپسی کے بعد جس دن یہ قافلہ دوبارہ کربلا کی زمین میں شہداء کی قبروں پر پہنچا وہ تاریخ بھی 62 ہجری ماہ صفر کی 20 تاریخ تھی اس طرح دس محرم سے بیس صفر تک چالیس دن بنتے ہیں۔

اس لئے لوگ بطور عقیدت واحترام یکم محرام الحرام سے بیس صفر تک بلکہ 8 ربیع الاول کی شام تک کوئی خوشی اور مسرت کا کام نہیں کرتے ہیں چونکہ یہ ایک عقیدت مندی ہے شرعی مسئلہ نہیں ہے لیکن عاشور محرم کے دن دنیاوی مفاد کی خاطر مال و دولت جمع کر کے میں مصروف ہونا بنی امیہ کا شیوہ رہا ہے اور یہ جائز نہیں ہے۔ اس طرح دس محرم کے دن سنت کی نیت سے روزہ رکھنا مکروہ ہے اور عصر عاشور تک فاقہ کی نیت سے کچھ کھائے پیئے بغیر رہنا کار ثواب ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

علاقہ گلگت خاص میں منظم طریقے سے جلوس عاشورہ کا باقاعدہ انتظام 1951ء میں ہوا ہے اس وقت تک یہ جلوس ایک امام بارگاہ سے نکل کر دوسرے امام بارگاہ میں ختم ہوتا تھا مگر اس باقاعدہ جلوس عزا کا اہتمام بلتستان کے چند فوجی جوانوں کی ترغیب سے ہوا پہلی دفعہ یہ جلوس والی ریاست نگر کا محل نگر ہاؤس گلگت سے برآمد ہوا اور تھانہ چوک سے ہو کر ایئرپورٹ روڈ سے گزر کر موجودہ جہاز میدان پہنچ کر دائیں جانب مڑ کر امام بارگاہ کلاں نگرل میں اختتام پذیر ہوتا تھا مگر چند سال بعد ہی جلوس عاشورہ کا یہ راستہ تبدیل کیا گیا اور اس طرح اب عاشورہ محرم کا موجودہ روٹ جامع مسجد امامیہ گلگت سے شروع ہو کر تھانہ چوک اور گھڑی بازار سے ہوتا ہوا آگے دائیں جانب بڑھ کر جماعت خانہ بازار اور مومن بازار سے ہو کر ہسپتال روڈ سے گزر کر ایجنسی ہاؤس سے ہوتا ہوا شام تک واپس جامع مسجد امامیہ گلگت میں اختتام پذیر ہوتا ہے اس طرح اول سے ہی سٹی تھانہ اور جامع مسجد دیوبندی کے بالمقابل سٹیج لگتا تھا اور آدھ گھنٹہ تک یہاں ذکر شہادت حسینؑ ہوتا تھا مگر متعصب انتظامیہ اور دیوبندی مسلک کے مولویوں کی باہمی سازش سے جلوس عاشورہ کا اس تبلیغی سٹیج پر پابندی لگا دی گئی ابن تیمیہ اور محمد عبدالوہاب نجدی کے پیروکاروں نے متعصب انتظامیہ کی سرپرستی میں اس راستے پر جلوس عاشورہ محرم کے گزرنے پر مزاحمت کا اعلان کر دیا اور متعصب انتظامیہ کی ملی بھگت سے 1974ء میں عاشورہ محرم کے جلوس عزا پر فوج کی موجودگی میں دیوبندی مسجد سے فائرنگ ہوئی اور کئی ماتم دار زخمی ہوئے مگر شرکاء

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

جلوس نے جلوس عزا کے تقدس کی خاطر کوئی جوابی اقدام نہیں کیا اور محرم کا جلوس اپنے مقررہ راستوں سے نہایت نظم وضبط کے ساتھ گزر کر اختتام پزیر ہوا اور اس بھونڈی سازش کی ناکامی کے بعد دیوبندی مولویوں نے درخواست کیا کہ دوران جلوس عبادت کی خاطر مسجد میں آنے جانے والوں کو تکلیف ہوتی ہے اس لئے مسجد کے سامنے لگنے والی سٹیج کو چند قدم آگے کر دیا جائے تو بہتر ہوگا اس ظاہری اور مناسب مطالبے پر انجمن امامیہ گلگت کے اراکین نے نمائندہ افراد سے مشورہ کر کے رواداری کی خاطر اگلے سال سٹیج کو پچاس گز آگے لگا دیا لیکن اس معمولی تبدیلی پر بعض جذباتی شیعہ جوانوں نے احتجاج کیا اور بعض علماء اور اراکین انجمن امامیہ گلگت کے خلاف غلیظ پروپیگنڈہ شروع کیا اور دوسرے سال محرم کے دوران سابقہ جگہ پر ہی سٹیج لگانے کا اعلان کر دیا گیا اس طرح شیعہ جوانوں کے اس جذباتی اعلان پر متعصب انتظامیہ کے کل پرزے متحرک ہوئے اور دیوبندی مسلک کے طرفداروں نے سواد اعظم اہلسنت کے نام سے شور شرابہ کی فضا پیدا کر دیا اور جلوس عاشورہ محرم پر پابندی لگانے کا غیر دانشمندانہ مطالبہ کرنا شروع کر دیا اس دور کے وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو نے گلگت کے اپنے دورے کے دوران اعلان کیا کہ جلوس عاشورہ محرم شان سے نکلے گا اور سٹیج کے بارے میں دونوں فریق آپس میں صلح وصفائی سے فیصلہ کرے اس اعلان کے بعد سازشی عناصر کو موقعہ ملا اور یہ قدیمی سٹیج اور رسم کو متنازعہ بنا دیا گیا اور اس طرح اس تنازع کی بدولت چند شیعہ جوانوں نے ایک کفن بردار گروہ تیار کیا اور

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اعلان کے بعد سازشی عناصر کو موقعہ ملا اور یہ قدیمی سٹیج اور رسم کو متنازعہ بنا دیا گیا اور اس طرح اس تنازع کی بدولت چند شیعہ جوانوں نے ایک کفن بردار گروہ تیار کیا اور ساتھ ہی بابائے گلگت کرنل حسن خان رانا اس جلوس کی قیادت کرنے والوں میں شامل تھے اس حوالے سے متعصب انتظامیہ اور پس پردہ حکومتی ایجنسیاں متحرک ہوئیں اور ایک خاص سازش کے تحت 1974ء کا جلوس محرم فوجی مارٹرگنوں اور بندوقوں کے سایہ میں نکالا گیا پولیس ایف، ایس، ایف اور فوج نے حسب سابق تھانہ چوک میں سٹیج لگانے نہ دیا اور پڑے پر لگا ہوا لاوڈ سپیکر اور سٹیج کو بھی عین موقع پر استعمال کرنے نہ دیا گیا اور پولیس فورس کی طرف سے جلوس عاشورہ محرم پر لاٹھی چارج ہوا اور ایف، ایس، ایف کی طرف سے ہوائی فائرنگ ہوئی اور اس دوران عبوری سٹیج پر کھڑا آغا یحییٰ کو جو تقریر کرنے والے تھے راقم اور سیشن جج غلام مصطفیٰ اور ماسٹر محمد یوسف شگری نے کھینچ کر متنازعہ جگہ سے آگے حرکت کرایا اس طرح یہ خاص خطرہ ٹل گیا اس دور کے پولیٹیکل ایجنٹ محمد نواز شنواری ایک توپ بردار جیپ میں بیٹھ کر جلوس محرم پر فائرنگ آڈر پر دستخط کرنے والے تھے اس نے دستخط کے لئے فائل کھولا تھا اس دور کے ایس، ڈی، ایم محمد بلال مرحوم نے پولیٹیکل ایجنٹ شنواری کے ہاتھ سے زبردستی فائل چھینا اور فائرنگ آڈر پر دستخط کرنے نہ دیا جلوس عاشورہ کے اس قیامت خیز حالت کا تفصیل سے ذکر کرنا عام لفظوں میں آسان نہیں اور اس تکلیف دہ حالت کے پس پردہ عوامل اور پیش منظر پر روشنی ڈالنا کافی مشکل ہے اس

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

خاص سازش میں شریک مقامی انتظامیہ کے تیور اور گھناونے کردار اور چند شیعہ جذباتی جوانوں کے رویہ کی بدولت تھانہ چوک پر قائم سٹیج کا سلسلہ ختم ہوا اور اس کے ساتھ تحصیل چوک کا تبلیغی منبر بھی چھن گیا اور آج تک عاشورہ محرم کا جلوس اپنی سابقہ روایات کے خلاف بغیر تقریر کے گزر جاتا ہے ایسے جذباتی عوامل کو سنجیدگی سے حل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ مذہبی قومی اور علاقائی مسائل پر خلوص نیت اور جذبات کو بالائے طاق رکھ کر ادھر ادھر کے حالات سے باخبر ہو کر قدم اٹھانا ہوتا ہے چونکہ اس خطہ بے آئین میں عوام اور علاقے پر تسلط قائم رکھنے کے لئے مقامی انتظامیہ اور ایجنسیوں کے پاس بہت سے وسائل ہیں جن کی وجہ سے لوگوں کو باہم دست و گریباں کرایا جاتا ہے اور اس طرح اس حساس علاقے میں ایسے خاص مسائل کو جذبات کی رو میں آ کر اٹھانے سے اصلی نصب العین کو نقصان ہوتا آیا ہے چونکہ قوم کی خدمت اور مذہب اسلام کی خدمت عبادت ہے اور ہر عبادت کی انجام دہی کے لئے معرفت اور خلوص نیت شرط ہے ورنہ اس کا فیض عام نہیں ملتا ہے۔

خیال خاطر احباب چاہئے ہر دم
انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جلوس اربعین

ماہ محرم الحرام کے بعد ۲۰ صفر المظفر ۶۱ ہجری کی مناسبت سے چہلم شہدائے کربلا کی یاد میں اربعین کا جلوس انجمن حسینیہ نگر خزانہ روڈ گلگت سے برآمد ہوتا ہے اس جلوس کی ابتداء 1972ء میں ہوا ہے ابتداء میں زنجیر زن جوانوں کا ایک دستہ انجمن حسینیہ نگر سے زنجیروں کا ماتم کرتا ہوا مرکزی جامع مسجد امامیہ گلگت پہنچ کر اختتام پذیر ہوتا تھا مگر اس خطہ بے آئین پر مسلط متعصب انتظامیہ نے اس مذہبی رسم کو بھی متنازعہ بنانے کی کوشش کی اسطرح 9 جنوری 1980ء کی اربعین کے موقعہ پر اس جلوس کا روایتی راستہ تبدیل کرانے کی کوشش کی گئی کیونکہ انتظامیہ اس جلوس کو نہایت مختصر کر کے کول پائین کے راستے سے مرکزی جامع مسجد لیجانے کی ضد کرتی تھی جبکہ سابقہ روٹ پر کوئی جگہ ایسی نہ تھی جہاں دیوبندیوں سے تصادم ہونے کا امکان ہو مگر متعصب انتظامیہ اپنی خبث باطنی کی وجہ سے اس رسم عبادت کو محدود کرنا چاہتی تھی انتظامیہ کی طرف سے یکطرفہ طاقت استعمال کر کے جلوس چہلم کو روکنے کی ناکام کوشش کی گئی اور بلا جواز آنسوں گیس کا استعمال ہوا اور فائرنگ ہوئی اس بلا جواز اور غیر قانونی فائرنگ سے ایک ماتم دار جوان علی محمد شہید ہوئے اور سید ہدایت شاہ نامی جوان زخمی ہوا۔

اس بے جا مداخلت اور دباؤ کے باوجود جلوس چہلم سید الشہداء اپنے روایتی

jabirabbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

راستے پر سے گزر کر مرکزی جامع مسجد امامیہ پہنچ کر اختتام پذیر ہوا اور اس طرح اس قربانی کے بعد جلوس کا یہ راستہ صاف ہوا مگر اس بے مداخلت کے بعد اربعین کا یہ مخصوص اور مختصر جلوس ایک بڑے عظیم اجتماع میں تبدیل ہوا لیکن شہید جہلم علی محمد کے قتل کا مقدمہ قوم اور مرکز کے بے حسی کی وجہ سے داخل دفتر ہوا اور اب ہر سال جلوس اربعین شہید کی قبر پر جا کر ذکر شہادت سید الشہداؑ کے بعد اختتام پذیر ہوتا ہے۔

شیعہ مذہب کی اسلامی تقریبات

گلگت خاص اور اس کے اطراف وجوانب میں شیعہ اثنا عشریہ اپنے مذہبی تقاریب کو تاریخ اسلام کی روشنی میں مختلف ایام اور جدا تاریخوں کے حوالے سے حسب موقعہ مخصوص انداز میں ان محافل ومجالس کی تقریبات کا اہتمام کرتے ہیں۔

اس طرح شیعوں کی مذہبی تقاریب میں سے سرفہرست محفل میلاد ۱۷ ربیع الاول کی مناسبت سے منعقد کرتے ہیں اور ۱۷ ربیع الاول کی یہ مبارک تاریخ پیغمبر خاتم حضرت محمد عربیؐ ابن عبداللہ کی ولادت باسعادت سے منسوب کر کے مناتے ہیں اور خطہ شمال گلگت اور اس کے ایالات میں اس مبارک موقعہ کی مناسبت سے شام کو مسجدوں امام بارگاہوں گھروں اور قرب وجوار کی پہاڑیوں پر چراغاں ہوتا ہے اور دن کو اس خوشی کی مناسبت سے اپنے گھروں میں حسب حیثیت اچھے کھانے پکاتے ہیں اور بطور نذر تبرک کے نام سے مٹھائی یا حلوہ تقسیم کرتے ہیں۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اور دن کو محافل نعت اور سیرت النبیؐ کے خاص موضوعات پر علماء اور ذاکرین تقاریر کرتے ہیں۔ انقلاب اسلامی ایران کی کامیابی کے بعد مولود پیغمبرؐ کی مناسبت سے ۱۲ ربیع الاول سے ۱۷ ربیع الاول تک محافل میلاد اور سیرت النبیؐ کی موضوعات پر جلسے منعقد کرتے ہیں اور اس کو ہفتہ وحدت کہتے ہیں پھر وصال پیغمبر اسلامؐ اور شہادت نواسہ رسولؐ حضرت امام حسن مجتبیٰؑ کی مناسبت سے ۲۸ صفر کو مجالس ذکر و مصائب کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں اور بطور نذر تبرک کا بندوبست کرتے ہیں بلکہ قدیم ایام میں اسی مناسبت سے شب بیداری بھی کرتے تھے۔

پھر ہر اسلامی مہینہ رجب المرجب کی ۱۳ تاریخ کو جشن مولود کعبہ کے نام سے حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کی ولادت باسعادت کی مناسبت سے خوشیاں منائی جاتی ہیں مساجد اور امام بارگاہوں گھروں اور پہاڑوں پر چراغاں کرتے ہیں اور دن کو محافل مقاصدہ اور ذکر فضائل مناقب کی خصوصی محفلیں منعقد ہوتی ہیں پھر ۱۹ سے ۲۱ رمضان المبارک کے دوران شیر خدا حضرت علیؑ کا یوم ضربت اور شہادت کی مناسبت سے مجالس ذکر شہادت کا اہتمام ہوتا ہے اور بطور تبرک نذر و نیاز کا بندوبست کرتے ہیں۔

سردار جوانان جنت نواسہ رسولؐ حضرت امام حسینؑ کی ولادت باسعادت کی مناسبت سے ۳ شعبان المعظم کو مساجد اور امام بارگاہوں اور گھروں میں چراغاں کے علاوہ محافل ذکر مناقب کا اہتمام ہوتا ہے اور مختلف حکومتی اور مذہبی اداروں کے طلبہ

jabirabbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یوم حسینؑ کے نام سے تقاریب منعقد کرتے ہیں اور یکم محرام الحرام سے عاشورہ محرم تک بھرپور انداز میں لوگ ذکر شہادت عظمیٰ کا اہتمام کرتے ہیں لوگ نذر اللہ اور نیاز حسینؑ کے نام سے خیرات کرتے ہیں اور ذکر شہادت اور تبلیغ کا یہ سلسلہ ۸ ربیع الاول تک جاری رہتا ہے۔

اس طرح ۱۵ رمضان کو ذکر ولادت امام حسنؑ کا خصوصی اہتمام ہوتا ہے اور ۱۵ شعبان المعظم کو شب برات اور بقیۃ اللہ اعظم امام محمد مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف کی ولادت باسعادت کی مناسبت سے ذکر فضائل شب برات اور مناقب امام زمانہؑ کے حوالے سے چراغاں کا خصوصی بندوبست ہوتا ہے اور لوگ امام زمانہؑ کی ولادت اور شب برات کی مناسبت سے تبرک کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں اور ۱۹ رمضان سے ۲۳ رمضان تک شب قدر کی مقدس راتوں کے حوالے سے شب بیداری اور نوافل شب قدر اور خصوصیت کے ساتھ نزول قرآن کی خوشی میں اور کتاب خدا قرآن مجید سے خصوصی فیض کی خاطر قرآن پاک کو سر پر اٹھا کر اجتماعی دعا عمل قرآن کے نام سے مانگتے ہیں اور پھر ۱۸ ذالحجہ ۱۰ ہجری کو تاریخ اسلام کا عظیم واقعہ اعلان غدیر خم واقع ہوا ہے اس پر مسرت موقعہ پر لوگ خوب چراغاں کرتے ہیں اور گھروں میں خصوصی دعوتوں کا اہتمام ہوتا ہے لوگ حلوہ اور مٹھائی تقسیم کرتے ہیں اور اس دن واقعہ غدیر پر علماء اور ذاکرین روشنی ڈالتے ہیں اور شعراء قصائد پیش کرتے ہیں۔

اس طرح ۳ جمادی الثانی کو بضعۃ الرسولؐ حضرت فاطمہؑ کی شہادت کی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مناسبت سے مجالس ذکر شہادت خاتون جنت کا اہتمام ہوتا ہے اور خواتین بھی اس سلسلے میں اپنی الگ مجلسیں خصوصی منعقد کرتی ہیں اس کے علاوہ ہر امام کی ولادت اور شہادت کی مناسبت سے محافل و مجالس کا اہتمام ہوتا ہے اور عید مباہلہ عید زہرا اور عید نوروز کا منانا اس مکتب کا خصوصی پہچان ہے۔

قرآن و سنت اور تاریخ اسلام کی مستند اور متواتر روایات کی روشنی میں یہ دن ایام اللہ ہیں اس طرح دین اسلام کی تبلیغ اور مذہب شیعہ خیر البریہ کی ترویج کے لئے امام جعفر صادق کی قائم کردہ ثقافت کو زندہ رکھنا ہمارا اولین فریضہ ہے اور قرآن و سنت اور تاریخ اسلام کی روشنی میں اس جعفری ثقافت کو یاد رکھنا نہایت ضروری ہے تا کہ ان ایام اللہ کے توسط سے احیاء دین اور ثقافت جعفریہ کے تعارف کے لئے مواقع اور وسائل فراہم ہوں لیکن ان عبادی مراسم کو خلوص نیت عقیدت اور حصول ثواب کے فلسفے کو مد نظر رکھ کر بجالانا چاہئے ورنہ اس ثقافت کے معنوی فوائد حاصل نہیں ہو سکتے آج زمانے کی سرعت رفتار اور مغربی ثقافت کی یلغار نے خطیب شہر سے لیکر غریب شہر تک سب کو متاثر کر دیا ہے اور آج ہر فرد کا زاویہ نظر خود نمائی اور تصنع و بناوٹ کی جانب مڑ گیا ہے دنیا والے جو بھی کرے اور جیسا کرے اس دین کا مالک خدا ہی اس دین کو بچانے والا ہے اور وہ ذات اپنی قدرت کاملہ سے اس دین کی حقانیت کو دامن قیامت تک جاری رکھے گا اور اس طرح ہزاروں قافلے اس راہ پر گزر گئے ہیں اور قیام قیامت تک ایسے ہزاروں مسافر گزریں گے مگر دین اسلام اور اس دین کے محافظ زندہ و تابندہ رہینگے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فصل پنجم

شیعوں کے مسائل ومشکلات

گلگت، گری گرت، دردستان، بلاورستان یا شینا کی کے قدیم اور غیر واضح ناموں سے منسوب یہ کوہستانی علاقہ گلگت پاکستان کے انتہائی شمال میں واقع ہے اس طرح یہ خاص علاقہ اپنے جغرافیائی حیثیت کے لحاظ سے دنیا کے تین اہم اور مشہور پہاڑی سلسلے کوہ ہمالیہ کوہ ہندوکش اور کوہ قراقرم میں واقع ہے اور خطہ شمال گلگت اپنی جغرافیائی طبعی خدوخال کے حوالے سے بہت زیادہ جاذب نظر اور نہایت اہم ہے اس لئے اقوام عالم خصوصاً یورپ کے سیاح اور محققین کے نزدیک یہ خاص علاقہ بہت زیادہ مشہور اور معروف ہے چونکہ یہاں قطبین کے علاوہ دنیا کا سب سے بڑا گلیشر بھی پایا جاتا ہے اور اس کے ساتھ اس کوہستانی علاقے میں گلیشروں کی تعداد بھی زیادہ ہے اور اس کے علاوہ دنیا کی دوسری مشہور اور بلند چوٹی k,2 بھی اس علاقے میں واقع ہے اور اس کے ساتھ ہی دنیا کی بلند چوٹیوں کی تعداد بھی یہاں زیادہ ہے اور پھر فوجی نقطہ نگاہ سے بھی یہ علاقہ زیادہ اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اس علاقے سے چین، روس، بھارت اور افغانستان کی سرحدیں پاکستان سے ملتی ہے اور تاریخ کی قدیم مشہور سڑک شاہراہ ریشم اب شاہراہ قراقرم کے نام سے معروف ہے اور یہ راستہ دنیا کا آٹھواں عجوبہ روزگار کہلاتا ہے اس کوہستانی علاقے سے ہوکر

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

گزرتی ہے اور آج اس مشہور شاہراہ کی وجہ سے اس خطہ کی اہمیت اور زیادہ بڑھ گئی ہے اور اس طرح انقلاب روس اور انقلاب چین کی کامیابی کے بعد تاج برطانیہ اور اس کے حلیف ملکوں کو اس کوہستانی خطہ شمال کی اہمیت کا احساس ہوا اور اس کے ساتھ ان دنوں کمونسٹ بلاک کے خاص طور پر سویت یونین کی طرف سے پس پردہ اس خطہ کے چھوٹے راجوں سے رابطے بڑھ گئے تھے اور کمونسٹ نظام کی طرف سے ان پس پردہ روابط سے خطرہ محسوس کر کے امریکہ نے مہاراجہ گان کشمیر کے ذریعہ اس علاقے کی خاص نگرانی شروع کر دی اور اپنے جاسوس لوگوں کو بطور پولیٹکل ایجنٹ یہاں مقرر کیا تا کہ کمونسٹ نظام کے ان دونوں بلاک یعنی روس اور چین کا متوقع مداخلت کا سد باب کیا جا سکے۔

انیسویں صدی کے وسط تک یہ کوہستانی علاقہ گلگت خاص کے علاوہ مختلف چھوٹی اور خود مختار شخصی ریاستوں میں بٹا ہوا تھا اگر چہ ماضی میں چترال سے تاش کر غن اور چیلاس تک یہ سب علاقے تخت گلگت کے زیر نگین تھے اور ان سب علاقوں کو گلگت کہتے تھے اور بلتستان کا علاقہ اس میں شامل نہیں تھا پھر بھی گلگت کے نام سے بلتستان کی پہچان ہوتی تھی لیکن اب گلگت بلتستان کا تجھے، دیامیر اور غذر کو شمالی علاقہ جات کہتے ہیں پھر 1846ء میں انگریزوں کی فتح کے بعد بدنام زمانہ معاہدہ امرتسر کی رو سے کشمیر جنت نظیر کو انگریز استکبار نے مہاراجہ کشمیر گلاب سنگھ کے ہاتھ پچھتر لاکھ ۷۵ نانک شاہی سکوں کی عوض فروخت کیا انگریزوں نے پوری دنیا میں جہاں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بھی مفاد نظر آیا موقعہ ملنے پر ان کے ساتھ بھی غیر انسانی سلوک کرنے میں دریغ نہیں کیا ہے تاریخ عالم میں انگریز قوم کی طوطہ چشمی مشہور ہے اور اس غیر انسانی اور غیر اخلاقی خرید وفروخت پر مفکر اسلام محمد اقبال ؒ نے بڑے دکھ درد کے ساتھ اس انسانی سودا پر یوں اظہار خیال کیا ہے:

دہقان وکشت وباغ وخیابان فروختند قومی فروختند چہ ارزاں فروختند

اس طرح اس غیر انسانی سودابازی کے ساتھ انگریز سوداگروں نے سکھوں کو زیر تسلط ریاست کے علاوہ دیگر ملحقہ علاقوں کو بھی فتح کر کے اپنے زیر نگین رکھنے کی عام اجازت دی تھی تاکہ مہاراجہ کے نمائندے انگریز سرکار کے لئے مخبری بھی کرینگے اس معاہدے کے تناظر میں انیسویں صدی کے وسط تک ڈوگرہ حکمرانوں نے گلگت اور اس کے ایالات کے باقی علاقوں پر بھی قبضہ کیا مگر ریاست نگر کے باہمت اور دلیر قوم نے ڈوگروں کا دباؤ اور تسلط کو قبول نہیں کیا تھا اس لئے 1892ء میں انگریز کمانڈر کرنل ڈیورنڈ کی کمان میں کشمیری اور انگریز افواج نے ریاست نگر پر حملہ کر دیا اور بڑی مزاحمت کے باوجود اندرونی جاسوسی کی وجہ سے اس ریاست کو فتح کر لیا گیا اور اس تاریخی جنگ کو جہانگیریا جنگی لیئی کا نام دیا جاتا ہے اور ریاست نگر پر مکمل قبضہ کے بعد ان افواج کا رخ ریاست ہنزہ کی طرف ہوا مگر والی ریاست ہنزہ نے ان افواج سے صلح کر لیا اس طرح گلگت اور اس کے ایالات کی ریاستوں پر بھی ڈوگرہ اور انگریز افواج کا مکمل قبضہ ہوا اور پورے شمالی علاقہ جات پر ان کی حکومت قائم

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہوئی اسی طرح 1935ء تک انگریزوں کی سر پرستی میں مہاراجہ کشمیر کے نام پر گلگت کے تمام علاقہ جات فتح ہوئے تھے مگر انگریزوں نے وہ علاقے جو کسی بھی ہمسایہ ملک کی سرحدوں سے ملحق تھے اپنے مفاد کی خاطر اپنے زیر نگین رکھا اسی طرح ان علاقوں کی نگرانی کے ساتھ ہمسایہ ملکوں میں جاسوسی کی خاطر گلگت خاص میں پولیٹیکل ایجنٹ کے نام سے اپنا نمایندہ متعین کر رکھا تھا اور گلگت میں مہاراجہ کشمیر کی طرف سے ایک منتظم مقرر ہوتا تھا اور اس ناظم کو وزیر وزارت کا نام دیا جاتا تھا اس وزیر وزارت کا مرکزی دفتر گلگت خاص میں ہوتا تھا اسی طرح گلگت علاقہ جات کا دارالخلافہ قرار پایا اور گلگت کے سارے علاقے نام نہاد مہاراجہ کشمیر کے ماتحت ہوتے تھے نگران علاقہ جات کی خاص نمبرداری انگریز سرکار کا نمائندہ پولیٹکل ایجنٹ کے ہاتھ میں ہوتی تھی اور یہ پولیٹکل ایجنٹ کشمیر میں مقیم ایذیڈنٹ کے سامنے جوابدہ ہوتا تھا اور ایذیڈنٹ صرف والسرئے ہند کے سامنے جوابدہ ہوتا تھا اسی طرح 1930ء تک خطہ شمال گلگت میں دوعملی کا سلسلہ جاری تھا مگر 1935 میں اس خطہ کی بڑھتی ہوئی اہمیت کے پیش نظر اور شمال کی طرف سے بالشیوک روس کا متوقع خطرہ کی وجہ سے انگریز سرکار کو خطہ شمال پر مکمل اور مضبوط کنٹرول کی خاص ضرورت پیش آئی اس لئے ضلع استور کے علاوہ دریائے سندھ کے مغرب کا سارا علاقہ انگریزوں نے 66 سال کی مدت کے لئے مہاراجہ کشمیر سے لیز پر لیا اور اس معاہدے کے بعد شمالی علاقہ جات میں دو عملی کا بھونڈا سلسلہ ختم ہوا اور کشمیر سے آئے ہوئے سرکاری ملازم واپس ہوئے اور

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اسیطرح ریاستی افواج کے چلے جانے کے بعد گلگت کے حالات کو سنبھالنے کی خاطر گلگت سکاوٹس کے نام سے قائم عسکری تنظیم کو مستقل کیا گیا اور اس سکاوٹس فورس سے ایک مکمل فورس کا کام لیا گیا اور گلگت سکاوٹس کا یہ خاص تنظیمی ڈھانچہ 1947 تک یعنی برصغیر ہندوپاک کی تقسیم تک قائم رہا اسیطرح انگریز سرکار کے دور سے اس کوہستانی علاقے کا نام گلگت ایجنسی رکھا گیا تھا۔

چونکہ مہاراجہ ہری سنگھ ڈوگرہ گلگت سکاوٹس کی مقامی عسکری تنظیم کی طاقت سے مشکوک اور خوفزدہ تھا اس لئے وہ اس سکاوٹس تنظیم کو توڑ کر گلگت کے لوگوں کو بے دست وپا کرنا چاہتا تھا تاکہ کشمیر کا بھارت کے ساتھ الحاق کے بعد یہ عسکری تنظیم مزاحمت نہ کرسکے چونکہ برصغیر کے بدلتے حالات کی وجہ سے برصغیر کے تقسیم سے قبل ہی گلگت کے لوگوں کی ذہنوں میں یہ بات پوری طرح آچکی تھی کہ کشمیر کے ساتھ گلگت ایجنسی کا علاقہ بھی مہاراجہ کشمیری کو واپس ہوگا اس لئے یہ فکر عوام کے ذہنوں کو الجھارہی تھی کہ گلگت کے 90 فیصد مسلمان عوام کی قسمت کا کیا بنے گا اور گلگت کے عام لوگوں میں بھی یہ بے چینی پھیل چکی تھی اس لئے گلگت سکاوٹس کے سب سے سینئر کمانڈر صوبیدار میجر محمد بابر خان مغلوث کیانی کو اس متوقع تبدیلی کی خاص فکر تھی وہ اپنے خاندانی تاریخ کے پس منظر اور حالات سے باخبر تھے اس لئے گلگت ایجنسی کے متوقع مخدوش حالات کے بارے میں سوچا اور اپنے قریبی رفقاء اور جونیئر آفیسروں سے مشورہ کرکے ان سب کو اعتماد میں لیا اور ایک خاص انقلابی اقدام کا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حتمی فیصلہ کیا اور اسطرح گلگت ایجنسی کے عوام میں بھی تحریک پاکستان کے لئے زمین ہموار کرنے کا کام شروع ہوا چونکہ 1947ء میں تقسیم ہند سے قبل ہی انگریز جفادریوں نے گلگت ایجنسی کا انتظام مہاراجہ کشمیر کو واپس حوالہ کیا تھا مگر اپنے شیطانی مکر اور چال کی خاطر اپنے کچھ زرخرید ایجنٹ کس بھی شکل میں اس خطہ شمال میں باقی رکھا اور ان خاص ایجنٹوں میں گلگت کی قومی اور علاقائی تاریخ کا بدنام ترین شخص میجر براون تھا اس خاص ایجنٹ نے نوزائندہ مملکت پاکستان کی افواج کا سربراہ جنرل گریسی اور چند خانزادوں سے ملکر گلگت ایجنسی کی قسمت کو دور پر لگا دیا اور یہ قوم مسلمان ہوتے ہوئے اپنا پاکستان تشخص قائم نہ کرسکی انگریز کی ظاہری واپسی کے بعد مہاراجہ کشمیر ہری سنگھ کی طرف سے ان کا نمائندہ بن کر ایک فوجی گورنر بریگیڈیر گھنسارا سنگھ جموال ڈوگرہ نے گلگت ایجنسی کا چارج لیا اور اس طرح اس نے اپنی خبر رساں اداروں کو چوکس کر دیا اور عوام میں سے کچھ لوگوں کو خرید کر عوام کے اندر خبریں حاصل کرنے کے لئے پھیلا دیا اور گلگت کے عوام میں خوف و ہراس اور لالچ دیکر لوگوں کو منحرف کرنے کی کوشش شروع کی گئی کیونکہ ان کو خفیہ ذرائع سے پتہ چلا تھا کہ گلگت میں بھی قیام پاکستان کے لئے کام ہو رہا ہے اسی طرح اس فوجی گورنر نے گلگت کے لوگوں کو تحریک پاکستان اور قائد اعظم محمد علی جناح کی فکر سے بدظن کرا کر دور رکھنے کی کوشش شروع کی اس سلسلے میں پہلی مرتبہ گلگت میں مسجد کے محراب سے یہ خاص نعرہ سنا گیا۔ ہندو مسلم، سکھ، عیسائی آپس میں ہیں بھائی بھائی۔ ان ہنگامی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حالات کے دوران عوامی تنظیم سرفروشان ملت نے اس انقلابی تحریک کو گھر گھر پہنچادیا اور گلگت سکاوٹس کے اسلام دوست اور وطن پرست جونیر آفیسروں نے اسلام اور پاکستان کی خاطر تن من دھن قربان کرنیکا فیصلہ کیا اور اس عہد و پیان پر قائم رہنے کے لئے خداوند عالم کی کتاب قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر قسم اٹھایا صوبیدار میجر فدا علی کنش ہنزہ کے ہاتھ میں قرآن پاک تھا اور سب آفیسرز اس کتاب مقدس پر ہاتھ رکھ کر عہد کرتے جاتے تھے اب اس مقام پر ایک قومی یادگار قائم ہے اور اس تاریخی فیصلے کے شرکاء سب شیعہ تھے اسی طرح اس عہد و قسم کے بعد اندرونی اور بیرونی سازشوں کو ناکام بنانے کی خاطر تحریک شروع کی اور راجہ محمد بابر خان مغلوث کیانی ان متوقع حالات کے منتظر تھے اور برصغیر کے بدلتے سیاسی اور جغرافیائی حالات سے متاثر ہونے کی وجہ سے کشمیر فوج کا ایک گلگتی آفیسر میجر حسن خان رانا کو بھی انقلاب کی خاص فکر تھی اس لئے میجر حسن خان رانا نے اپنے ساتھی مسلمان آفیسروں کے ساتھ پس پردہ انقلاب آزادی میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا تھا آپ کا بونجی چھاونی گلگت تبادلہ ہوا تھا اس طرح بونجی گلگت میں آپ کی موجودگی سے تحریک انقلاب آزادی گلگت ولتستان کے علاوہ گلگت سکاوٹس کی عسکری تنظیم کے جوانوں اور آفیسروں کے حوصلے بڑھ گئے تھے اور گلگت کی سول تنظیم سرفروشان ملت کو بھی حوصلہ ملا اسی طرح جموں وکشمیر کی تاریخ کا وہ سیاہ ترین دن تھا جس دن اور تاریخ کو اس مظلوم قوم کی قسمت کا فیصلہ کیا گیا جب 27 اکتوبر 1947ء کو مہاراجہ ہری سنگھ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نے یکطرفہ طور پر کشمیر کا بھارت سے الحاق کا اعلان کیا تو اس نام نہاد معاہدے کے اعلان کے بعد ہی گلگت ایجنسی کے عوام کی قسمت نے پلٹا کھایا اور طے شدہ پروگرام کے مطابق یکم نومبر 1947ء کو انقلاب آزادی گلگت کے لئے عملی تحریک شروع ہوئی اور اس مسلم خطہ کی آزادی کی خاطر گلگت سکاؤٹس کی عسکری تنظیم نے سرفروشان ملت کی عوامی تنظیم سے ملکر ڈوگرہ استبداد کے خلاف علم بغاوت بلند کیا گورنر بریگیڈیر گھنسارا سنگھ ڈوگرہ نے ایک دن قبل بونجی چھاونی سے نفری منگوائی تھی اس بہانے سے میجر حسن خان رانا اپنی کمپنی کے ہمراہ یکم نومبر 1947ء کو بونجی سے گلگت پہنچ گئے تھے ان کی آمد سے گلگت کے عوام کو اور حوصلہ ملا اس طرح ایک اور گلگتی آفیسر میجر احسان علی خان وزیر جس نے اپنی کوششوں سے بونجی چھاونی گلگت تبادلہ کرایا تھا 2 نومبر 1947ء کو اپنے بچوں کے ساتھ گلگت پہنچ گئے اسی طرح مہاراجہ کشمیر کا نمایندہ گورنر بریگیڈیر گھنسارا سنگھ ڈوگرہ کی گرفتاری کے بعد انقلابی کمان کونسل کی طرف سے گلگت ایجنسی میں ایک عبوری حکومت کا قیام عمل میں آیا اور اس عبوری حکومت کا سربراہ راجہ شاہ رئیس خان مغلوث کیانی کو مقرر کیا گیا اور حکومت پاکستان کو اس آزاد کردہ خطہ کا نظم وضبط میں مدد کی درخواست کی گئی جنگ آزادی کے اس ہنگامی دور میں والیان ریاست نگر اور ہنزہ کی طرف سے کوئی مالی اور سیاسی مدد نہیں ملی تھی البتہ اس جنگ آزادی کے مجاہدین کا تعلق ان ریاستوں سے تھا مگر یہ مجاہد جواں اور آفیسران راجوں کے خاص دباؤ سے آزاد تھے چونکہ اس انقلاب آزادی کے بعد والیان

jabirabbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ریاست نگر اور ہنزہ کا مہاراجہ کشمیر اور دہلی دربار سے تعلق اور رابطہ ختم ہوا تھا۔اس لئے وہ اپنی شخصی حکومتوں کو بچانے کی خاطر حکومت پاکستان کی طرف جھک گئے اور بعض حضرات کی زبانی یہ بات سننے میں آتی ہے کہ ان والیان ریاست نے گلگت ایجنسی یعنی شمالی علاقہ جات کا پاکستان سے الحاق کے نام سے بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناحؒ سے معاہدہ کیا ہے جس کو معاہدہ کراچی کہتے ہیں میری دانست کے مطابق اگر ایسا معاہدہ ہو بھی گیا ہو تو اس نام نہاد معاہدے کی کوئی اہمیت نہیں ہے ۔کیونکہ یہ دونوں والیان ریاست گلگت ایجنسی یعنی شمالی علاقہ جات کے عوام کے نمائندے نہیں تھے اور نہ وہ اس قسم کے معاہدے کے مجاز تھے کہ وہ اس اہم علاقے کی قسمت کا فیصلہ یکطرفہ طور پر کر سکے اور نہ ان والیان ریاست کا اس جنگ آزادی میں کوئی واضح کردار رہا ہے ان حالات کے تناظر میں معاہدہ کراچی کے نام سے جو کچھ بھی ہوا ہے گلگت ایجنسی یعنی شمالی علاقہ جات کے لوگ اس نام نہاد معاہدے کے ہرگز پابند نہیں ہیں۔برصغیر میں تحریک پاکستان ہو یا تحریک انقلاب گلگت ان سب مشکل اور اہم مراحل میں ملت شیعہ نے مسلم ملت اور اس علاقے کی آزادی کے لئے قوم کی بھرپور قیادت اور مدد کی ہے اسی طرح علاقہ جات کی مشہور عسکری تنظیم گلگت سکاؤٹس کے 93 فیصد جوان اور آفیسرز شیعہ اثنا عشریہ اور شیعہ اسماعیلیہ مکتب سے تعلق رکھتے تھے گلگت ایجنسی کے اس کامیاب انقلاب کے بانی اور کمان کونسل کے اہم ارکان جن کو قیادت کے تین ستون کا نام دیا جاتا ہے یعنی راجہ محمد بابر خان

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کیانی رانا مرزا محمد حسن خان اور وزیر احسان علی خان شیعہ تھے اور جمہوریہ گلگت کا اولین صدر راجہ شاہ رئیس خان کیانی بھی شیعہ تھا اسی طرح یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ کانگریس اور قدوائی کا حمایتی ایک خاص ٹولہ کے علاوہ شیعہ اثنا عشری، شیعہ اسماعیلی اور سنی مسلمانوں نے حسب حیثیت ملکر اس جنگ آزادی کو اپنے منطقی انجام تک پہنچانے میں بھرپور کردار ادا کیا ہے اور اس طرح بیرونی تسلط کا جوا اتار پھینکا اور خطہ شمال سے ڈوگرہ استبدار کا خاتمہ ہوا مگر استکباری طاقتوں کا ایجنٹ غدار قوم میجر براون کی در پردہ سازش اور خصوصی رابطوں کی بدولت پاکستان کے چیف آف آرمی سٹاف جنرل گریسی صوبہ سرحد کا انگریز گورنر خان عبدالقیوم خان اور لیاقت علی خان وغیرہ کی خاص پالیسی کی بدولت اس آزدشدہ خطہ کی آئینی حیثیت مشکوک بنا دی گئی اور پس پردہ خصوصی سازش کے تحت اس مخلص قوم کی قسمت کا فیصلہ الجھائے رکھا اور اس خطہ کے عوام کی پاکستان سے محبت اور اسلام سے عقیدت کا ناجائز فائدہ اٹھا کر اس مخلص اور وفادار قوم کی قربانی اور حقوق کو پائمال کیا گیا اور اپنی بدنیتی کی بناء پر صدر جمہوریہ گلگت اور انقلابی کمان کونسل کے تین میں سے دو قائدین کو نام نہاد ملازمتوں میں پھنسائے رکھا اور ایک سوچے سمجھے پلان کے مطابق ایک تاریخی زیادتی کی گئی ورنہ بغیر کسی کی مدد کے اس اہم خطہ کو آزاد کرانے والے قائدین اور صدر جمہوریہ گلگت کو بطور انعام خصوصی پروٹول ملنا چاہیے تھا کیونکہ ان کی بے لوث قربانیوں کی بدولت چین جیسے بڑے ہمسایہ ملک سے معاہدہ کرنے کا موقعہ فراہم ہوا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مگر اس دور کے خود غرض حکمرانوں نے سازش اور تعصب کی بنا پر ان قائدین اور اس آزادی بخش قوم کو جمہوری حقوق سے محروم رکھا ان کی طرف سے مدد کی درخواست پر نومبر 1947ء کے وسط تک پاکستان کی طرف سے ایک فوجی اور ایک سول نمائندہ گلگت بھیجا گیا اور جنگ آزادی گلگت کی کمان کونسل کی پر خلوص مشاورت اور بھرپور تعاون کے ساتھ اس تحریک آزادی کو اپنے منطقی انجام تک پہنچانے کی خاطر دو مجاہد کالم ترتیب دیئے گئے اس طرح ایک کالم استور سے آگے بڑھا ان مجاہدین کا کمان میجر حسن خان رانا کر رہے تھے اور دوسرا کالم بلتستان کی طرف گیا ان مجاہدین کی کمان میجر احسان علی خان وزیر کر رہے تھے ان دونوں کمانڈروں نے 1948ء میں اپنی کاروائی کا باقاعدہ آغاز کیا اسی طرح دائیں کالم کے مجاہدین کی کمان میجر حسن خان کر رہے تھے ان مجاہدین کو گلگت سے دستیاب مدد پہنچائی جاتی تھی اور بونجی کے مشہور نمبردار نیاز علی کا خصوصی تعاون اور وادی استور کے راجوں وزیروں اور عوام کی مدد سے یہ مجاہدین ایک مکمل اور مسلح فوج کے خلاف لڑتے ہوئے علاقہ گریز کو عبور کر کے تراکبل تک پہنچ گئے تھے ان کے پاس گرمی اور سردی سے بچنے کے وسائل بھی نہ تھے ہتھیار اور ایمونیشن کی کمی کے باوجود اسلام کے نام پر ان کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آئی اور آزادی وطن کا یہ قافلہ برابر آگے بڑھ رہا تھا اس طرح دوسرا مجاہد کالم بلتستان کی طرف بڑھا ان مجاہدین کی کمان میجر احسان علی خان وزیر اور راجہ محمد بابر خان کر رہے تھے۔ ان مجاہدین کے ساتھ بلتستان کے غیور عوام نے بھرپور تعاون کیا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بلتستان کا محاذ ہر محاذ سے اہم تھا میجر احسان علی خان وزیر کے ہمراہ کل 240 مجاہد سکاؤٹس تھے جن کے پاس ایک ایک رائفل کے ساتھ صرف پوچ ایمونیشن تھا جبکہ میجر احسان علی کا کالم کا مقابلہ ایک بریگیڈ فوج کا توپخانہ اور وضائی طاقت سے تھا مگر میجر احسان علی خان نے اپنی جنگی حکمت عملی سے اپنے مجاہد سکاؤٹس کی دلیری اور بلتی عوام کی اسلامی ایثار و قربانی کی بدولت ایک ڈویژن بھارتی افواج سے مقابلہ کر کے نہایت حیران کن کارنامہ انجام دیا اور جنگ کے بعد دشمن سے چھینا ہوا اسلحہ سے ایک بریگیڈ کی طاقت کے دو یونٹ قائم کیے اسیطرح بلتستان کے عوام کا جذبہ اسلام اور زمین وطن سے محبت کا منطقی نتیجہ تھا کہ میجر احسان علی خان اس محاذ پر معرکہ پر معرکہ سر کرتا ہوا الداخ سے صرف چند میل کے فاصلے پر پہنچ گیا تھا اور دونوں محاذوں پر دونو ں کالم آگے کی طرف پیش قدمی کر رہے تھے اس دوران میدان جنگ میں ہی میجر حسن خان اور میجر احسان علی خان سے کمان کا چارج لیا گیا اور کمان کی تبدیلی کے ہفتہ بعد ہی مجاہد سکاؤٹس کو مزاحمت اٹھانا پڑی اور ۱۳ ہزار مربع میل کا جیتا ہوا علاقہ گنوا کر پیچھے ہٹنا پڑا اس طرح کارگل اور لداخ کا علاقہ پھر ہاتھ سے نکل گیا اور صرف بلتستان کا علاقہ باقی رہ گیا اور اس ننگی سازش کے بعد لیاقت علی خان نے ہندوستان کے ساتھ جنگ بندی کا معاہدہ کر کے اس جہادی تحریک کو بند کرایا اور مجاہد سکاؤٹس جہاں تھے وہاں رہ گئے چونکہ مسلمان ملک اور قوم کے ناطے مدد مانگنے پر حکومت پاکستان نے وزارت امور کشمیر کا ایک جائنٹ سکریٹری کو پولیٹکل ایجنٹ / ایڈ یڈنٹ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کے نام سے قانونی اور انتظامی اختیارات دیکر گلگت بھیجا تھا وہ مقامی حکومت کا سربراہ ہوتا تھا اس کے پاس وسیع اختیارات ہوتے تھے اور وہ مقامی حکومت کا بے تاج بادشاہ ہوتا تھا اس لئے اس وفادار قوم کو بدنام زمانہ ایف، سی، آر کے کالے قانون کے تحت آئینی حقوق سے محروم رکھا گیا اسیطرح ہر آنے والے حکومتی منتظم نے گلگت و بلتستان کے مسلمان اور محب وطن عوام کو دبائے رکھا کسی قوم کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر اس کو اپنے انسانی اور شہری حقوق سے محروم رکھنا سب سے بڑا ظلم اور زیادتی ہے اور بعد میں پاکستان پیپلز پارٹی کے دور اقتدار میں گلگت ایجنسی کے غیور عوام کی اکثریت اس غیر جانبدار پارٹی کی حامی تھی کیونکہ گلگت و بلتستان کا ہر دانشور اس پارٹی کے منشور سے متاثر ہو کر اس کا حامی بنا تھا اس طرح پاکستان کی تمام سیاسی پارٹیوں میں اس پارٹی کو زیادہ پذیرائی ملی تھی اور اب بھی پاکستان پیپلز پارٹی عوامی سطح پر شمالی علاقہ جات کی سب سے بڑی اور غیر جانبدار سیاسی پارٹی ہے اس دور کے دانشور وکلاء اور پارٹی کے عہدیداروں کی کوششوں اور پیپلز پارٹی کے جمہوری دستور العمل کی بدولت اس پارٹی کے بانی چیئر مین اور وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو نے اپنے دور حکومت کے دوران گلگت ایجنسی کا نام تبدیل کر کے شمالی علاقہ جات رکھا اور بدنام زمانہ فرنٹیر کرائمز ریگولیشن کا نام نہاد کالا قانون میں تبدیلی لا کر عوام سے مالیہ اور نفقہ کی لعنت کو ختم کیا اور گلگت و بلتستان کی بعض جگہوں میں موجود راجگی نظام کا خاتمہ کر دیا لیکن جنگ آزادی گلگت بلتستان کے دوران قابل قدر اور نمایاں خدمات

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

انجام دینے والی مشہور عسکری تنظیم گلگت سکاؤٹس کو بھی توڑ دیا اور اس فورس کی جگہ پولیس فورس بنائی گئی اور ملکی سرحدات کی حفاظت کی خاطر ناردن ایریا لائٹ انفنٹری کے نام سے ایک نئی فوجی تنظیم کی بنیاد رکھا اس طرح شمالی علاقہ جات کے بے روزگار جوانوں کو روزگار فراہم کیا گیا اس سے قبل گلگت ایجنسی سے راولپنڈی جانے کے لئے مقامی انتظامیہ سے تحریری اجازت لینی پڑھتی تھی کیونکہ 1960ء کے دوران خود راقم نے حصول تعلیم کی خاطر راولپنڈی پاکستان جانے کے لئے پولیٹکل انتظامیہ کو درخواست دیکر تحریری اجازت نامہ حاصل کیا تھا اور پندرسال کے اندران غیر ضروری پابندیوں میں تبدیلی آئی ہے مگر ہر دور میں شمالی علاقہ جات میں آنے والی انتظامیہ نے تعصب سے کام لیا اور ان جانبدار افراد کی بدولت بعض جگہوں کے لوگوں کو خصوصی مراعات حاصل ہیں اس لئے یہاں "یک بام دو ہوا" کا سلسلہ اب بھی جاری ہے اسیطرح شمالی علاقہ جات پر حاکم انتظامیہ نے ایک خاص گروپ کو پریشر گروپ کے نام پر قائم رکھا ہے اور اپنے ان خصوصی عنایات کی وجہ سے اس خاص گروپ کو جری بنا دیا ہے تا کہ بوقت ضرورت اس کے ذریعہ اپنا راستہ ہموار کر سکے۔ آج تک اس علاقے میں آنے والا حاکم قانون اور اخلاق کے بندھنوں سے آزاد ہو کر آیا ہے اور ہر آنے والے حاکم نے دانستہ طور پر جانبداری اور تعصب کی عینک لگا کر حکومت کرتا آیا ہے اور ان خاص عوائل کی بدولت ملت شیعہ کو مسائل ومشکلات سے دوچار ہونا پڑھ رہا ہے چونکہ ہر آنے والا نیا رنگ اور ڈھنگ بدل کر

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آتا ہے اور مکتب شیعہ جعفری ثقافت کی پیروی میں زندگی گزارنے کا پابند اور عادی ہے اس کے اندر اسلام محمدی کے سنہرے اصولوں کے مطابق بردباری اور تحمل مزاجی کا جذبہ موجود ہے اس لئے یہ مکتب اسلام اور زمین وطن سے محبت رکھتا ہے ورنہ ایک اور انقلاب کا راستہ موجود ہے یا ایک اور کربلا بنانے کا جذبہ اور حوصلہ بھی رکھتا ہے۔

بدقسمتی سے شمالی علاقہ جات پر حاکم بیروکریسی نے آج تک اپنے مفادات کی خاطر نوآبادیاتی طرز حکمرانی کو اپنا شیوہ بنائے رکھا ہے اس لئے جب بھی اس خاص اور اہم خطے کے مسلمان مل کر حقوق اور شہریت کی بات کرتے ہیں تو علاقے پر مسلط خود مختار انتظامیہ اور خفیہ ایجنسیاں مذہب کے نام پر اس قوم کو آپس میں الجھا کر لڑاؤ اور حکومت کرو کی اشکباری پالیسی پر عمل کرتی ہیں اور ایسے خاص موقعوں پر ان خاص مراعات یافتہ لوگوں کو خصوصی طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور مسلک وفقہ کے نام پر ان مراعات یافتہ لوگوں کو محراب و مسجد کے ذریعہ استعمال کرنے کی کوشش ہوتی ہے بقول افلاطون: مذہب کے نام سے ایک مختصر گروہ اکثریت پر غالب آجاتا ہے چونکہ دین کا مسئلہ حساس ہوتا ہے اور مذہب کے نام پر عوام کو ورغلانا نہایت آسان ہوتا ہے اور مذہب کے خاص نام پر ظاہری تقدس مآب لوگ فی سبیل اللہ فساد کی خدمت انجام دینے کی کوشش کرتے ہیں اور بلادلیل کسی کلمہ گو کو کافر اور مشرک کہنا نادان لوگوں کے نزدیک آسان ہے مگر کسی بھی عالم دین کے لئے بہت مشکل ہے کیونکہ عالم کسی کے خلاف فتویٰ لگانے کے لئے قرآن وسنت سے دلیل تلاش کرتا ہے تاکہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مسلم معاشرے میں تفرقہ پیدا نہ ہو جو مسلم برادری کے لئے زہر قاتل ہے:

دین عالم فکر وتدبیر و جہاد دین ملا فی سبیل اللہ فساد

اس طرح درباری علماء اپنی انا اور مفاد کی خاطر کلمہ پڑھنے والے مسلمانوں کو کافر کہہ کر آپس میں تفرقتیں بڑھا دیتے ہیں چونکہ ہر ناداں شخص خود اس کے دل میں جو کچھ ہوتا ہے وہی کہہ دیتا ہے دنیا میں مساجد اور امام بارگاہیں اسلام اور ایمان کی تبلیغ کی خاص جگہیں ہیں مگر دل اور ضمیر کے اندھے لوگ ان مقدس مقامات کو اپنی ذاتی تشہیر اور مفاد کی خاطر استعمال کرتے ہیں اور ساتھ ہی ایک دوسرے کے خلاف غلیظ زبان استعمال کر کے ان مقدس جگہوں کا تقدس پائمال کرتے ہیں اور ان بے ہنگام حالات میں حکمران تماشائی بنے رہتے ہیں تاکہ اس صدائے بے ہنگام کے ذریعے آپس کے جذبات مجروح ہوں اور اس طرح یہ لوگ آپس میں ہر وقت الجھے رہے اور حکمران چین کی بانسری بجائے مکتب شیعہ کی مذہبی ثقافت میں حق کی خاطر تحمل اور برداشت کا مادہ علمی اور عقلی دلائل کے علاوہ فطری طور پر بھی موجود ہوتا ہے۔اس لئے شیعہ مکتب فکر ہر بے دلیل بات کو جاہلوں کی بھڑک سمجھ کر نظر انداز کرتا ہے اور اندھی تقلید کا قائل نہیں ہے مگر اس صبر و تحمل اور شرافت کی صفت پر مفت کے مفتی الزام دیتے ہیں کہ شیعوں کے ہاں جہاد نہیں ہے لیکن قرآن وسنت کی روشنی میں یہ لوگ خود فلسفہ جہاد سے ناواقف ہیں شیعہ مکتب کی رسائل عملیہ میں فروع دین کے باب میں جہاد پانچواں واجب رکن ہے دین اسلام اجتہاد اور تحقیق کا دین ہے اور علم وعمل کے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس نئے دور میں مزید تحقیق کی ضرورت ہے مگر بدقسمتی سے شمالی علاقہ جات گلگت کے اس اہم خطے میں جب بھی اتحاد اور بھائی چارہ کی فضاء قائم ہوتی ہے تو یہاں کے حکمران اور بیروکریسی کو یہ پرامن فضاء اچھی نہیں لگتی اس لئے وہ کسی نہ کسی بہانے سے کسی بھی مسجد کے مولوی کو لعمہ دیکر علاقے کی پرامن فضا کو مکدر کرانے کی کوشش کرتی ہے ورنہ حکومت کس پرندے کا نام ہے۔

خطہ شمال کے لوگوں کی بڑی بدقسمتی تھی کہ 72-1971ء کے دوران گلگت میں سب سے پہلا شیعہ اور دیوبندی فساد ہوا اور اس دوران پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا المیہ رونما ہوا تھا کیونکہ ہندوستان کی سازش اور بے جا مداخلت کی وجہ سے پاکستان کا مشرقی بازو ہم سے کٹ چکا تھا اور اس خاص معیبت کے وقت گلگت کی دیوبندی مسجد سے لاؤڈ سپیکر پر مچھلی خور بنگالیو زندہ باد کا نعرہ لگا پھر 1974ء میں شیخ عبداللہ اور اندرا گاندھی کا کشمیر میں گٹھ جوڑ ہوا اور شیخ عبداللہ نے شمالی علاقہ جات پر اپنا حق کا اعلان کیا تو اس کے ساتھ ہی گلگت میں خانہ جنگی کے سے حالات پیدا کرا دیئے گئے اور شاہراہ ریشم پر کام کرنے والے چینی مزدوروں پر حملے ہوئے اور کام میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی گئی جس کی وجہ سے حکومت نے ضلع کوہستان میں فوجی مداخلت کیا اور اسی سال محرم کے جلوس عاشورہ کے موقعہ پر فوج کی موجودگی میں دیوبندی مسجد سے جلوس محرم پر فائرنگ ہوئی اور اس فائرنگ کے نتیجے میں 17 ماتمی زخمی ہوئے جانبدار انتظامیہ نے کسی کے خلاف کوئی تادیبی کاروائی نہیں کی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پھر 1980ء میں خودمختار اور جانبدار انتظامیہ نے سواد اعظم کے سینوں کو ہموا بنانے کی خاطر ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت انجمن حسینیہ نگر سے نکلنے والا جلوس اربعین کو روکنے نا کام کوشش کی اور اس تنگی سازش کی وجہ سے ایک جوان شہید ہوا اور ایک جوان زخمی ہوا پھر اس طرح 1983ء میں مذہب اسلام کے نام پر دیوبندی مولویوں نے چیلاس ضلع دیامیر میں کام کرنے والے شیعہ سرکاری ملازمین کو ضلع دیامیر سے نکلنے کا حکم دیا قتل کی دھمکی دی گئی اس خصوصی حکم پر افراتفری پھیل گئی اور جانبدار انتظامیہ کی بے حسی کی وجہ سے یہ مولوی حضرات اپنا خالصہ شاہی احکامات جاری کرتے رہے اسی طرح پھر 14 مارچ 1984ء میں چیلاس کی شیعہ مسجد اور جماعت خانہ کو نذر آتش کردیا گیا۔ قرآن وسنت کی روشنی میں جس جگہ کو مسجد قرار دیکر اس میں نماز پڑھی جائے وہ جگہ محترم ہوتی ہے اور محترم جگے کا احترام فرض بنتا ہے اور مسجد کو صاف ستھرا رکھ کر اس میں بھی نماز پڑھی جاتی تو بہتر تھا مگر شیعہ دشمنی نے دیوبندیوں کو اندھا کردیا اور یہ مسجد اب تک ویران پڑھی ہے اس طرح شیعہ مسجد اور جماعت خانہ کے احراق کے بعد شمالی علاقہ جات کا اس وقت کا مطلق العنان ایڈمنسٹریٹر نے بظاہر اس غیر اسلامی حرکت سے اظہار بیزاری کیا اور پولیس فورس اور مقامی انتظامیہ کی غیر تسلی بخش کارکردگی کا بہانہ کرکے فرنٹیئر فورس کی آمد تک اس غیر اسلامی اور غیر قانونی اقدام کے خلاف تادیبی کاروائی کو موخر کردیا مگر ایف سی فورس کی آمد کے بعد بھی اس جانب توجہ نہیں دیا گیا اس غیر شرعی حرکت میں ملوث مجرموں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کی گئی دین اسلام کے فلسفہ عمرانیات میں نئی مسجد تعمیر کرنا سنت ہے اور مسجد کی تعمیر کے بعد اس کی حفاظت ونگرانی اور پاک وصاف رکھنا واجب ہے شیعہ قیادت کی بے توجہی اور غیر ضروری مسائل کی بدولت چیلاس دیا میر کی شیعہ مسجد دم تحریر خرابہ کی شکل میں ویران پڑی ہے واقعہ احراق مسجد کے علاوہ کئی ایسے واقعات باوجود نیز انتظامیہ کی دانستہ غفلت کی وجہ سے دیوابندی اسلام کے پرستار جری بن گئے اسطرح ان کی غیر قانونی سرگرمیاں اور بڑھ گئی پھر عین اس وقت روس کی ایما اور مدد سے ببرک کارمل کی حکومت نے افغانستان سے آئے دن پاکستانی علاقوں پر بمباری کروارہی تھی اور دوسری طرف سیاچن گلیشر میں جو دنیا کا سب سے اونچا محاذ جنگ ہے ہندوستانی اور پاکستانی افواج کے درمیان تصادم جاری رہتا تھا شمالی علاقہ جات گلگت میں مذہبی منافرت کو خوب ہوا دی جارہی تھی۔ اس طرح یہ لوگ شیعہ آبادی کو اشتعال دلا کر علاقہ جات کی فضاء کو خراب کرنا چاہتے تھے اور آئے دن کفر وشرک کے بے سروپا فتوئی بازی اور قتل وجہاد کے نام نہاد اعلانات ہر جمعہ کو سنائے جاتے تھے اس طرح ان لوگوں کی ان غیر اخلاقی اور غیر اسلامی حرکتوں سے ایک طوفان بدتمیزی برپا تھا اور ملت شیعہ خیر البریہ ان حرکتوں کا جواب ، این جواب آن غزل کے طور پر دینے کی بھر پور صلاحیت کے باوجود حکم قرآن کے مطابق جب جاہل لوگ تم سے مخاطب ہوں تو خاموش رہو کے اصول اخلاق پر عمل کرتے ہوئے خاموش رہتی رہی یہ خاموشی کمزوری نہیں صبر کا یہ رویہ ثقافت جعفریہ کی پیروی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اور ملک وملت سے وفاداری کی واضح دلیل ہے۔

اس طرح ان مسلسل سازشوں کے ذریعے اس وفادار اور محب وطن قوم کو مسائل ومشکلات میں پھنسائے رکھا اور پھر مئی 1988ء میں رونما ہونے والا شرمناک سانحہ شمالی علاقہ جات گلگت کی تاریخ کا بدترین واقعہ تھا اس منظم لشکر کشی کے پس پردہ حالات اور واقعات پر غور کیا جائے تو یقین کامل ہو جاتا ہے کہ اسلام کے ٹھیکہ داروں نے دین اسلام کے مقدس نام پر عالمی استکبار کا حق نمک خواری ادا کیا ہے اس سلسلے میں ماہ اپریل کے اوائل میں اسلام آباد سے تین انسان دوست سنی گلگت آئے تھے اور ان حضرات نے انسانی ہمدردی کے تحت صدر انجمن امامیہ مرکزی جامع مسجد گلگت وامام جمعہ والجماعت آقائے سید عباس علی شاہ نجفیؒ اور راقم سے ملکر قبل از وقت اس خاص خبر کو بتا دیا تھا کہ گلگت کے شیعوں پر لشکر کشی ہونے والی ہے مگر ہم نے اپنے ضمیر کے مطابق بطور حسن ظن اس طرف خاص توجہ نہیں دیا اس منظم لشکر کشی میں دیگر سنی حضرات نہیں تھے صرف دیوبندی مسلک سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے علاوہ C.I.A کا منظور نظر مولوی گلبدین حکمت یار کے حامی 7500 تربیت یافتہ کرائیے کے مجاہد جو دو لاکھ فی کس کے حساب سے میاں والی کیمپ سے سیلائے گئے تھے اس حملے کے کمانڈر صوبہ سرحد کا گورنر فضل حق اور وزیر امور کشمیر وشمالی علاقہ جات قاسم شاہ تھے اس لئے اس لشکر کو اتنے لمبے فاصلے سے گلگت پہنچانے کے لئے ہر ضلع کے ذمہ دار افراد کو اعتماد میں لیا گیا تھا اور منظم منصوبہ بندی کے تحت ہر گروپ کا ایک

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

امیر مقرر تھا اور ہر گروپ کے ہمراہ ہلکا اور بھاری اسلحہ ایمونیشن اور ایمبولنس گاڑیوں کے علاوہ وائرلس کمونیکیشن کا بندوبست بھی تھا اس طرح دیوبندی مدارس کے طلباء کے علاوہ راہنمائی کے لئے مقامی دیوبندی لوگوں کا تعاون حاصل تھا اس لشکر کشی میں بعض سول اور فوجی آفیسر بھی ملوث تھے اور اس واقعہ فاجعہ کے بعد گلگت کے جناب نادعلی رانا نے مشہور قوم پرست لیڈر جناب خان عبدالولی خان سے ملاقات کی تھی اس وقت خان صاحب نے اپنے اخباری انٹرویو میں کہا تھا مئی 1988ء میں گلگت پر لشکر کشی جنرل ضیاء الحق اور جنرل فضل حق کی نگرانی میں ہوئی تھی اس حملے میں صوبہ سرحد میں مقیم افغان مہاجرین اور کفر کے فتوے لگانے والے ملاؤں کی مدد اور حمایت حاصل تھی اور حکومتی مشینری استعمال ہوئی اور اس لشکر کشی کا کنٹرول روم اسلام آباد میں امریکی سفارت خانہ تھا اسطرح مئی 1988ء کا سانحہ فاجعہ اسلام کے نام پر نام نہاد دیوبندی مسلمانوں کی طرف سے ایک غیر اسلامی حرکت تھی اور اس غیر اسلامی حرکت کی وجہ سے دین اسلام اور ایمان کی تضحیک کے علاوہ پوری دنیا میں اسلام اور پاکستان کی بڑی بدنامی ہوئی کیونکہ یہ غیر اخلاقی حرکت اسلام کے نام پر کی گئی تھی اگر چہ ملک میں آباد ہر شہری کو اپنی افواج اور نظام عدل پر بھروسہ اور اعتماد ہوتا ہے اور ہر ملک کے لوگ ان دو اہم اداروں پر پورا بھروسہ کرتے ہیں جب کہ 23 مئی 1988ء کی صبح 9 بجے جلال آباد گاؤں کے گھر جل رہے تھے اور اس جلی ہوئی آبادی کا دھواں آسمان سے باتیں کر رہا تھا راقم اور ڈسٹرکٹ ممبر امیر شاہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

صاحب نے شمالی علاقہ جات کے فورس کمانڈر میجر جنرل ایاز احمد خان سے ایف سی، این، اے جوٹیال گلگت میں خصوصی ملاقات کر کے انکو اس یکطرفہ لشکر کشی کے بیانک واقعات اور مخدوش حالات پر نہایت تفصیلی سے بات کی اور جلد اس وحشیانہ جارحیت کو مطالبہ کیا مگر جنرل موصوف نے سیاچن کے محاذ پر ہونے والی جھڑپ کا حوالہ دیکر کہا کہ میرے پاس نفری نہیں ہے اور اتنے بڑے لشکر کو روکنے سے مجبور ہوں پورے علاقے کا محافظ فورس کمانڈر کی زبان سے لفظ مجبور سنکر ہمارے دل و دماغ بھی سن ہو گئے اور نہایت مایوسی کے عالم میں ہم دونوں دینور واپس ہوئے مگر چار گھنٹہ بعد وہی مجبور فورس کمانڈر نے فوجی ہیلی کاپٹر کو دینور چوک کے ایک کھیت میں اتار کر ناراض عوام کے سامنے خود یہ اعلان کیا کہ مجھے جہاں روکنے کا حکم ملا میں نے وہاں پر روک دیا ہے اسطرح ان چار گھنٹوں کے اندر اس بڑے مسلح لشکر کو روکنے کی خاص ضرورت کیوں پیش آئی اس کے پس پردہ مضمرات مندرجہ ذیل تھے:

1:۔ اس منظم سازشی منصوبے میں صرف ۶ دن کا اپریشن پلان تھا مگر ایک دن قبل شیعوں کی عید الفطر کی وجہ سے اور سکوار گاؤں کے محاذ پر خلاف توقع سخت مقابلہ اور مزاحمت کی بدولت یہ پہلا دور بری طرح ناکام ہوا کیونکہ سکوار گاؤں فوجی چھاونی سے ایک میل کے فاصلے پر ہے حملہ آوروں نے اس گاؤں کو جلا کر دینور کی جانب رخ کرنا تھا اس خاص منصوبے کے لئے صرف ۳ گھنٹے مقرر تھے مگر گتم سر سکوار کے محاذ پر خالی ہاتھ مدافعین نے مسلح لشکریوں کو 52 گھنٹے تک روک کر ان کو شرمناک شکست

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دیا۔

2:۔ ملکی محاذوں خصوصا بلتستان اور سیاچن کے محاذ جنگ پر وطن کا دفاع کرنے والے فوجی جوانوں تک اس بلا جواز اور شرمناک لشکرکشی کی افسوناک خبر پہنچ گئی تو ان جوانوں کے دل میں اپنے گھر بار اور ناموس کی خاص فکر لگی اور ان کے جذبات میں خاص تبدیلی کا امکان پیدا ہوا۔

3:۔ مذہب کے نام پر ہونے والے اس حملے کی مکمل خبر سے آگاہ ہونے کے بعد بلتستان کے عوام کی طرف سے حکومت کو یہ دھمکی دی گئی تھی کہ یہ سلسلہ مزید جاری رہا تو ایک نیا راستہ کھولا جائیگا۔

4:۔ جلال آباد، اوشکھنداس، سکوار اور دنیور سے گھر بار چھوڑ کر بے گھر ہونے والے اکثر مہاجرین کا یہ فیصلہ تھا کہ گلگت انتظامیہ اور پاک فوج ہمیں تحفظ نہ دے سکی لہذا گلگت کی سرحد پار کر کے چائنا سرحد میں جا کر چین سے پناہ طلب کی جائے اور اسی طرح ان پس پردہ افسوس ناک حالات و واقعات سے باخبر ہو کر محکمہ اینٹلی جنس لبیرو گلگت کے سربراہ جناب مجیب الدین صاحب کی خصوصی رپورٹ پر اس شرمناک اور جارحانہ حملے کو روکنے کا حکم دیا گیا اور امریکی سفیر رافیل کو سرینہ لاج گلگت میں بٹھا کر جلی ہوئی شیعہ بستیوں کا نظارہ کرانا مقصود تھا وہ پورا ہو گیا تھا لت شیعہ کے خلاف اس بزدلانہ لشکرکشی کے حوالے سے سابقہ صفحات میں کچھ واقعات بطور مثال اور دلیل پیش کیا ہے اس طرح شمالی علاقہ جات گلگت کی اس وقت کی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

متعصب اور جانبدار انتظامیہ نے اس مراعات یافتہ گروہ سے ملکر جب بھی موقعہ ملا اس ملت کو مسائل و مشکلات میں پھنسانے کی ہر بار کوشش کی ہے مگر بردبار شیعہ قوم نے ہر بار دانشمندی کا ثبوت دیکر دین فلسفہ اسلام اور ملک وملت کو بدنام ہونے سے بچایا اس حوالے سے تاریخ اسلام کے تناظر میں دیکھا جائے تو اس ملت کا ایک روشن اور تابناک ماضی ہے چونکہ انقلاب اسلامی ایران کی کامیابی کے بعد عالمی استکبار اپنے زرخرید چاکروں کے ذریعے اس ملت کو پاکستان کے اندر دباؤ میں رکھنا چاہتا تھا تا کہ پاکستان کے اندر موجود شیعہ ملت مرعوب رہے اور استکبار کے نمائندوں کا رعب بھی قائم ہوتا رہے۔

شیعہ ملت تاریخ کے ہر دور میں صابر رہی ہے جابر نہیں! چونکہ شمالی علاقہ جات گلگت و بلتستان دین اسلام اور پاکستان کا بازوئے شمشیر زن ہے اور اس ملت کی ابدی حقیقت کو امریکی چال اور سعودی ریال کی طاقت سے ختم نہیں کیا جاسکتا ہے۔ مگر اس مراعت یافتہ گروہ کی خبث باطنی اور شیعہ قیادت کی غیر دانشمندانہ اور غیر مربوط پالیسیوں کی بدولت اس اہم خطے میں روز بروز مسائل و مشکلات میں اضافہ ہوتا جارہا ہے عملی کام کم ہورہا ہے نعرہ بازی پر زیادہ زور دیا جاتا ہے یعنی مرغی انڈا چھوٹا دیتی ہے اور اونچی آواز میں کتاک کرتی ہے متعصب انتظامیہ کی جانبدارنہ طرز حکمرانی کی بدولت ایک خاص اور واضح قومی پالیسی مرتب ہونی چاہیئے مگر آج تک اس ملت کی قسمت جذباتی اور سخت گیر افراد کیا انانیت اور ذاتی معادات میں گرفتار

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

رہی ہے۔ اسلیئے اس علاقے پر حاکم انتظامیہ ایک تیر دو نشان کی پالسی کو بڑی دلیری اور کامیابی کے ساتھ چلا رہی ہے اور اس طرح پاکستان میں شیعہ ملت کی مذہبی قیادتوں کی غیر دانشمندانہ پالیسیوں کی بدولت عالمی استکبار اور اس کے بہی خواہ لوگوں کیلیئے سازشی منصوبوں کا راستہ ہموار ہوتا جاتا رہا ہے اور اسی پالیسی کے تحت مئی 1988ء میں گلگت کے شیعوں پر ایک منظم لشکر کشی کا منصوبہ تیار کیا گیا تھا اور اسیطرح اس خاص لشکر کشی کے لئے بہانے تلاش کیے جا رہے تھے۔ کیونکہ کسی نہ کسی طرح گلگت کے شیعوں کو بدنام کر کے حملے کا جواز بنایا جائے اس لئے اس سانحہ فاجعہ سے قبل بطور مقدمہ موضع جاگیر بسین بالا گلگت کی دیوبندی مسجد کو ڈائنامیٹ سے اڑانے کی سازش کی گئی تھی اور اس سازش میں ملوث شخص خود بھی دیوبندی سنی تھا مگر خوش قسمتی سے وہ نام نہاد مسلمان رنگے ہاتھوں گرفتار ہوا اور گرفتاری کے بعد اس نے پس پردہ سازش کرنے والوں کو بے نقاب کرنے کی دھمکی دیا تھا اس لئے وہ باعزت طور پر بری ہوا اور یہ بات یاد رہے کہ فقہ جعفریہ میں مسجد کا احترام واجب ہے اور کسی طرح کی بے ادبی حرام ہے اور پھر مرتب کردہ منصوبے کے تحت بانی انقلاب اسلامی جمہوریہ ایران حضرت آیۃ اللہ امام روح اللہ خمینیؒ کے خلاف جگہ جگہ غلیظ نعرے لکھوائے گئے تاکہ گلگت کے شیعہ اس سے اشتعال میں آ کر ردعمل کا اظہار کرے تاکہ لشکر کشی کا جواز مل جائے مگر ملت شیعہ نے اس نازیبا حرکت کو دشمنوں کی سازش قرار دیکر امن پسندی یا بزدلی کا عام مظاہرہ کر کے مقامی خودمختار انتظامیہ تک اپنا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

احتجاج پہنچایا اور یہ بھونڈی سازش بھی ناکام ہوئی اس کے بعد ایک اور بھونڈی سازش کے ذریعے سنیوں کو اشتعال دلا کر شیعوں کو بدنام کرنے کی خاطر خلفائے ثلاثہ کے خلاف مختلف دیواروں پر جگہ جگہ چاکنگ کرائی گئی اور ان دونوں واقعات میں لکھنے والے کی لکھائی اور سیاہی بھی ایک تھی اسیطرح جمعہ 13 مئی 1988ء کو گلگت میں عالمی یوم القدس منایا گیا اور اس ایمان افروز اجتماع میں شیعہ سنی علماء اور مقررین نے قبلہ اول بیت المقدس کی آزادی اور وحدت المسلمین کے اہم موضوعات پر کھل کر اظہار خیال کیا اور گلگت شہر میں ہونے والے ان نازیبا اور اشتعال انگیز واقعات پر اظہار افسوس کے ساتھ ان پس پردہ سازشوں کی بھرپور مذمت کی گئی اور اس گھناؤنی سازش سے لاتعلقی کا اعلان بھی کیا مگر اس دن دیوبندی مساجد میں جمعہ کے خطبات کے دوران ملت شیعہ کے خلاف اشتعال انگیز تقریروں کے علاوہ حسب عادت شیعوں کے خلاف کفر کے بازاری فتویٰ بازی بھی ہوتی رہی اسی دن جمعۃ الوداع کے اجتماع سے فارغ ہونے کے بعد اوشکھنداس گاؤں کے چند لڑکے ٹریکٹر پر سوار ہو کر واپس اپنے گاؤں جاتے ہوئے برائت از مشرکین کے خدائی حکم کے مطابق عالمی استکبار یہود ونصاریٰ کے خلاف نعرے لگاتے ہوئے کشروٹ محلہ کی بڑی سڑک سے گزر رہے تھے کشروٹ محلہ کے چند دیوبندی مسلک کے لڑکوں نے ان کا راستہ روک کر ان پر حملہ کر دیا اس طرح اس حملے اور مارکوٹائی میں خودکار اسلحہ سے فائرنگ بھی کی گئی اور اس گیراگیری کے دوران ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

راجی الرحمت صاحب نے موقعہ پر پہنچ کر اس جھگڑے کو ختم کرانے کی کوشش کی مگر اس جھگڑے میں ان کے پاؤں میں گولی لگی دو عدد سوزوکیوں کے علاوہ ایک دکان بھی جلا دیا گیا اور شرپسندوں نے دو پولیس سپاہی بھی زخمی کر دیئے اور اس کھلی غنڈہ گردی اور دہشت گردی کے باوجود حکام بالا کی طرف سے کوئی تادیبی کاروائی نہیں ہوئی اس لئے مقامی انتظامیہ کے خاص لوگ اس پس پردہ لشکر کشی کے پروگرام سے واقف تھے اور مقررہ تاریخ تک گلگت کی عام فضاء کو مسموم رکھنا چاہتے تھے اور اس کے ساتھ اس بھیانک سازش کو مربوط اور منظم کرنے کی تیاریاں ہو رہی تھیں اس دوران وزیر امور کشمیر و شمالی علاقہ جات قاسم شاہ اپنا سازشی مشن کی خاطر گلگت کے خصوصی دورے پر آیا اور شیعہ اور سنی افراد کو امن مذاکرات میں الجھائے رکھا اور منصوبہ ساز لوگ پس پردہ اس شرمناک اور انسانیت سوز سازش کی تیاری میں لگے رہے اور وزیر قاسم شاہ مذاکراتی لوگوں کو سیاست سکھانے کی کھلی دھمکی دیکر واپس اسلام آباد چلا گیا۔

غیبی امداد

شمالی علاقہ جات گلگت و بلتستان میں آج تک اکثر و بیشتر اہل تشیع اہلسنت سے ایک دن بعد عید الفطر مناتے رہے ہیں کیونکہ فقہ جعفریہ کے حکم کے مطابق صرف ریڈیو کی ایک خبر سے یکم شوال کی تاریخ ثابت نہیں ہوتی ہے اس لئے یہ خبر واحد کہلاتی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہے اور ایسی خبر پر عمل نہیں ہو سکتا ہے اور ایسی خبر کی صحت یقین کامل سے مشروط ہوتی ہے چونکہ یکم شوال کی تاریخ ثابت ہونے کے لیئے انسان خود چاند دیکھے یا رمضان ماہ کے ۳۰ دن پورے ہوں یا مختلف شہادتوں سے یقین کامل حاصل ہو مگر خوش قسمتی سے اس سال خلاف معمول 17 مئی کو بلتستان میں چاند نظر آنے کی شرعی شہادت کے ساتھ یقین حاصل ہوا تو ملت شیعہ نے گلگت میں ایک دن قبل عید الفطر منایا اس طرح شیعوں کے حق میں اس پس پردہ گھناونے سازش کے مقابلے میں خداوند عالم کی طرف سے ایک خاص غیبی امداد تھی اور ملت شیعہ ایک بہت بڑے خطرناک حادثے سے محفوظ رہی اسطرح عید کی تاریخ کی تبدیلی کی بدولت خالی ہاتھ نمازی اس بھیانک حملے سے بچ گئے اور سازش کا یہ منصوبہ ناکام ہوا اور 17 مئی 1988ء کو عید کی نماز سے فارغ ہو کر شیعہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو جا رہے تھے چند شیعہ جوان کشروٹ محلہ سے سڑک پر سگریٹ پیتے ہوئے گزر رہے تھے اگر چہ بطور اخلاق ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا اس دوران چند دیوبندی جوانوں نے ان لڑکوں کو روک کر رمضان میں سگریٹ پینے کا بہانہ بنا کر ڈانٹ پلا دیا اور بد زبانی کے ساتھ شرارت پر اتر آئے اور بات بڑھ گئی اس دوران دیوبندی جوانوں میں سے ایک نے سامنے موجود پولیس سپاہی سے بندوق چھین کر فائر کیا اور اس فائر سے ایک جوان پاؤں میں گولی لگنے سے زخمی ہوا چونکہ مرتب کردہ پلان کے مطابق کوئی بہانہ تلاش کرنا تھا اس طرح گلگت کے حالات خراب کرا کر اس خاص منصوبے پر عمل کرنے کے لیئے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

راہ ھموار کرنا تھا اس کشمکش اور منہ ماری کے ساتھ ان لوگوں نے شیعوں کا محلہ نگرل کی طرف خودکار ہتھیار سے فائرنگ بھی کردی اور فائرنگ کے ردعمل کے طور پر محلہ نگرل کی طرف سے بھی جوابی فائرنگ ہوئی اس طرح محلہ نگرل کا ایک جوان گولی لگنے سے زخمی ہوا اور کشروٹ محلہ کا ایک جوان بھی زخمی ہوا تھا جو بعد میں زخموں کی تاب نہ لا کر چل بسا۔ اس فائرنگ میں ایف، سی، کا کردار قابل تعریف نہ تھا اور اس طرح 18 مئی 1988ء کو اہلسنت نے عید منائی اور دیوبندی خطیبوں نے عید الفطر کے خطبوں میں دل کھول کر شیعوں کے خلاف بولا ان کو کافر اور بدعتی کہہ کر ان کے خلاف جہاد کرنا فرض قرار دیا اور عوام الناس کو شیعوں کے خلاف جہاد کرنے کی تیاری کا حکم دیا اسطرح 18 مئی کی شام تک منصوبے کے تحت گلگت شہر سے مشرق کی جانب 9 میل کے فاصلے پر آباد مناور گاؤں میں کم از کم پانچ ہزار تک مسلح حملہ آور لشکری داخل ہو چکے تھے مناور گاؤں کی آبادی شیعہ سنی افراد پر مشتمل ہے مگر شیعہ آبادی کی تعداد کم ہے اس لئے اچانک حملہ آور مناور گاؤں میں داخل ہو کر شیعہ آبادی کو یرغمال بنایا اور ان کی مساجد اور امام بارگاہ کو گرادیا اور نائب ناظم تعلیمات مظفر علی خان کو جو عید ملنے مناور گاؤں گیا تھا اغواء کر کے قتل کر دیا اور ابھی تک ان کے بارے میں کچھ بھی پتہ نہیں چلا اس طرح جناب شیخ جہانگیر حسین تقی جو اپنی تحقیق سے فقہ جعفریہ میں داخل ہوا تھا اس کے ہم زلف شیخ ناصر عباس تقی کے ہمراہ بڑی بے دردی کے ساتھ شہید کر دیے گئے اس طرح 19 مئی 1988ء کو حملہ آور لشکریوں نے خودکار

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بھاری اسلحہ سے لیس ہو کر گلگت کی فوجی چھاؤنی سے صرف ایک میل کے فاصلے پر واقع سکوار گاؤں پر حملہ کر دیا اور سکوار گاؤں پر قبضہ کے لئے صرف 3 گھنٹے مقرر تھا تھے چونکہ اس گاؤں پر قبضہ کے بعد گلگت کے بعد دوسرا بڑا گاؤں دینور پر حملہ کرنا تھا جو دریا پار واقع ہے مگر سکوار گاؤں کا دفاع کرنے والے جوانوں نے خلاف توقع اپنے ناقص اور کم اسلحہ کے ساتھ بھاری اور خودکار اسلحہ سے لیس منظم حملہ آور لشکریوں کو سکوار گٹم سر کے میدان ہی میں روک لیا اور اپنی جنگی مہارت اور ٹیکنیکل طریقے سے اس محاذ پر حملہ آوروں کو الجھائے رکھا اس طرح سکوار گاؤں کا دفاع کی خاطر اس محاذ پر کل 140 مدافعین شریک تھے اور ان جان نثار جوانوں کی کمان صوبیدار علی بیگ دینور، صوبیدار ایران علی نگر، نائب صوبیدار سلطان علی دینور، نائب صوبیدار شاہ رئیس خان سکوار اور نائب صوبیدار محمد جان سکوار اور زندہ شہید نائب صوبیدار علی محمد نگر کر رہے تھے ان ریٹائرڈ فوجی کمانڈروں نے اپنا تجربہ اور حکمت عملی کے ساتھ اپنا ناقص اسلحہ اور کارتوس کی کمی کے باوجود ہاتھ کے بنے ہوئے دستی بموں کے ساتھ اچھے نشانہ باز جوانوں کی نشانہ بازی اور بہادری کی وجہ سے ہزاروں مسلح حملہ آور لشکریوں کا 52 گھنٹوں تک ڈٹ کر مقابلہ کیا اگرچہ ان مدافعین کے لئے ہر طرف سے کمک اور مدد کے راستے مسدود تھے اور حملہ آور لشکری آزاد تھے اور ان کے لئے سب راستے کھلے تھے کوئی چیک کرنے اور روکنے والا نہیں تھا سرکاری اور نیم سرکاری مشینری کھلم کھلا ان کی مدد کرتی تھی ان سخت حالات کے باوجود مکتب شیعہ کے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جوانوں نے اپنی ناموس کی حفاظت کی خاطر فداکاری کے جوہر دکھائے اور ہر طرح سے مسلح حملہ آوروں کی اس یلغار کو ناکام بنا دیا اور سکوار گاؤں کے اس حساس محاذ پر 80 کے لگ بھگ حملہ آور ہلاک اور زخمی ہوئے اور دفاع کرنے والوں میں سے 9 جوان شہید ہوئے اور ایک کمانڈر نائب صوبیدار علی محمد زخمی ہوئے اس طرح سکوار گاؤں کے اس اہم محاذ پر دفاع کرنیوالے جوانوں کی پامردی اور جانبازی نے مسلح حملہ آور لشکر اور ان کے حامیوں کو حیران کر دیا مگر اس سازش میں ملوث انتظامیہ نے اپنی ساکھ کو بچانے کی خاطر مکر اور فریب سے پولیس اور ایف۔سی کی نفری کو متحارب گروپوں کے درمیان لا کھڑا کیا اور لاؤڈ سپیکر پر بار بار یہ اعلان کرایا کہ پولیس اور ایف سی کی مسلح نفری درمیان میں آ گئی ہے لہذا فائر بند کر کے سب اپنی پوزیشنوں سے پیچھے ہٹ جاؤ چونکہ دنیور گاؤں میں قائم ہنگامی کنٹرول روم کی طرف سے مدافعین کو یہ ہدایات دی گئی تھیں کہ اگر انتظامیہ کی طرف سے جنگ رکوانے کے لئے مداخلت ہو جائے اور پولیس یا ایف۔سی درمیان میں آ جائے تو تم اپنے مورچے چھوڑ کر پیچھے ہٹ جاؤ اور بصورت دیگر آخری جوان اور آخری گولی تک گاؤں کی حفاظت کرنا ہے۔

دنیور میں قائم ہنگامی کنٹرول روم ہر قسم کے حالات کی نگرانی کے علاوہ ہر قسم کے تعاون کا بھی خیال رکھتا تھا یعنی سکوار کے محاذ اور جلال آباد کے محاذ تک ہر قسم کی دستیاب کمک پہنچانے کا ذمہ دار تھا اور اس خاص اور ہنگامی مرکز کو چلانے میں نمبردار

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نیت خان دنیور حولدار شکور علی دنیور، محمد عیسیٰ خان ایڈوکیٹ دنیور، شیخ غلام حسین انجم دنیور، کے علاوہ وزیر غلام عباس گلگت سید یحییٰ شاہ نگر صوبیدار احسان علی نگر، صوبیدار بیتھام نگر، اور صوبیدار محمد شاہ نگر خاص طور پر قابل ذکر ہیں اس لئے سکوار گاؤں کا دفاع کرنے والے حسب حکم اپنے مورچے چھوڑ کر پیچھے ہٹ گئے تو پولیس اور ایف سی نے درمیان میں آ کر عام فائر بندی کرائی مگر ان لشکریوں کے ہمراہ آنے والے لوگوں میں سے چند مقامی واقف کار لوگوں نے رات کی تاریکی میں گاؤں میں گھس کر سکوار کی مساجد اور امام بارگاہ کو آگ لگانے کے علاوہ چند دکانوں کے دروازے توڑ کر کھانے کی عام چیزیں چوری کر کے لیکر گئے۔ سانحہ گلگت کے دوران ایف، سی فورس کا کردار کھلے انداز میں جانبدار رہا یہ فورس مکمل طور پر حملہ آور لوگوں کے لئے مخبری کے علاوہ ان کو تحفظ فراہم کرتی رہی دنیور کی حفاظت کی خاطر چائینا پل پر پہرہ دینے والے حوالدار محمد علی کو ایف، سی نے چائنا پل پر فائر کر کے شہید کر دیا سکوار گاؤں کے محاذ پر حملہ آوروں کو ہزیمت اٹھانے کے بعد غیر جانبدار پولیس آفیسروں نے چیف سکریٹری کو لکھ کر دیا تھا کہ حالات زیادہ خراب ہیں اور حالات پولیس فورس کے قابو سے باہر ہیں اس لئے پورے علاقے کا کنٹرول فوج کے حوالہ کیا جائے مگر اس لشکر کشی کا سرغنہ قاسم شاہ وزیر امور کشمیر و شمالی علاقہ جات نے اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کی خاطر اس منظم اور مسلح لشکر کشی کو دو فرقوں کا جھگڑا قرار دیکر علاقے کا انتظام فوج کے حوالے کرنے سے انکار کیا مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سکوار گاؤں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کی اہم شکست کے بعد دنیور پر حملے کا خاص منصوبہ بری طرح ناکام ہوا اور اسی دوران ۲۰ مئی کی سہ پہر کو قاسم شاہ مناور گاؤں جا کر حملہ آور لشکریوں سے اظہار ناراضگی کے ساتھ پس پردہ منصوبے کے بارے میں نئے ہدایات دیکر گلگت واپس ہوا اس طرح مناور گاؤں میں جمع ہونے والے کرایے کے حملہ آور جلال آباد اور ہیراموش کی طرف چلے گئے ان کے ہمراہ بھاری اسلحہ ایمبولنس گاڑیاں وائرلیس سیٹ کے علاوہ سرکاری اور نیم سرکاری گاڑیوں کی کانوائے بھی تھی ۲۰ مئی کی شام کو مسلح حملہ آوروں نے ہیراموش اور جلال آباد کی جانب بھرپور پیش قدمی شروع کیا اور ہیراموش کی طرف آگے بڑھنے والے کالم کو کمانڈنٹ بونجی چھاونی کرنل عبدالعزیز ناصبی کی طرف سے تعاون اور راہنمائی حاصل تھی اس لئے دریائے سندھ کے اس پار سے کورنگ فائرنگ کے لئے مشین گنوں سے لیس لشکری متعین تھے اسی طرح مسلح لشکری دریائے سندھ کے ساتھ شاہراہ بلتستان پر ہیراموش اور بلتستان کی طرف پیش قدمی کر کے ہیراموش کی پہلی آبادی عنصر کیمپ تک پہنچ گئے تھے چونکہ تو اس خاص موقعہ کی خاطر ایف ڈبلیو او کا یہ فوجی کیمپ بھی خالی کرایا گیا تھا علاقہ ہیراموش مختلف چھوٹی اور پہاڑی آبادیوں پر مشتمل ہے جب ان آبادیوں کو اس مسلح حملے کا علم ہوا تو فوری طور پر جوانوں کا ایک مختصر دستہ شاہراہ بلتستان پر واقع کھات نامی آبادی میں آ گیا اور اس مسلح حملے کو روکنے کی کوشش شروع کی قدیم تاریخ سے علاقہ ہیراموش کے لوگ اپنی جنگ جویانہ طبیعت اور بہادری کی وجہ سے زیادہ مشہور ہیں اس لئے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ان لوگوں نے بھاری ہتھیار سے لیس ہزاروں حملہ آور لشکریوں کا بھرپور مقابلہ کیا ان لوگوں کے پاس عام فرسودہ ہتھیار کے ساتھ ایمونیشن کی کمی تھی مگر ٹیکنیکل طور پر پہاڑوں سے بڑے بڑے پتھر گرا کر شاہراہ بلتستان کو بند کر دیا اس لئے حملہ آور لشکری کھات نامی آبادی میں مجبوراً رک گئے مگر کھات گاؤں کے اوپر واقع شوتہ نامی گاؤں جس کی آبادی 45 گھرانوں پر مشتمل ہے حملہ آوروں نے رات کی تاریکی میں جا کر آگ لگا دی شوتہ گاؤں کے گھربار جل کر خاکستر ہوئے یہاں کی آبادی پہلے ہی گاؤں چھوڑ کر بلتستان کی طرف ہجرت کر گئی تھی اس طرح جب مہاجرین کا قافلہ روندو بلتستان پہنچ گیا تو اس لشکرکشی کا علم ہوا تب روندو بلتستان سے مسلح جوان ہیراموش کو بچانے کی خاطر مختلف گروپوں میں ہیراموش کی طرف آنا شروع ہوئے اس طرح روندو بلتستان کا پہلا دستہ جب ہیراموش پہنچ گیا تو دفاع کرنے والے خالی ہاتھ لوگوں کو حوصلہ ملا اور ان کے جذبے اور طاقت میں اضافہ ہوا اور کسی حد تک دفاعی حالت سدھر گئی اس طرح کھات نامی گاؤں میں سخت تاریخی معرکہ رونما ہوا چونکہ دریا پار بونجی کی طرف سے بھاری ہتھیاروں سے کورنگ فائر ہوتی تھی اور اس فارنگ کی وجہ سے خود حملہ آوروں سے اپنے ہی ساتھیوں کا زیادہ جانی نقصان ہوا جب گلگت اور ہیراموش پر حملے کی چونکا دینے والی خبر سارے بلتستان میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی تو سکردو سے بھی جوان اپنا خرچہ پانی لیکر لگاتار ہیراموش کی جانب روانہ ہوئے اس طرح جب بلتستان کا علاقہ پوری طرح حرکت میں آ گیا تو

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حالات کا رخ ہی بدل گیا اور اس کے ساتھ ہی مذہبی اور سیاسی لوگوں نے حکومت کو یہ کھلی دھمکی دیا کہ اگر یہ لشکر کشی فوری طور پر بند نہ ہوئی تو ہم ایک نیا راستہ کھولنے پر مجبور ہونگے بلتستان کے لوگوں کی طرف سے اس سنسنی خیز دھمکی کے بعد اس سازش میں ملوث انتظامیہ نے مجبور ہو کر صرف پوچ ایمونیشن کے ساتھ این، ایل، آئی، کی نفری ہیراموش کی طرف روانہ کیا اور اس کے ساتھ ہی حملہ آور کرائے کے لشکریوں کو واپس ہونے کا حکم بھی دیا گیا اس طرح ہیراموش کے محاذ پر دفاع کرنے والے ایک کمانڈر نے بتا کہ این، ایل، آئی کے جوانوں کی آمد سے دو گھنٹہ قبل بلتستان سے آنے والے جوان اور اسلحہ پہنچ جاتا تو مسلح لشکریوں کو کھات نامی آبادی سے عالم پل تک دھکیل دیا جاتا جنگ کا یہ احوال ہے کہ دفاع کرنے والوں کے مقابلے میں حملہ آوروں کا نقصان زیادہ ہوتا ہے اور اس حملے کے دوران بھی دریائے سندھ کے پار بونجی کی طرف سے امدادی فائر کرنے والوں کی غلطی کی وجہ سے مسلح لشکریوں کا بھاری جانی نقصان ہوا اور اس دفاعی جنگ میں 9 مدافعین شہید ہوئے اور ان شہیدوں میں سے سات جوان بلتستان کے تھے اور دو ہیراموش کے اس طرح شاہراہ بلتستان پر علاقہ ہیراموش کا پہلا مقام کھات نامی گاؤں میں مسلح حملہ آور لشکریوں سے مقابلہ تاریخ حرب وضرب کا ایک تابناک باب بن گیا ہے اور یہ مقابلہ گلگت و بلتستان کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا اس طرح منصوبہ بندی کے ساتھ طے شدہ پروگرام کے مطابق سب سے پہلے 19 مئی کو تقریباً ایک ہزار مسلح لشکریوں نے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جدید خودکار اسلحہ کے ساتھ چاروں طرف سے گری ہوئی شیعہ آبادی جلکوٹ ستی کے لوگوں کو یرغمال بنایا تھا جلکوٹ گاؤں کی آبادی 100 گھرانوں پر مشتمل تھی قوم پرستی اور نسل برادری کے نام پر ان کی عزت اور ناموس بچ گیا اور اعلان وہابیت کے نام سے جان و مال اور ناموس کی عزت بچ گئی مگر خدا کا گھر مساجد اور امام بارگاہین جلنے سے محفوظ نہ رہ سکیں اس دوران اسلام کے نام پر بہت سے واقعات رونما ہوئے ان واقعات کی تفصیل باعث طوالت ہوگی اس طرح اعلان وہابیت کے ۲ ماہ بعد جلکوٹ گاؤں کے سو گھرانے اپنا سب کچھ چھوڑ کر گلگت کی جانب ہجرت کر کے آ گئے اور خاص گلگت کے آس پاس آباد ہوئے ہیں ظلم و جبر سے بچنے اور ناموس اسلام کی خاطر ہجرت کرنا ایک بڑی سعادت ہے اور اسطرح مکتب اہل بیتؑ کی خاطر اپنا سب کچھ چھوڑ کر آنے کے باوجود یہ مہاجر پہلے سے بہتر زندگی گزار رہے ہیں۔

اس طرح 19 مئی 1988ء کو ہی حملہ آور مسلح لشکریوں نے شاہراہ قراقرم سے دریائے سندھ کے پار بونجی گاؤں میں آباد مٹھی شیعہ آبادی کو یرغمال بنا کر ان کو اپنے ظلم و زیادتی کا نشانہ بنانے کی کوشش کی تو ان مجبور لوگوں نے قبل از وقت بونجی کی قدیم اور مشہور چھاونی میں پناہ حاصل کر لیا اور اس قدیم چھاونی کی تعمیر کے علاوہ اس خاندان کے بزرگوں نے اسلام کی خاطر جنگ آزادی گلگت و بلتستان کے دوران ڈوگرہ افواج کے خلاف مجاہدین کی بھرپور مدد کی تھی ہر ملک کی فوج اس ملک کے شہریوں کا آخری سہارا ہوتی ہے لیکن اس لشکر کشی کے دوران بونجی چھاونی میں متعین

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کمانڈنٹ کرنل عبدالعزیز ناصبی اور میجر الیاس نے ان مجبور پناہ گزینوں کی دلجوئی کے بدلے سب سے پہلے مذہب تبدیل کرانے کے لئے تبلیغی جماعت کے مولویوں کی ڈیوٹی لگادی تھی تاکہ ان لوگوں کو وہابی بنایا جاسکے مگر کرنل عبدالعزیز اپنے مذموم مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکا۔ کیونکہ مکتب اہل بیتؑ کے عقیدت مند مذہبی میدان میں شکست نہیں کھاتے اور یہاں پر بھی بعض معتدل مزاج سنی حضرات نے قوم اور برادری کے حوالے سے ان لوگوں سے بھرپور تعاون کیا اور اس طرح بونجی گاؤں کی شیعہ آبادی برادری کے تعاون سے بونجی چھاونی سے نکل کر اپنا گھر بار چھوڑ کر ہجرت کرنے پر مجبور ہوئی اور نہایت بے سروسامانی کے عالم میں گلگت کی طرف آگئی اور اس طرح نام نہاد اسلام کے نام پر اس کرایے کے لشکر نے بونجی گاؤں میں آباد شیعہ آبادی کے بھرے گھر اور املاک کے علاوہ مساجد کو بھی آگ لگادیا اور اس طرح پڑی بنگلہ گاؤں شاہراہ قراقرم پر گلگت شہر سے 35 کلو میٹر اسلام آباد کی جانب واقع ہے اور اس گاؤں کی سنی وشیعہ مشترک آبادی میں صرف 40 گھر شیعوں کے تھے معتدل مزاج سنی حضرات کی ایما پر شیعہ آبادی قبل از وقت بال بچوں کے ہمراہ پڑی بنگلہ گاؤں سے گلگت منتقل ہوئی تھی اور شیعہ آبادی کی انخلا کے بعد صرف دو جوان وہاں رہ گئے تھے حملہ آور لشکریوں نے ان دونوں کو گرفتار کر کے شہید کردیا اور پڑی گاؤں کے شیعوں کی املاک اور مسجد کو بری طرح نقصان پہنچایا اور اسی طرح گلگت شہر سے مغرب کی جانب تحت تھاوس یاسین غذر، شیر قلعہ، شکیوٹ، شروٹ بار گو بالا اور بار گو

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پائین میں آباد شیعہ گھرانوں کو قتل کرنے یا ان کو وہابی بنانے کی خاطر ایک منظم منصوبے کے تحت عظیمو نامی قاتل شخص کو لشکر کا امیر بنا کر حملہ آور لشکری تھاوس یاسین میں آباد پندرہ گھرانوں پر مشتمل شیعہ اثنا عشریہ لوگوں پر حملہ آور ہوئے۔ مگر یاسین غذر کی اکثریتی آبادی اسماعیلی اور امن پسند سنی حضرات کی مداخلت پر عظیمو اپنے ساتھیوں کے ہمراہ واپس ہوا اور یہ مسلح حملہ آور لشکری داریل اور تانگیر کے گرمائی راستوں سے ہو کر یاسین گئے تھے راجدانی تخت تھاوس یاسین سے گلگت تک تقریباً 90 میل کا فاصلہ بنتا ہے اس طرح گلگت خاص سے 30 میل مغرب کی طرف سابقہ راجدانی شیر قلعہ واقع ہے اور شیر قلعہ میں صرف 14 گھرانے شیعہ اثنا عشری مسلک کے آباد تھے شیر قلعہ کی اکثریتی آبادی اسماعیلی برادری کی ہے اور 50 تک سنی گھرانے بھی آباد ہیں اس لئے حملہ آور لشکریوں نے شیر قلعہ غذر کی شیعہ آبادی میں سے مردوں کو یرغمال بنا کر گلاپور گاؤں میں قائم کیمپ میں پہنچا دیا اور شیر قلعہ کی واحد شیعہ مسجد کی چھت کو گرا دیا گلاپور گاؤں میں اکثر دیوبندی مسلک کے لوگ بستے ہیں اس نام نہاد اسلامی لشکر کا امیر عظیمو اور اس کے حملہ آور ساتھی اور مقامی دیوبندی مسلک کے لوگوں کا خاص نشانہ شکیوٹ شروٹ بارگو بالا اور بارگو پائین کی شیعہ آبادی تھی چونکہ گلگت شہر کے مخدوش حالات کی بنا پر اس علاقے کی شیعہ اور سنی آبادی کے مابین ایک امن معاہدہ بھی ہوا تھا مگر جب عام حالات کا رخ دیوبندیوں کے حق میں بدل گیا تو ان اسلام کے دعویداروں نے اس امن معاہدے کو پس پشت

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ڈال کر شکیوٹ اور شروٹ کی شیعہ آبادی پر حملہ کر دیا لیکن اس متوقع حملے کے خوف سے مشروٹ اور شکیوٹ گاؤں کے کچھ شیعہ لوگ گلگت شہر کی طرف منتقل ہوئے تھے اور کچھ گھرانے دریا پار بارگو بالا اور بارگو پائین میں منتقل ہوئے تھے اگر چہ ان دونوں گاؤں میں شیعہ اور سنی افراد آباد ہیں ان ہنگامہ خیز حالات میں بارگو کے سنی حضرات نے انسانیت کا ثبوت دیا شروٹ اور بارگو کے درمیان دریائے گلگت پر معلق لکڑی کا پل جلا دیا گیا اسطرح معتدل مزاج سنیوں کی مدد سے شیعوں نے اپنی عزت وناموس کا تحفظ کر لیا لیکن اسلام کے دعویدار لشکریوں اور ان کے حمایتیوں نے شکیوٹ اور شروٹ کے شیعہ گھروں کو لوٹنے کے بعد آگ لگا دیا اور اس کے ساتھ تین مساجد اور ایک امام بارگاہ کو بھی اگ لگادی گئی اور ایک جوان کو بھی شہید کر دیا گیا اس دوران وزیر امور کشمیر وشمالی علاقہ جات قاسم شاہ خود کلا پور کیمپ گیا اور وہاں پر جمع حملہ آور لشکریوں اور ان کی حمایت کرنے والوں سے ملاقات کر کے ان کا حوصلہ بڑھایا اسطرح امیر لشکر عظیمو اپنے ساتھی لشکر کے ہمراہ 24 مئی تک کلا پور کیمپ میں مقیم رہا اور اس دور کا بے شرم ایڈمنسٹریٹر عبدالقیوم خان نے اپنے خصوصی احکامات سے ان حملہ آوروں کے لئے سرکاری گاڑیوں کا بندوبست کر دیا اور وہ لوگ گلگت سے ہو کر باقاعدہ اہتمام کے ساتھ اپنے علاقوں میں واپس چلے گئے اور مقامی جانبدار انتظامیہ کی اس شرمناک پالیسی کی وجہ سے شیعہ عوام ہر وقت سوچنے پر مجبور ہیں کہ ایسے مسائل ومشکلات کیوں پیدا کیے جا رہے ہیں......؟

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اسی طرح 20 مئی 1988ء کی شام کو حملہ اور مسلح لشکری سنی آبادی جھموگڑھ سے گزر کر پہاڑ کے اوپر آباد بلکور گاؤں پر حملہ آور ہوئے بلکور گاؤں کی آبادی 40 گھرانوں پر مشتمل ہے اور یہاں کے لوگ قبل از وقت گاؤں چھوڑ کر جلال آباد آ گئے تھے اگرچہ جلال آباد اور جھموگڑھ کے لوگوں کے مابین بھی ایک امن معاہدہ ہوا تھا کہ کوئی فریق کسی بیرونی شخص یا اشخاص کو اپنے علاقے سے گزرنے نہیں دیگا مگر پس پردہ منظم لشکر کشی کا کسی کو علم نہ تھا یہ لوگ سمجھتے تھے کہ مقامی انتظامیہ کی خاص پالیسی کے تحت لڑاؤ اور حکومت کرو کی پالیسی ہوگی اور انتظامیہ حسب سابق اپنی دکان چمکانا چاہتی ہے مگر حالات ایسے نہیں تھے بلکہ ایک منظم اور مسلح لشکر کشی کی وجہ سے جھموگڑھ کی آبادی بھی یرغمال بن گئی تھی اور جلال آباد کے لوگ بھی حالات کی نزاکت سے مجبور ہوئے چونکہ یہ لوگ اس غیر متوقع لشکر کشی سے بے خبر تھے اس طرح اس خوش فہمی یا غلط فہمی کی بدولت جلال آباد والوں کو بھی نقصان اٹھانا پڑا اور جھموگڑھ والے بھی اس سازشی دلدل میں پھنس گئے اسی طرح اسلام کے نام پر لوٹ مار اور قتل و غارت گری کا بازار گرم کر دیا گیا چونکہ سکوار کے محاذ جنگ پر ہزیمت اٹھانے کے بعد حکمت یار گروپ کے کرائے کے نام نہاد مجاہدین جلال آباد اور ہیرا موش منتقل ہوئے تھے اور وہ سکوار کی ناکامی کا بدلہ ادھر چکانا چاہتے تھے چونکہ جلال آباد کی حفاظت اور دفاع کی خاطر لوگ منٹے مال نامی جگہ پر پہرہ دے رہے تھے آخری وقت تک وہ لوگ اس حملے کو مقامی انتظامیہ کی سازش سمجھتے تھے مگر ان ہزاروں حملہ آور

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

لشکریوں نے خودکار بھاری اسلحہ کے ساتھ جلال آباد کی طرف فائر شروع کیا۔ چونکہ ان کے ہمراہ خودکار ہتھیار کے علاوہ مشین گن وائرلس سیٹ ایمبولنس گاڑیوں کے علاوہ جدید اسلحہ سے بھرے ٹرک بھی تھے اور اس حملے کے دوران مسلح لشکری امریکہ زندہ باد، سعودی عرب زندہ باد، قاسم شاہ زندہ باد، حکمت یار زندہ باد، اور کرنل عبد العزیز زندہ باد کے خاص نعرے لگا رہے تھے اور یہ خاص نعرے گورنمنٹ بوائز ہائی سکول جلال آباد کی دیواروں پر بھی لکھ کر چھوڑا تھا۔ اسطرح جب اصل صورت حال کا علم ہوا کہ یہ کوئی عام حملہ نہیں بلکہ یہ ایک منظم منصوبہ بندی کے تحت کاروائی ہو رہی ہے تب مصیبت کی اس گھڑی میں لوگوں نے خالی ہاتھ ہوتے ہوئے جان نثاری اور نہایت پامردی کے ساتھ ان مسلح حملہ آور لشکریوں کو روکا اس ہنگامی حالت میں جلال آباد کا دفاع کرنے والوں کے پاس بھی عام اور فرسودہ قسم کا اسلحہ تھا اور کارتوس اس کے لئے بھی کم تھے لیکن عزت وناموس کی خاطر اس مسلح حملے کو 36 گھنٹے تک روکے رکھا اور اس موقع پر پاک فوج سے ریٹائرڈ ہونے والے تجربہ کار جوانوں کی حکمت عملی کارگر ہوئی اس لئے منصوبہ ساز سازشی اپنے اصل مقصد میں جلد کامیاب نہ ہو سکے مگر اس سازش میں ملوث انتظامیہ نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت سکوار گاؤں کے محاذ جنگ کی طرح یہاں بھی ایف۔ سی اور پولیس نفری کو اتار دیا اور انتظامیہ کے ذمہ دار افراد کی طرف سے یقین دہانی اور دفاع کی ذمہ داری کے وعدے پر مدافعین اپنے مورچے چھوڑ کر پیچھے ہٹ گئے اور ان کی یقین دہانی پر

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اعتبار کیا گیا لیکن خلاف وعدہ پولیس کی نفری وفاقی مورچوں کے قریب بھی نہیں گئی بلکہ جلال آباد کو لشکریوں کے لئے خالی چھوڑا گیا اسطرح خالی مورچے دیکھ کر مسلح حملہ آور لشکریوں نے آبادی کی طرف پیش قدمی کیا اور بلا روک ٹوک جلال آباد کی آبادی میں داخل ہو کر جلاؤ اور گیراؤ شروع کر دیا اور اس ہنگامی حالت میں عزت و ناموس کی خاطر جلال آباد کا انخلا ضروری ہو گیا تھا۔ اس طرح 22 مئی 1988ء کی رات کو جلال آباد سے لوگوں نے نکلنا شروع کیا اور اس ہنگامہ محشر میں ملک کے محافظ پاک فوج کے جوان اوشکھنداس اور جلال آباد کے درمیان کیمپ لگائے پریشان اور مجبور لوگوں کی بے بسی اور جلال آباد کی بربادی کا تماشا دیکھتے رہے اور اس دوران حملہ آور لشکریوں نے اوشکھنداس میں قائم فوجی کیمپ کی طرف بھی فائر کیا جس سے ایک فوجی جوان زخمی ہوا اس طرح اس فائر کے بعد فوجی آفیسروں نے اپنا رعب دکھانے کی خاطر مارٹر گن کے چند گولے جلال آباد کے پہاڑوں کی جانب فائر کرایا مگر جلال آباد کی ہنستی بستی آبادی کو جلنے اور جلانے سے روکنے کا حکم نہیں دیا گیا۔

22 مئی کی شام کے بعد اس بیانک رات کو میں نے جو قیامت خیز مناظر دیکھے ایسے دلدوز مناظر کو میں قبر تک بلا نہیں سکتا مگر اتنی بڑی بربادی کے بعد بہت ہی کم مدت میں میرے مذہبی اور سیاسی قائدین نے ان قیامت خیز مناظر کو بھلا دیا ہے اور جلال آباد کے لوگوں نے امدادی ریلیف کے بعد جلد ہی اس سانحے کو فراموش کر کے اپنے ماضی قریب کی اس تاریخی زیادتی کو صرف نظر کر دیا ہے اور اسطرح جو قومیں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اپنے ماضی کی مشکلات کو نظر انداز کرتی ہیں وہ پھر سے ایسے امتحانات میں گرفتار ہو جاتیں ہیں۔

22 مئی کی شام کو ہنگامی مرکز دنیور میں ایک خاص اطلاع ملی جس پر راقم کے ساتھ نائب صوبیدار محمد جابر صاحب کی قیادت میں صرف 6 افراد کا ایک دستہ اوشکھنداس کی طرف گیا اور مناور گاؤں کی سیدھ میں دریائے گلگت سے اس طرف رات کو نگرانی کرتا رہا اگر چہ وہاں پر مورچوں میں سائرنگر کے جوان پہرہ دے رہے تھے اور رات کی تاریکی کے پھیلنے کے ساتھ ہی جلال آباد اور اوشکھنداس سے مرد خواتین اپنے بچوں کے ساتھ اپنا حسب ضرورت واستطاعت کا سامان اٹھائے بڑی افراتفری کے عالم میں گروہ در گروہ دنیور کی طرف آتے رہے اس بیانک اور دلدوز منظر کے بارے میں اب بھی سوچتا ہوں تو دل سے ٹھنڈی آہیں نکل جاتیں ہیں اور شیعہ ملت کی بے بسی پر رونا آتا ہے اور ساتھ ہی اس پس پردہ سازش اور انسانیت سوز لشکر کشی کے علاوہ اس بربریت پر ان کے نام نہاد اسلام سے بھی نفرت ہونے لگتی ہے کیونکہ جس مکتب فکر میں احترام انسانیت اور سلامتی کا تصور نہ ہو اس قوم اور مکتب کا اسلام سے کیا واسطہ اور نام کے ان مسلمانوں نے جلال آباد کی ہنستی بستی آبادی کو آگ لگا دیا پھلدار درختوں کو کاٹا مجبور ومعذور بے زبان انسانوں کے علاوہ حیوانات کو بھی مشین گنوں کی گولیوں سے بھون ڈالا مساجد اور امام بارگاہوں کو آگ لگا دیا اگر چہ امن وسلامتی کا دین اسلام نے کافروں کے ساتھ بھی ایسا غیر انسانی سلوک

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حرام قرار دیا ہے مگر کرائیے کے ان نام نہاد مسلمانوں نے یہود و ہنود کے تاریخی مظالم سے بھی بڑھ کر بے رحمی کا مظارہ کیا اسطرح کرائیے کے یہ حملہ آور چاہتا تھا کا لشکر شیعوں پر اپنا رعب قائم کرنا۔

چونکہ مکتب اہل بیتؑ کے دلدادہ لوگ مرعوب نہیں ہوتے مگر ان کے اس غیر انسانی عمل و کردار سے نفرت میں اضافہ ہوا کیونکہ جب احترام انسانیت اور اسلام کے سلامتی کے قرآنی اصول صرف نظر ہوں تو عام و خاص لوگوں میں نفرت بڑھ جاتی ہے اور اللہ کی زمین میں ظلم و جبر کا بدلہ خدا کی جانب سے اس کے غضب کا نزول ہوتا ہے۔

اسطرح جلال آباد کی اس کربلائے عصر میں فرعون و یزید اور تاتاری مظالم کا مکمل کر مظاہرہ کیا گیا اور پھر حکومت وقت نے خود ہی ان کو آباد کرانے کی کوشش کی پھر بھی مکتب تشیع کے مسائل مشکلات میں کمی نہیں آئی اسطرح جلال آباد کے اس دفاعی جنگ میں پندرہ افراد مقابلے میں شہید ہوئے لیکن حملہ آور مقتولین کی صحیح گنتی کے لحاظ سے تعداد کا علم نہیں ہوا۔ مگر اس پورے سانحہ فاجعہ کے بارے میں غیر جانبدارانہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ اس منظم حملے میں کرائیے کے 518 حملہ آور لشکری ہلاک اور زخمی ہوئے تھے اس طرح مئی 1988ء کی اس مسلح لشکر کشی میں مختلف محاذوں پر میدان جنگ میں دفاع کرتے ہوئے 33 افراد نے جام شہادت نوش کیا 1230 گھر جل گئے 29 مساجد اور 13 امام بارگاہیں شہید ہوئے اور 2400 سو

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کے قریب قرآن پاک کے سیپارے اور نسخے جل کر شہید ہوئے اور کئے درجن مویشی کو مار دیا یا ہانکر لے گئے۔ پھلدار درخت کاٹ کر بے کار کر دیا فصلوں کو جلا دیا اسیطرح ان انسانیت سوز مظالم کے بعد بلی کی طرح اپنی لیسٹ پر مٹی ڈالتے ہوئے جنرل ضیاء الحق کی حکومت نے اس سانحہ کے متاثرین کو معاوضہ بھی دیا اور اس طرح اپنے مظالم کا خود اقرار کیا مئی 1988ء کے اس سانحہ کی وجہ سے کلمہ پڑھنے والوں کا اسلام اور ایمان کی اصل حقیقت کا علم ہوا اور ان کی اس بے دینی کی روش پر مسلمان اور غیر مسلم سب نے اظہار نفرت کیا اور اس واقعہ فاجعہ کی وجہ سے پاکستانی حکمرانوں اور گلگت کی انتظامیہ کے علاوہ دیوبندی اسلام کے پرستاروں کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ لگ گیا ہے اور ظلم وزیادتی کا یہ داغ تاریخ گلگت کے ماتھے کا جومر بن گیا ہے چونکہ دنیا کی تاریخ کے ہر دور میں مکتب شیعہ کو مشکلات و مسائل میں گرفتار رکھنے کی خاطر سازشیں ہوتیں رہی ہیں جنکی تفصیل بہت لمبی ہے اسطرح 1990ء کے دوران 13 رجب کی مناسبت سے ہونے والے چراغاں کو متنازعہ بنایا گیا خطہ شمال گلگت میں مختلف مذہبی تقریبات کے حوالے سے اظہار مسرت کی خاطر پہاڑوں پر چراغاں ہوتا ہے اور متعصب انتظامیہ نے خاص سازش کے تحت اس چراغاں کو متنازعہ بنوادیا بدقسمتی سے شیعوں کی خوشی اور غمی دونوں کی بابت مسائل و مشکلات پیدا کیے جاتے ہیں اس غیر ضروری عمل کے پیچھے شیعہ قیادت کی غیر مربوط پالیسی کا عمل دخل بھی شامل ہے اور 13 رجب کی مناسبت سے ہونے والے چراغاں کو متنازعہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بنوایا گیا اور سرزمین گلگت سے محبت رکھنے والے شیعہ سنی دانشور حضرات اور وکلاء برادری نے بطور صلح ایک معاہدہ طئے کیا تھا مگر تنظیم اہلسنت گلگت نے اس معاہدے کی مخالفت کیا اور اس کے ساتھ شیعہ حضرات میں سے بعض نے اس کو انا کا مسئلہ بنا دیا اور ۱۳ رجب کی شام کو حسب سابق اپنی سابقہ مقررہ جگہوں پر چراغاں کر کے شیعہ جوان واپس آ رہے تھے منظم منصوبہ بندی کے تحت انجمن نصرت الاسلام کنوداس سے شیعہ جوانوں کی گاڑی پر فائرنگ ہوئی اور اس غیر ضروری فائرنگ سے دو جوان شہید ہوئے اور چار افراد زخمی ہوئے اور اس سازش کے بعد جگلوٹ سٹی کے مقام پر پانچ بے گناہ مسافروں کو بھی قتل کیا گیا ان مقتولین میں دو حاضر سروس فوجی جوان بھی تھے ان دونوں واقعات کے ملزموں کے خلاف مقدمہ بنایا گیا اور فوج کی طرف سے دباؤ کی بنا پر دو ملزموں کو سزائے موت بھی ہوئی تھی مگر اس خاص مقدمہ کے حوالے سے شیعہ مذہبی قیادت کی غیر متوازن پالیسی کی بدولت اس سانحہ میں ملوث ملزم اس کے بعد بری ہو گئے اور مقامی متعصب انتظامیہ نے شیعہ مکتب کو دباؤ میں رکھنے کی خاطر عیدگاہ کنوداس میں شیعوں کے خلاف ایرانی پریشر ککر بم کے نام سے ایک ڈرامہ رچایا اور ملت شیعہ کے باعزت لوگوں کو گرفتار کر کے ان کے ساتھ ناروا سلوک روا رکھا گیا تا کہ ملت شیعہ پر دباؤ برقرار رہے اور اس خاص سازش کے مقابلے میں شیعہ قیادت کے جذباتی رد عمل اور غیر متوازن رویہ کی بدولت مسئلہ چراغاں بعد از خرابی بسیار ہمیشہ کے لئے ختم ہوا اور "کھودا پہاڑ تو نکلا چوہا" والا معاملہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہو گیا ملت مسلمہ کی فرقہ وارانہ روش کی وجہ سے شمالی علاقہ جات گلگت پر قابض حکمران اپنے بے پناہ اختیارات کے بل بوتے پر ایک تیر دو نشان کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں اور مکتب شیعہ کی غیر ضروری پالیسیوں کی وجہ سے مسائل و مشکلات میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور نہ معلوم کہ اس خطہ بے آئین کے مسلمانوں کی غلامی کی گھڑیاں کب ختم ہونگی اور کب یہ وفادار قوم قانون کی نظر میں پاکستانی کہلانے کی حقدار بنے گی اگرچہ تاریخ عالم کے تناظر میں دیکھا جائے تو ملت شیعہ ابتداء تاریخ سے ہی مسائل و مشکلات میں گرفتار ہو کر عادی ہو چکی ہے اور ماضی اور حال کے ہر دور میں ہر مشکل کو سہنے کی صلاحیت رکھتی ہے اس ملت نے مکتب اہلبیت ؑ کے خلاف ہونے والی ہر سازش کے علاوہ باقی سب مشکلات کو بڑے صبر و تحمل سے برداشت کیا ہے اور اس سلسلے میں نہ صرف اپنا وجود کو برقرار رکھا ہے بلکہ اپنے علمی اور عددی تعداد میں بھرپور اضافہ بھی کیا ہے۔

مملکت خداداد پاکستان امت مسلمہ کا مشترکہ ورثہ ہے اور اس عظیم ورثے کی حفاظت اور اس کی ترقی کے لئے جدوجہد کرنا ہر شہری کا اخلاقی اور قومی فریضہ ہے اور اس ملک کے ہر شہری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے عقیدے کے مطابق آزاد زندگی گزارے اور بلا روک ٹوک اپنے عقیدے کی ترویج کرے اور ان کا شرعی اور اخلاقی فرض بنتا ہے کہ وہ دوسرے شہری کا نظریہ اور عقیدے کی تنقیص نہ کرے کیونکہ شرعا اور قانونا ایسا کرنا جرم ہے پاکستان کی تاریخ میں ملت شیعہ نے 1947ء سے لیکر

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آج تک پاکستان اور شمالی علاقہ جات کی آزادی اور بقاء کی جنگ میں اپنا قومی اور ملی فریضہ سمجھ کر جان لڑا دیا ہے اس لئے مکتب شیعہ کو بھی اپنے عقائد و نظریات کی مکمل کر آزادانہ ترویج کا پورا حق ہے اس طرح نصاب تعلیم ہو یا نظام معیشت ملازمت کے حقوق ہوں یا سیاسی حقوق اس ملک کے اندر اس مکتب کے جملہ حقوق محفوظ ہیں اگر کوئی ان حقوق میں بیجا مداخلت کرے تو مکتب شیعہ ان حقوق کی خاطر جان لڑا دے تو یہ ان کا شرعی اور قانونی حق بنتا ہے دنیائے اسلام میں جعفری ثقافت ایک مدلل مضبوط اور مسلمہ اکائی ہے پاکستان پر حاکم حکمرانوں نے اپنے اقتدار کے زعم میں متعصب لوگوں کی سازشوں سے جعفری ثقافت کے خلاف مسائل و مشکلات پیدا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا ہے اور اس سلسلے میں بحث بڑی طویل ہے البتہ 1963ء میں صدر جنرل محمد ایوب خان کے دور حکومت میں درباری متعصب علماء اور حکمرانوں نے حسد و کینہ کی بنا پر صدر جنرل محمد ایوب خان اور اس کے ہم کاروں کو مکتب تشیع کے خلاف ابھارا اور اسلام کے نام پر شیعوں کے لئے مشکلات پیدا کئے تو مکتب اہل بیتؑ کے پرستاروں نے ان مسائل و مشکلات کا مقابلہ کرنے کی خاطر شیعہ مطالبات کمیٹی کے نام سے ایک منظم تنظیم بنایا اور قائد ملت جعفریہ علامہ سید محمد دہلویؒ کی پر خلوص قیادت میں کراچی سے گلگت تک مکتب شیعہ کے لوگوں نے یک جان و یک آواز ہو کر اپنے حقوق کا مطالبہ شروع کیا اور قوم کے اس اتحاد کی بدولت جنرل محمد ایوب خان کی حکومت نے شیعہ مطالبات کو تسلیم کیا اور کچھ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عملی اقدامات بھی کیے اور یہ سلسلہ جنرل ضیاء الحق کے دور اقتدار تک جاری رہا پھر جنرل ضیاء الحق نے اپنے گیارہ سالہ دور حکومت میں 1980ء میں نفاذ اسلام کے نام پر پھر سے متنازعہ مسائل کو چھیڑنا شروع کیا تو شیعہ ملت نے حکومت وقت اور متعصب علماء کے خطرناک عزائم سے باخبر ہو کر مکتب شیعہ کو متحد کرنے کی خاطر تحریک نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان کے نام سے ایک منظم انقلابی تحریک کی بنیاد رکھی اور قائد ملت علامہ مفتی جعفر حسین جیسی مخلص اور صالح قیادت کی سرپرستی میں ایک بار پھر پوری قوم نے متحد ہو کر اپنے مذہبی اور شہری حقوق کی خاطر بھرپور جدوجہد شروع کیا اور سابقہ چار مطالبات کے حصول کی خاطر تحریک چلایا اور اس اجتماعی تحریک کی بدولت صدر جنرل ضیاء الحق کی فوجی حکومت شیعہ مطالبات ماننے پر مجبور ہوئی اور ان مطالبات کے ماننے کے باوجود پاکستان کی بیوروکریسی کی سازش کی بنا پر صرف مسئلہ زکوٰۃ کے بارے میں ایک ڈیکلریشن فارم کے اجراء کے علاوہ کوئی خاص پیش رفت نہیں ہوئی اور حضرت مفتی جعفر حسینؒ کے انتقال کے بعد محسن ملت علامہ سید صفدر حسین نجفی کی تائید پر ملت شیعہ نے متفقہ طور پر تحریک نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان کی قیادت علامہ سید عارف حسین الحسینی شہید کے سپرد کیا آپ نے شہر قائد کراچی سے گلگت و بلتستان تک کے علماء کو ان مطالبات کے حصول کی خاطر اجتماع کرنے کی دعوت دی اور آپ کی دعوت پر پورے ملک سے علماء کرام اسلام آباد میں وزارت مذہبی امور کے دفتر کے سامنے ارجن ٹینا پارک میں جمع ہوئے اور ہزاروں کی تعداد

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں علماء کا اس روح پرور اجتماع میں گلگت سے 14 علماء شریک ہوئے تھے اس دن اسلام آباد کی فضاء میں چڑھتا ہوا سورج غروب ہوا اور شام کی سیاسی مائل شفق نے علاقے کو گیر لیا تو علماء کا یہ متحرک اجتماع آہستہ آہستہ جلوس کی صورت میں مسجد اثناء عشریہ اسلام آباد میں آ کر رک گیا اور پانچ دن تک پانی اور بجلی کے بغیر پولیس اور فوج کے پہرے میں بطور احتجاج بیٹھا رہا اور اس دور کے وزیر داخلہ جناب محمود اے ہارون سے مذاکرات جاری رہے اور ان طویل مذاکرات کے نتیجے میں نصاب دینیات میں ترمیم اور باقی نصاب پر نظر ثانی کے لئے شیعہ علماء اور سکالر کے انتخاب کی تجویز منظور ہوئی اور ان مذاکرات کی وجہ سے جماعت نہم اور دہم کے طلباء کے لئے شیعہ طلباء اور سنی طلباء کے نام سے الگ دینیات کا اعلان ہوا جماعت نہم اور دہم کا اور مطلوبہ نصاب ایک سال بعد سکولوں میں رائج ہوا 1999ء تک یہ جدا نصاب دینیات جاری رہا اس کے بعد نصاب دینیات کی تجدید ہوئی اور اس میں جماعت نہم و دہم کی لازمی اسلامیات کے نام سے قرآن مجید کی کچھ منتخب سورتیں اور کچھ منتخب احادیث مبارکہ کا ترجمہ اور تشریح شامل کر کے فقہی تنازعات کو ختم کیا گیا اور اب بھی نصاب کمیٹی کی جانب سے مرتب شدہ نصاب اسلامیات وغیرہ شیعہ علماء اور سکالرز کی طرف سے نظر ثانی کے بعد چھاپا جاتا ہے اس لئے 2003ء کے دوران مرتب ہونے والے نصاب دینیات پر بھی پاکستان کے تین بڑے اداروں کے مشہور علماء نے نظر ثانی کیا ہے اور ان شیعہ اداروں میں جامعہ اہل بیت اسلام آباد، حوزہ علمیہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جامعۃ المنتظر لاہور، اور جامعۃ النجف کراچی کے مستند علماء شامل ہیں پاکستان پر حاکم متعصب لوگوں کی طرف سے ہر دور میں مکتب تشیع کے خلاف سازشیں ہوتیں رہتی ہیں اور کسی نہ کسی بہانے سے شیعوں کو مسائل ومشکلات میں گرفتار رکھنے کی کوششیں ہوتیں ہیں لہذا اس خاص پالیسی کے خطرناک نتائج سے مکتب شیعہ کو محفوظ رکھنے کے لئے واضح پالیسی اور فکری دانشمندی کی ضرورت ہے اس طرح عالمی حالات کے تناظر میں پاکستان میں آباد شیعہ ملت کو اندرونی اور بیرونی خطرات اور مشکلات سے نجات دلانے کی خاطر بلوچستان سے سرحد تک اور کراچی سے گلگت بلتستان تک پوری ملت کا اتحاد اور ہم کاری شرط ہے اسطرح علماء دانشمند اکابرین اور عوام کے اتحاد سے ہی ہر دور کے مسائل ومشکلات سے بچا جاسکتا ہے کیونکہ قومی مسائل انفرادی کوششوں سے کامیاب ہوئے ہیں اور نہ ہونگے۔

شمالی علاقہ جات گلگت پر حکمران خودمختار انتظامیہ کی بدنیتی اور غیر واضح پالیسی کی بدولت دارالخلافہ گلگت خاص میں ملت شیعہ کے خلاف پہلی دفعہ شرپسندی کا پھونڈا الزام لگایا گیا اور متعصب انتظامیہ کے افراد دانستہ طور پر اس ملت باوفا کو کسی نہ کسی بہانے سے تنگ کر کے دبائے رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں اور یہ طرز حکمرانی افسوس ناک بھی ہے اور قابل مذمت بھی اور اس کے ساتھ پاکستان کے تین کروڑ شیعوں کے قومی مطالبات کو صرف اس خطہ بے آئین کا دارالخلافہ گلگت کی سطح تک محدود انداز میں اٹھایا جانا دانشمندانہ اقدام نہیں تھا اس لئے اس غیر مربوط مذہبی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پالیسی کی بدولت مسائل ومشکلات میں گرفتار ملت شیعہ کو مزید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور بدقسمتی سے ان مسائل ومشکلات سے نجات پانے کے لئے کوئی واضح اور جامع پالیسی کی راہ عمل بھی متعین نہیں تھا اسیطرح گلگت خاص میں پیش آنے والے حالیہ غیر مربوط مسائل وحالات کی بنا پر عام لوگوں کے حوصلے پست ہوتے گئے اور ہر ادارے کا ملازم اپنی نوکری کو محفوظ نہیں سمجھتا ہے اور نوآبادیاتی حکمرانی کے طرز پر خیرات کے نام پر آنے والا فنڈ ان خودساختہ حالات کے نذر ہو جاتا ہے۔

یہاں آئینی حقوق اور قانون کی پاسداری کے بغیر امن کا تصور بے معنی ہے یہاں مخلص سیاست دان اور جمہوری سیاسی پارٹیاں ہی اس بے ہنگام ماحول کو سنوار سکتیں ہیں مگر آئینی حقوق کے فقدان کے علاوہ مقامی انتظامیہ اپنے مفادات کی خاطر علماء کے نام پر مولوی حضرات کو اہمیت دیتی ہے بقول اقبالؒ

دین عالم فکر وتدبیر وجہاد
دین ملا فی سبیل اللہ فساد

کیونکہ یہ حضرات اپنے سستے فتووں اور مناظرانہ طرز بیان سے مسلم برادری کے پرسکون ماحول میں ارتعاش پیدا کرتے رہتے ہیں اس لئے ہر باشعور اور مخلص مسلمان اس طرز ادا کو پسند نہیں کرتا ہے مگر جو حکمران لڑاؤ اور حکومت کرو کی پالیسی کو اپنائے ہوئے ہیں انکو اس فرقہ وارانہ ماحول سے فائدہ اٹھانے کا جواز مل جاتا ہے

jabirabbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اور فرقہ واریت قوموں کی بقاء کے لئے زہر قاتل اور رستا ہوا ناسور ہے مسلم امہ کو کلمہ وحدت کی روشنی میں اس زہر اور ناسور کو ختم کرنا ہوگا وگرنا کس کس زخم پر تم روئی رکھوں گے فرواریت کا ناسور جگہ جگہ رستا ہے اسی طرح ہر دور کے حکمرانوں کا یہ خاص وطیرہ رہا ہے کہ وہ خود غرض اور نام نہاد علماء کے فتوؤں کے سہارے اپنے اقتدار کو بچانے کے خاطر ان کو خاص اہمیت دیتے رہے ہیں اور یہ طرز ادا احترام آدمیت کی تذلیل اور دین اسلام کی توہین ہے معصوم کا قول ہے کہ کافر حکومت عدل کی وجہ سے قائم رہ سکتی ہے مگر مسلمان حکومت ظلم سے قائم نہیں رہ سکتی اور ظالم جلد اپنے ظلم کا نتیجہ پالے گا۔

یادش بخیر

صدر جنرل ضیاء الحق کے دور کا وزیر اعظم محمد خان جونیجو کے آخری دور اقتدار میں مئی 1988ء کے دوران شمالی علاقہ جات گلگت پر فرقہ واریت کے نام سے مسلح لشکر کشی ہوئی راقم نے اپنی کتاب ''جلال آباد کیوں جل گیا'' میں بعض اصل حقائق سامنے لانے کی کوشش کی تھی مگر کتاب کے منظر عام پر آنیکے بعد گلگت کی مقامی انتظامیہ نے اس کتاب پر پابندی لگا دی اور دوسرا ایڈیشن شایع نہ ہوسکا۔ اسطرح 1988ء کے آخری دنوں میں صدر جنرل ضیاء الحق کے طیارے کے حادثہ کے بعد بینظیر بھٹو صاحبہ کی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حکومت آ گئی تو پاکستان پیپلز پارٹی شمالی علاقہ جات کی کوششوں سے پاکستان کی قیادت علاقے کے بنیادی حقوق اور عوام کے مجروح جذبات واحساسات سے آگاہ ہوئی اور بینظیر بھٹو صاحبہ نے اپنے باپ کے نقش قدم پر چل کر شمالی علاقہ جات کے سیاسی حالات میں اصلاح کر کے آئینی حقوق دینے کے بارے میں دو سے زیادہ بار کمیٹیاں تشکیل دیا تھا۔ مگر مقامی متعصب انتظامیہ اور کانا ڈویژن کی آزاد بیوروکریسی کی سازشوں کی بدولت یہ بیل منڈے نہ چڑھ سکا اور اس کے بعد ایک بار پھر پاکستان پیپلز پارٹی کی کوششوں کی بدولت 1990ء میں ناردرن ایریاز کونسل کے منتخب ممبران نے ایک متفقہ اصلاحی قرارداد حکومت پاکستان کو پیش کیا تھا۔ اس متفقہ اصلاحی قرارداد میں تین تجاویز زیر غور تھیں۔ اول شمالی علاقہ جات کو پاکستان کا پانچواں صوبہ بنا کر آئینی حقوق دیئے جائیں۔ دوئم یا کشمیر طرز کی مقامی حکومت بنائی جائے سوئم یا ان علاقوں کو کشمیر میں ضم کر کے سیاسی حقوق دیئے جائیں اگرچہ شمالی علاقہ جات کے عوام کشمیر میں شامل ہونے پر تیار نہیں ہیں۔ اس لئے ناردرن ایریاز کونسل کے ممبران نے ان تجاویز کو صیغہ راز کے طور پر خفیہ رکھا تھا۔ اسی طرح ان تین تجاویز کے علاوہ چوتھی کوئی خاص تجویز نہیں ہے۔ چونکہ ناردرن ایریاز کونسل کو اس متفقہ قرارداد کے باوجود علاقہ جات پر حاکم نوکر شاہی اور کانا ڈویژن کے خود مختار لوگ اپنے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بے پناہ اختیارات سے دست بردار ہونے پر تیار نہیں تھے۔ اس لئے اپنے خاص مقاصد کے علاوہ عام تعصب کی بنا پر شمالی علاقہ جات کے محروم لوگوں کو آئینی اور اصلاحی حقوق سے محروم رکھنے کی کوشش کرتے چلے آئے ہیں اس کے علاوہ جب بھی مرکز میں اس علاقے کے حقوق کی بات چلی تو آزاد کشمیر کے مفت خور اور بے حس لیڈروں نے اپنی سیاسی دکان چمکانے کی خاطر اخبارات میں الٹے سیدھے بیانات دیکر خطہ شمال کے محروم عوام کو مایوس کر دیا ہے اس لئے کہ شمالی علاقہ جات کے عوام کے سامنے کشمیری لیڈروں کا رویہ معاندانہ اور مشکوک رہا ہے۔ کیونکہ 1948ء کی جنگ آزادی گلگت وبلتستان کے بعد ان علاقوں پر ایف۔ سی۔ آر۔ کے نام سے کالا قانون نافذ کیا گیا۔ تو ان کشمیری لیڈروں نے اس ناانصافی کے بارے میں کوئی احتجاج نہیں کیا۔ پھر جنرل ضیاء الحق کے دور حکومت میں 1977ء میں ان علاقوں کو زون ای قرار دیکر مارشل لاء لگا دیا گیا۔ کیونکہ شمالی علاقہ جات کے لوگ ذوالفقار علی بھٹو کے شیدائی تھے اس دوران بھی کشمیری قیادت نے حکومت پاکستان کی اس دوغلی پالیسی کے خلاف ایک حرف بھی نہیں کہا اور اسطرح 1988ء کے دوران پاکستان کے مختلف تحصیلوں اور شہروں کے علاوہ افغان پناہ گزینوں کا مسلح لشکر نے شمالی علاقہ جات گلگت پر یلغار کر دیا تو ان کشمیری لیڈروں نے احتجاج یا بطور انسانی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہمدردی کے ایک لفظ بھی نہیں کہا جبکہ آج تک ہندوستان کی مقبوضہ کشمیر کی اسمبلی میں گلگت وبلتستان اور استور کی نمائندگی کے لئے جگہ موجود ہے۔ اسیطرح نہ تعلیمی اداروں اور سول سروسز میں کوئی کوٹہ مقرر ہے مگر کشمیری لیڈر ہندوستان کی طرح شمالی علاقہ جات کو اپنا اٹوٹ انگ کہتے ہیں اور اس طرح پس پردہ جوڑ توڑ کر کے ان علاقوں کے عوامی اور سیاسی حقوق پر ڈاکہ ڈالتے ہیں۔ چونکہ وزارت امور کشمیر و شمالی علاقہ جات اور کانا ڈویژن کے ذمہ دار لوگ یکطرفہ طور پر سیاہ و سفید کے مالک ومختار بنے بیٹھے ہیں۔ اس لئے وزیراعظم محمد نواز شریف صاحب کے دور اقتدار میں وزیر امور کشمیر و شمالی علاقہ جات کا قلم دان سردار مہتاب احمد خان عباسی کے ہاتھ لگا تو اس نے 1990ء کے مجوزہ انتخابات کے دوران اپنے من پسند امیدوار کو کامیاب کرانے کی خاطر حلقہ نمبر 1 و حلقہ نمبر 2 گلگت خاص میں ردو بدل کیا چونکہ شمالی علاقہ جات میں پاکستان پیپلز پارٹی واحد مقبول عوامی جماعت تھی اس کو تقسیم کیا جاسکے لہذا اس خاص سیاسی تبدیلی کو روکوانے کی خاطر پاکستان پیپلز پارٹی کے سیاست دانوں نے وزیر امور کشمیر و شمالی علاقہ جات اور مسلم لیگ سے مقابلہ کی خاطر تحریک نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان کو بھی سامنے لایا تاکہ ان متنازعہ حلقوں میں پاکستان پیپلز پارٹی کے امیدوارن کی کامیابی کے لئے راستہ ہموار کر سکے اس دور میں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

علامہ شیخ غلام محمد نجفی تحریک جعفریہ پاکستان شمالی علاقہ جات کے صدر تھے ۔آپ نے 1991ء کے بلدیاتی اور این اے کونسل کے عام انتخابات کے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا اور اس بائیکاٹ کے بعد باہمی اختلافات کے علاوہ ترقیاتی کاموں میں بھی خلل واقع ہوا اور یہ بائیکاٹ مذہبی رنگ اختیار کر گیا۔ چونکہ اس دور تک علامہ سید ساجد علی نقوی صاحب نے تحریک جعفریہ کے نام سے اپنی پارٹی کو الگ انتخابی نشان کے ساتھ پاکستان کے عام انتخابات میں متعارف کرایا تھا مگر یہ خلاف دستور تھا کیونکہ قائد تحریک نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان علامہ سید عارف حسین الحسینی شہید کے دور میں تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کی سپریم باڈی اور کونسل نے اپنے الگ انتخابی نشان کے ساتھ صوبائی اور قومی اسمبلیوں کے عام انتخابات میں حصہ نہ لینے کا حتمی فیصلہ کیا تھا مگر علامہ سید ساجد علی نقوی صاحب نے تحریک نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان کا نام تبدیل کر کے تحریک جعفریہ رکھا اور اپنی اس پارٹی کو کتاب و تختی کے نشان کے ساتھ پورے پاکستان میں اُتار انتخابی میدان میں دیا تھا۔ مگر پاکستان کے اندر شیعیان حیدر کرار کی واضح آبادی کے باوجود تحریک جعفریہ پاکستان کا ایک بھی ممبر منتخب نہیں ہوا۔

شمالی علاقہ جات گلگت وبلتستان میں شیعیان حیدر کرار کی واضح اکثریت ہے اور جس کسی پارٹی سے تعلق ہو یہاں شیعہ ممبران کی واضح

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اکثریت منتخب ہوتی ہے۔ چونکہ شمالی علاقہ جات گلگت بلتستان میں شیعہ اثنا عشریہ مکتب والے اپنے دینی اور سیاسی معاملات جعفریہ کونسل کے نام سے ایک نمائندہ مذہبی کونسل کے ذریعے چلاتے تھے۔ اس کونسل میں ہر پارٹی اور علاقہ اور گاؤں کے نمائندے شامل رہتے تھے۔ علامہ شیخ غلام محمد نجفی صدر تحریک جعفریہ شمالی علاقہ جات نے جنرل گلگت خاص میں ایک نمائندہ اجلاس کے دوران جعفریہ کونسل کو توڑ دینے کا اعلان کیا اور سب سیاسی اور مذہبی پارٹیوں کو تحریک جعفریہ پاکستان میں شامل ہو کر علاقے کے آئینی و سیاسی اور مذہبی حقوق کے حصول کی خاطر تحریک چلانے کا حکم دیا مگر اس نمائندہ اجلاس میں موجود دانشوروں اور وکلاء نے جو مختلف پارٹیوں سے تعلق رکھتے تھے آپ کے اس اعلان سے اتفاق نہیں کیا۔ بلکہ اپنے آئینی اور سیاسی حقوق کے حصول کی خاطر پاکستان سے تعلق رکھنے والی غیر مذہبی سیاسی پارٹیوں کی مدد پر زور دیا اور تحریک جعفریہ میں شمولیت سے انکار کرلیا۔ علاقائی سیاست کے تناظر میں دیکھا جائے تو ان حضرات کا فیصلہ درست تھا اور اسیطرح جعفریہ کونسل شمالی علاقہ جات کے ٹوٹنے کے بعد ملت جعفریہ شمالی علاقہ جات کا خالص مذہبی اور علاقائی پروگرام بری طرح متاثر ہوا اور تحریک جعفریہ ایک خالص مذہبی سیاسی پارٹی کے طور پر متعارف ہوئی اس دوران امامیہ اسٹوڈنٹ آرگنائزیشن پاکستان اور امامیہ آرگنائزیشن

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پاکستان کی علاقائی تنظیمیں زیادہ فعال ہوئیں اور اس زمانے میں علامہ سید ساجد علی نقوی صاحب کے مکمل عروج کا دور تھا اس لئے۔ انقلاب اسلامی ایران کے ثمرات اور اثرات کی بدولت ہر عالم کہلانے والا شخص اپنا مذہبی اور سیاسی کردار ادا کرنیکا شوقین تھا۔ اس سلسلے میں ہر نوجوان عالم کی جذباتی تقریریں اور نوجوانوں کی جذباتی نعرہ بازی اور وال چاکنگ کی وجہ سے شمالی علاقہ جات گلگت کے پرسکون فضاء میں ایک غیر ضروری اور جذباتی ہل چل پیدا ہوئی۔ اسیطرح قم ایران میں زیر تعلیم طلباء آئی۔ ایس۔ او اور آئی۔ او کی تنظیموں نے بھرپور انداز میں تحریک جعفریہ پاکستان گلگت کے لئے کام کیا۔ اور اس ہل چل میں تدبر دور اندیش اور متانت کی جگہ عام جذباتیات کا زیادہ دخل عمل رہا اس لئے سنجیدگی کی جگہ نعرہ بازی میں اضافہ ہوا اسیطرح دیکھا دیکھی مقابلے میں اسلامی جمعیت طلباء اور انجمن سپاہ صحابہ اور جمعیت طلباء اسلام جیسی مذہبی تنظیمیں بھی فعال ہوئیں اور اس شورشر کی وجہ سے علاقائی بنیادی حقوق کی جگہ مذہبی بنیاد پرستی اور انتہا پسندی نے جنم لیا۔ اور اس خاص مذہبی ماحول کی وجہ سے شیعہ سٹیٹ یا اسمعلیہ سٹیٹ کا نام نہاد پروپیگنڈہ شروع ہوا کیونکہ 1991ء میں ناردرن ایریاز کونسل کے عام انتخابات کے بائیکاٹ کی مہم کو ایک مذہبی تحریک کا نام دیا جاچکا تھا۔ جس کی وجہ سے شمالی علاقہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جات کے اس حسین خطہ میں عام نفرتیں جنم لینے لگی۔ اور نہ معلوم یہ دوریاں کب ختم ہونگی۔ چونکہ نگران وزیر اعظم معین قریشی نے شمالی علاقہ جات کے عوام کو بہلانے کے لئے ایک اصلاحی پیکیج دیا تھا۔ مگر اس اصلاحی پیکیج پر عمل درآمد بعد میں پاکستان پیپلز پارٹی کے دور میں ہوا اسیطرح اس اصلاحی پیکیج میں ناردرن ایریاز کونسل کی سیٹوں کی تعداد 16 سے بڑھا کر 24 کردی گئی تھی خواتین کی دو الگ نشتوں کے علاوہ ڈپٹی چیف ایکزیکٹو کا عہدہ بھی رکھا گیا تھا۔ اور ساتھ ہی تین سے پانچ تک مشیروں کی جگہ بھی پیدا کرلی گئی تھی۔ اس دور میں بے نظیر بھٹو صاحبہ دوسری بار وزارت عظمٰی کے عہدے پر فائز ہوئی تھی۔ اور آپ نے شمالی علاقہ جات میں جماعتی بنیاد پر الیکشن کرانے کا اعلان کیا تو شمالی علاقہ جات میں تحریک جعفریہ پاکستان پیپلز پارٹی پاکستان اور پاکستان مسلم لیگ انتخابی میدان میں مقابلے پر اتر آئی مسلم لیگ برائے نام تھی۔ اصل مقابلہ پاکستان پیپلز پارٹی اور تحریک جعفریہ کے مابین تھا۔ کیونکہ 1991ء کے انتخابی بائیکاٹ میں شرکت کے بعد تحریک جعفریہ ایک مضبوط سیاسی جماعت کے طور پر سامنے آئی تھی۔ اس لئے ناردرن ایریاز کونسل کے انتخابات میں اصل مقابلہ تحریک جعفریہ پاکستان اور پیپلز پارٹی پاکستان کے درمیان ہونا تھا۔ اور پیپلز پارٹی کے مضبوط امیدواروں کو شکست کا خوف تھا۔ اگرچہ 1994ء کے انتخابات

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کے دوران پیپلز پارٹی کے مرکزی لیڈروں نے ایک پھیکی اور کمزور انتخابی مہم بھی چلائی تھی مگر دوسری جانب سے تحریک جعفریہ پاکستان کے قائد علامہ سید ساجد علی نقوی صاحب نے نمائندہ ولی فقیہ کے نام پر مذہبی نعرہ کے ساتھ اپنے سینئر عہدداروں کے ہمراہ گلگت وبلتستان کا تفصیلی دورے کیئے اور خصوصاً دارالخلافہ گلگت پر ان کا زیادہ دباؤ تھا۔ تا کہ شمالی علاقہ جات کی سیاست میں نمایاں کام کرنے والے پیپلز پارٹی کے قائدین کو شکست دیا جا سکے پھر بھی پاکستان پیپلز پارٹی کے مقامی قائدین نے ضلع گلگت اور سکردو میں تحریک جعفریہ کے ساتھ انتخابی اتحاد کی بھرپور کوششیں کی اور ان کے درمیان کئے اجلاس ہوئے مگر تحریک جعفریہ نے اتحاد سے یکسر انکار کیا اور پسِ پردہ مسلم لیگ نواز گروپ اور تحریک جعفریہ کے درمیان انتخابی اتحاد ہوا جس کی وجہ سے حلقہ نمبر ۲ کے مضبوط امیدوار محمد موسیٰ ہار گیا۔ اور سیف الرحمن خان شیعہ ووٹ لیکر جیت گیا۔ اور حلقہ نمبر ۳ میں مشہور دانشور اور ماہر قانون دان سید جعفر شاہ سیاست میں نووارد امیدوار ڈاکٹر محمد اقبال سے ہار گیا۔

سیاست میں مذاکرات کے دروازے کبھی بند نہیں ہوتے لیکن تحریک جعفریہ نے پیپلز پارٹی کے ساتھ سیاسی اور انتخابی اتحاد کو مسترد کر دیا اگرچہ گلگت وبلتستان کے علماء کی واضح اکثریت تحریک جعفریہ پاکستان کی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پالسی سے اتفاق نہیں کرتی تھی۔ لیکن قومی اتحاد اور مذہبی بدنامی کے پیش نظر پیپلز پارٹی کے انتخابی مہم میں حصہ نہیں لیا اور اس متوقع نقصان کے بارے میں دنیور کے مقام پر راقم نے جنرل سکیریٹری تحریک جعفریہ انور علی اخونزادہ کے ساتھ ایک سرسری ملاقات میں اس طریق کار کے منفی اثرات کا ذکر کیا تھا۔ پھر انتخابات کے سال بعد پروفیسر غلام حسین سلیم پارلیمانی لیڈر تحریک جعفریہ پاکستان شمالی علاقہ جات نے حوزہ علمیہ جامع المنتظر لاہور میں ملاقات کی تو اس دوران تحریک جعفریہ کے لئے عوامی حمایت کی تفصیل اور مستقبل میں پیش آنے والے متوقع مسائل و مشکلات کے حوالے سے گھنٹہ بھر بات چیت ہوئی۔ پروفیسر سلیم صاحب سنجیدہ انسان ہیں جیت کر بھی بظاہر مطمئن نہیں لگ رہے تھے یا اکتا دکھاوا تھا۔ چونکہ 1994ء میں ناردرن ایریاز کونسل کے عام انتخابات کے دوران تحریک جعفریہ پاکستان کے حمایتی لوگوں نے بلا جواز پاکستان پیپلز پارٹی کی قائد بینظیر بھٹو صاحبہ کے خلاف کافر اور لادین ہونیکا فتویٰ لگا دیا اور مقامی قیادت کے خلاف بھی بلا جواز غلیظ پروپیگنڈہ کیا تا کہ عوام کے ذہن متنفر ہوں اور اسطرح اپنی کامیابی کی خاطر عوام الناس کی حمایت حاصل کرنے کے لئے نہایت حساس مذہبی عنوانات کو موضوع بحث بنایا اور ان حساس عقیدتی باتوں میں سے چادر زینبؑ علم عباسؑ خون حسینؑ امام زمانہؑ اور نمائندہ ولی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تقیہ جیسے خاص باتوں کو عوام الناس میں خوب پھیلا دیا۔ اسیطرح اپنے مفادات کی خاطر ایک متحدہ قوم کو منتشر کرایا بقول محمد یوسف حسین آبادی مصنف تاریخ بلتستان تحریک جعفریہ پاکستان نے میاں محمد نواز شریف سے انتخابی اتحاد کے نام پر اور سردار محمد عبدالقیوم خان سے شمالی علاقہ جات اور کشمیر کے حوالے سے کافی سے زیادہ عالی معاونت حاصل کیا تھا۔ لہٰذا تحریک جعفریہ سے تعلق رکھنے والے حضرات نے ایک ہی منصوبہ پانچواں صوبہ کے اعلان کے باوجود اس خطہ بے آئین کی حالت کو اپنی سطحی سیاست اور ذاتی مفادات کا نذر کر دیا چونکہ قائد تحریک جعفریہ علامہ سید ساجد علی نقوی صاحب نے خود ہی اس الیکشن کی رات کو شب عاشور کی طرح اہم قرار دیا تھا۔ لہٰذا مذہب کے نام پر اس سیاسی شور وشر اور بلند بانگ دعوں کے بعد انتخابی نتائج نے تحریک جعفریہ پاکستان اور پاکستان پیپلز پارٹی دونو کو ورطہ حیرت میں ڈالدیا کیونکہ دارالخلافہ گلگت میں پاکستان پیپلز پارٹی کے سرگردہ لیڈر سید جعفر شاہ ایڈوکیٹ محمد موسیٰ سید یحییٰ شاہ اور سابق مشیر قربان علی ہار گیے اس کے باوجود تحریک جعفریہ کو حکومت بنانے کے لئے مطلوبہ تعداد کی حمایت نہ مل سکی اور پاکستان پیپلز پارٹی نے پیر کرم علی شاہ کی سرکردگی میں اپنی حکومت بنائی اور اسیطرح پیر کرم علی شاہ شمالی علاقہ جات کے پہلے بے اختیار ڈپٹی چیف ایکزیکٹو مقرر

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہوئے۔ 1994ء کے انتخابات کی مہم کے دوران تحریک جعفریہ کے مقامی قیادت کے علاوہ ملکی سطح کے مذہبی لیڈروں نے جی بھر کر مذہبی رنگ میں سیاسی بیانات دیئے اسیطرح شمالی علاقہ جات کے اندر فرقہ واریت کا یک خاص عنصر نمایاں ہوا اوران بیانات کے تناظر میں تعصب اور خودغرض لکھاریوں نے اسمٰعیلیہ یا شیعہ اثنا عشریہ سٹیٹ کا واویلا مچایا اور اس شورو شر کی وجہ سے شمالی علاقہ جات کے جمہوری اور سیاسی حقوق کے حوالے سے ہونے والی پیشرفت میں تعطل پیدا ہوا اور ناردرن ایریاز کونسل کے دوسرے الیکشن تک تحریک جعفریہ پاکستان کا سابقہ سیاسی اور مذہبی زور ختم ہوا اور ان کی سیاسی حیثیت محدود ہوکررہ گئی۔ اگرچہ سیاست مذہب سے جدا نہیں لیکن دنیا میں جمہوریت کے مقابلے میں مذہب کا سیاسی اشو نہایت کمزور اور عارضی ہوتا ہے۔ اس لئے مذہبی نعرہ بازی سے ہٹ کر سیاسی پارٹیوں کی آواز میں اثر ہوتا ہے۔ اسیطرح آزادی کی نصف صدی کے دوران آئینی حقوق کے مقابلے میں شمالی علاقہ جات کے لئے اصلاحی پیکیجز میں اضافہ ہوتا رہا۔ لہذا پاکستان مسلم لیگ (ن) نے ناردرن ایریاز لیگل فریم ورک آڈر 1994ء میں ترمیم کرکے 1999ء میں اس کونسل کا نام قانون ساز کونسل رکھ دیا اور اس کونسل کو قانون سازی کے اختیارات بھی دینے کا اعلان کیا اور اکتوبر 1999ء میں ناردرن ایریاز کونسل کے انتخابات جماعتی بنیاد پر

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کروانیکا اعلان کیا اور وزیر امور کشمیر و شمالی علاقہ جات ریٹائرڈ لفٹننٹ جنرل عبدالمجید ملک نے شمالی علاقہ جات کا دورہ کر کے مسلم لیگ (ن) کو از سر نو منظم کیا اور اس کے بعد الیکشن کی بھرپور تیاری شروع کردی تھی مگر بد قسمتی یا خوش قسمتی سے 12 اکتوبر 1999ء میں ملک کا نظام چوتھی بار فوج کے ہاتھ لگا اور جنرل پرویز مشرف صاحب نے عنان حکومت سنبھال کر ناردرن ایریاز لیگل فریم ورک آذر 1999ء میں مزید ترمیم کر کے ناردرن ایریاز قانون ساز کونسل کے لئے ایک عدد سپیکر کی سیٹ کا اضافہ کر دیا کیونکہ اب تک وزیر امور کشمیر و شمالی علاقہ جات صرف چیف ایگزیکٹیو کے نام سے کونسل کے اجلاس کی صدارت کرتا تھا۔ اسیطرح جناب صاحب خان ایڈوکیٹ موجودہ چیف جسٹس ناردرن ایریاز کونسل کے پہلے سپیکر منتخب ہوئے۔ اسی دوران مشہور دانشور اور ممتاز قانون دان سید جعفر شاہ ممبر ناردرن ایریاز کونسل نے ممبران ناردرن ایریاز کونسل کی خواہش پر شمالی علاقہ جات کے لئے ایک جامع دستورالعمل مرتب کیا۔ جس پر تمام ممبران کونسل نے توثیق کردی ہے 1999ء کے انتخابات کی وجہ سے اس علاقے کے ماحول میں اور خصوصاً ملت شیعہ کے اندر بے اعتمادی کی فضاء میں اور بھنگ بڑھا اور ملت کے اندر گروہ بندی عام ہوگئی کیونکہ 1988ء کے سانحہ گلگت و بلتستان کے بعد ملت شیعہ کے آپس میں ایک خاص مضبوط اتحاد

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

قائم ہوا تھا۔ لیکن 1994ء کے عام جماعتی الیکشن کی وجہ سے ملت شیعہ کے درمیان اختلافات کی خلیج بہت زیادہ بڑھ گئی کیونکہ اس خطہ نے آئین میں مذہب کے نام پر چلنے والی سیاسی مہم نے مذہبی قومی اور علاقائی وحدت کو سبوتاژ کر دیا۔ اسطرح پارٹی بازی اور ذاتی اقتدار کی ہوس نے شمالی علاقہ جات کے اندر سنجیدہ لوگوں کے لئے ایک مایوس کن فضاء بنا دیا اور دن بدن اس بدلی فضا میں دھند چھا گیا خصوصا شیعہ ملت کے اندر پائی جانے والی مایوس کن فضاء نے ماحول میں ایک خاص بے یقینی پیدا کر دی تھی اور بعداز خرابی بسیار تحریک جعفریہ کے قائدین نے شیعہ ملت کی ان دوریوں کو قربتوں میں تبدیل کرنے کی خاطر کچھ حساس مسائل کو موضوع بحث بنا کر ملت شیعہ کے اس پراکندہ شیرازے کو دوبارہ متحد کرنے کی ہر بار ناکام کوششیں کی اور ان مسائل میں سے ایک مسئلہ نصاب کا بھی تھا۔ یہ مسئلہ پاکستان میں بسنے والے تین کروڑ عوام کا قانونی حق ہے۔ اور رہیگا۔ لہٰذا قائد تحریک جعفریہ گلگت آغا سید ضیاء الدین رضوی نے دارالخلافہ شمالی علاقہ جات گلگت کے اندر مسئلہ اصلاح نصاب تعلیم پر اپنی کوششیں تیز کر دی تو دارالخلافہ شمالی علاقہ جات گلگت اور اس کے اطراف میں حالات دن بدن کشیدہ ہوتے گئے تو مقامی حکومت کی طرف سے تحریک جعفریہ کے نامزد ڈپٹی چیف ایکزیکٹو اور مشیروں پر امن و امان کے حوالے سے دباؤ بڑھ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

گیا اور حکومتی دباؤ کی وجہ سے تحریک جعفریہ کے راسپوٹینوں نے مرکزی قیادت تک یہ شکایت پہنچا دیا چونکہ یہ مسئلہ اب اشو بن گیا تھا۔ لہٰذا آپس کی بحث مباحثہ کے بعد قائد تحریک جعفریہ علامہ سید ساجد علی نقوی صاحب نے تحریک جعفریہ پاکستان کی سپریم کونسل کا خصوصی اجلاس بلا کر تحریک جعفریہ کے صوبائی صدور کے دوبارہ انتخاب کا فیصلہ کیا۔ مگر دیگر صوبائی صدور اپنے عہدوں پر قائم رہے اور نزلہ حرف آغا سید ضیاء الدین رضوی پر گرا اور آپ کو شمالی علاقہ جات کی صدارت سے الگ کر کے آپ کی جگہ منتخب ممبر ناردرن ایریاز کونسل سید محمد عباس رضوی سکردو کو شمالی علاقہ جات کا صدر بنایا گیا۔ اور اس بے موقعہ سلیکشن کے بعد قیادت کے اندر چپقلش اور تیز ہو گئی اس دوران انتہا پسند مذہبی جماعتوں کی طرح تحریک جعفریہ پاکستان پر بھی پابندی لگ گئی۔ پس پردہ اس چپقلش اور بے اعتمادی کی فضاء کے دوران بلتستان کی اہم اور بڑی شیعہ آبادی کو اعتماد میں لیئے بغیر اصلاح نصاب کے نام سے احتجاج اور سکولوں کے بائیکاٹ کا اعلان کیا گیا۔ متنازعہ نصاب کی اصلاح کے لئے بہت سے طریقے تھے اس نام سے سکولوں کے بائیکاٹ کی جگہ تعلیمی بائیکاٹ ہوتا تو یہ مسئلہ سیاسی اور فرقہ وارانہ رنگ نہ پکڑتا آغا سید ضیاء الدین رضوی جس قسم کی اصلاح پاکستانی نصاب دینیات اور نصاب تعلیم میں چاہتے تھے نادان دوستوں نے اس کو

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مذہبی اور فرقہ وارانہ رنگ دیا جس کی وجہ سے اصلاح نصاب کی جگہ فرقہ وارانہ رنگ بہت زیادہ نمایاں ہوگیا۔ کیونکہ دارالخلافہ گلگت میں سکولوں کے بائیکاٹ کے دوران نگرانی کرنے والے لیڈر نما طلباء کو بقول کسی جو مالی مراعات ملی تھیں۔ اس طریق کار نے سنجیدہ لوگوں کو اور پریشان کر دیا تھا۔ آخر کار ۳ جون 2004ء کو عام احتجاج کا اعلان ہوا اور اس احتجاجی کال پر آغا سید ضیاء الدین رضوی اور آپ کے تین ساتھی گرفتار ہوئے تو اکثر لوگوں نے مذہبی جذبہ اور آپ سے عقیدت کی بنا پر مقامی انتظامیہ کی پالیسی کے خلاف احتجاج کیا اور سڑکوں پر آگئے اس دوران گلگت شہر کے اندر ایک بے گناہ طالب علم ساجد حسین میر ایف سی کے ہاتھوں قتل ہوا اور گلگت شہر میں کرفیوں لگا دیا گیا اسیطرح توڑ پھوڑ کے الزام میں دیگر 80 لوگ بھی گرفتار کیئے گئے اس دوران گلگت کے آس پاس کی جگہوں سے چار سے پانچ ہزار تک لوگوں نے گلگت شہر کی طرف مارچ کر کے چائنا پل دنیور میں جمع ہو کر گلگت شہر کی جانب جانا چاہا مگر پولیس کی رکاوٹ پر مظاہرین اور پولیس کے درمیان ٹکراؤ ہوا جس کی وجہ سے مشتعل ہجوم نے پولیس ریکروٹ سنٹر کو آگ لگا دی اسیطرح دنیور سکوار کے درمیان واقع چائنا پل کو مشتعل عوام نے مکمل طور پر بلاک کر کے ہر قسم کی ٹریفک کے لئے شاہراہ ریشم کو بند کر دیا مگر 4 جون 2004 کے دس بجے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تک بعض نامعلوم وجوہات کی بنا پر احتجاجی دھرنا دینے والوں میں سے نصف سے زیادہ لوگ اپنے گھروں کو واپس چلے گئے اس دوران پانچ جون کو مقامی انتظامیہ اور نصاب ایکشن کمیٹی کے مابین ایک عبوری امن فارمولہ طے ہوا۔ اسیطرح ایکشن کمیٹی کی طرف سے اس عبوری فارمولہ کے اعلان کے بعد آغا سید ضیاء الدین رضوی اور دیگر گرفتار شدہ گان کی رہائی کے بغیر بچا کچا مجمع بھی نعرے لگاتا ہوا منتشر ہوا اسیطرح اس تحریک نصاب کا سین آسان طور پر ڈراپ ہوا بعد میں آغا صاحب اور آپ کے ساتھی رہا ہوئے مگر عوام میں سے اکثر گرفتار لوگ ذاتی تعلقات کی بنا پر رہا ہوتے رہے اور ایک سال تک تادم تحریر چند جوان اب بھی گرفتار ہیں بدقسمتی سے 8 جنوری 2005ء کو سرزمین گلگت میں بیسوی صدی کا دوسرا بڑا واقعہ پیش آیا اس سانحہ فاجعہ میں آغا سید ضیاء الدین رضوی اور آپ کے تین محافظین شہید ہوئے اور اس کے علاوہ کئی بیگناہ جانیں ضائع ہوئیں ۔اسیطرح ایک بار پھر یہ خطہ فرقہ واریت کے دلدل میں بری طرح پھنس گیا ہے۔ یہاں آئینی حقوق اور قانون کی پاسداری کے بغیر امن کا تصور بے معنی ہے یہاں مخلص سیاست دان اور جمہوری سیاسی پارٹیاں ہی اس بے ہنگام ماحول کو سنوار سکتیں ہیں مگر آئینی حقوق کے فقدان کے علاوہ مقامی انتظامیہ اپنے مفادات کی خاطر علماء کے نام پر مولوی حضرات

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کو اہمیت دیتی ہے بقول اقبال

دین عالم فکر و تدبیر و جہاد
دین ملا فی سبیل اللہ فساد

کیونکہ یہ حضرات اپنے سستے فتووں اور مناظرانہ طرز بیاں سے مسلم برادری کے پرسکون ماحول میں ارتعاش پیدا کرتے رہتے ہیں اس لئے ہر باشعور اور مخلص مسلمان اس طرز ادا کو پسند نہیں کرتا ہے مگر جو حکمران لڑاؤ اور حکومت کرو کی پالیسی کو اپنائے ہوئے ہیں انکو اس فرقہ ورانہ ماحول سے فائدہ اُٹھانے کا جواز مل جاتا ہے اس لئے فرقہ واریت قوموں کی بقاء کے لئے زہر قاتل ہے۔

خیال خاطر احباب چاہیے ہر دم
انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو

ابتدائے اسلام سے آج تک مکتب شیعہ خیر البریہ نے لفظاً اسلام اور لفظاً ایمان کا حقیقی فلسفہ حیات و ممات کو اپنائے رکھا ہے اس لئے شیعہ مکتب فکر اپنا نظریہ کسی پر زبردستی ٹھونسنے کی کوشش نہیں کرتا ہے اور نہ کسی کے نظریہ فکر کو زبردستی قبول کرنے پر تیار ہے کیونکہ سلامتی و امن اور اتحاد و بھائی چارے کا قرآنی پیغام یہ ہے کہ اپنا عقیدہ مت چھوڑو اور دوسرے کے عقیدے کو مت چھیڑو یہی امن اور بھائی چارے کا قرآنی مفہوم ہے اور "لَکُمْ دِینُکُمْ وَلِیَ دِینِ" کے حکم پر عمل پیرا ہو کر اتحاد امت

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کے لئے کام کیا جا سکتا ہے مکتب شیعہ نے اپنے ابتدائی تاریخ سے آج تک ہر جابر حکمران کے دور میں صبر و شکر کے علاوہ دلیل و برہان کے ساتھ اپنی فکر و نظر کی ترویج کیا ہے اس لئے دنیائے اسلام میں حکومتوں اور ادیان و مذاہب کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کیا جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ ملت شیعہ نے کبھی بھی جبر اور دباؤ سے اپنا مکتبی نظریہ منوانے یا کسی سے اس کا نظریہ چھڑانے کی کوشش نہیں کی ہے۔

کیونکہ مکتب جعفریہ نے اپنے بے داغ ثقافت کو اخلاق حسنہ اور عقل و نقل کے واضح دلائل سے متعارف کرانے کی کوشش کی ہے اور اسطرح مکتب شیعہ کو یہ علمی فکر و نظر اور صبر و استقامت در مصطفیٰ ؐ سے آپؐ کے عظیم خانوادے کے طفیل ملا ہے اور مکتب شیعہ نے وصال پیغمبر خاتم ؐ کے بعد دباؤ اور زیادتی کے باوجود شورائی نظام حکومت کے طریق کار کو تسلیم نہیں کیا ہے اس طرح واقعہ کربلا کے عظیم سانحہ سے آج تک مکتب شیعہ کے ماننے والے سلامتی اور امن کی معتدل راہ پر گامزن ہیں اور تاریخ اسلام کی غیر جانبدارانہ تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ ماضی کی اسلامی تحاریک اور آج جدید دور میں چلنے والی اسلامی تحاریک سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ مکتب اہل بیتؑ کے علاوہ کسی دوسرے مکتب فکر کی اسلامی تحاریک میں یہ خالص جذبہ واضح طور پر نظر نہیں آتا ہے کہ خود مٹ کر اپنا نظریہ کو مٹنے سے بچایا جائے دنیا کی تاریخ اور خصوصا تاریخ اسلام میں یہ انوکھا کام فقط علیؑ اور اولاد علیؑ کے خانوادے میں نظر آتا ہے اور ان ذوات مقدسہ کے نقش قدم پر چل کر مکتب شیعہ نے یہ کام انجام دیا ہے کیونکہ اس مکتب فکر نے امام جعفر صادقؑ کی ثقافت کی خاطر خود

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

قربانیاں دی مگر کسی اور پر ظلم وزیادتی کی بھرپور کوشش نہیں کی ہے اور اسطرح ادیان عالم اور مکاتب فکر کے درمیان مکتب شیعہ کی یہ خاص پہچان ہے بقول ڈاکٹر اسرار احمد قائد تحریک اسلامی پاکستان "پوری دنیا کی اسلامی تحاریک میں خودمٹ کر اپنے نظریہ کو بچانے کا خاص جذبہ کم رہا ہے مگر یہ کام شیعوں کا رہا ہے اسلئے شیعہ ایران میں کامیاب ہوئے ہیں۔"

خلاصہ یہ ہے کہ مکتب شیعہ خیر البریہ اپنا وزنی نصب العین کے مطابق اسلام محمدیؐ کے لازوال اصول اور ایمان علوی کے انمٹ نقوش کو اپنے سینے سے لگائے قائم آل محمد حضرت محمد مہدی موعود عجل اللہ تعالیٰ فرجہ کے ظہور تک اپنی منزل مراد کی جانب امن وآشتی کے ساتھ گامزن ہے اور اسطرح انبیاء اور اولیاء کا یہ گروہ حضرت ابراہیم خلیلؑ اور حضرت نوحؑ کے بعد حضرت علیؑ سے منسوب ہو کر دامن قیامت تک قائم ودائم اور جاری وساری رہے گا۔

انشاءاللہ

والسلام

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ماخذ کتاب

1:۔قرآن مجید سورہ الصفت وسورہ قصص
2:۔تفسیر بیضاوی جلد چہارم
3:۔تفسیر فتح القدیر وفوز الکبیر
4:۔تفسیر صافی
5:۔قاموس والمنجد
6:۔صواعق محرقہ
7:۔فردوس دیلمی
8:۔تاریخ مذاہب اسلامیہ
9:۔تشیع ورہبری
10:۔تاریخ جموں کشمیر
11:۔تاریخ گلگت
12:۔تاریخ چترال
13:۔تاریخ چلاس
14:۔تاریخ عہد عتیق ہونزہ
15:۔تاریخ بلتستان
16 سانحہ گلگت
17:۔اسلام گلگت میں
18:۔زندگی کی بارات
19:۔شمشیر سے زنجیر تک
20:۔مجلہ پیام آشنا اسلام آباد
21:۔پیام مشرق

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عاصم کریم کی یاد میں

نوجوان اور نوخیز انجینئر عاصم کریم کی بے وقت موت نے نہ فقط اس کی ماں اور باپ کو غمزدہ کر دیا ہے اس کے یار دوست ہم جماعت ساتھی اور اس کے شفیق اساتذہ کے علاوہ تمام احباب کو بھی غمگین کر دیا ہے عاصم کریم کی شرافت ملنساری اخلاق وسیرت اور مشکل وصورت نیز اس کی ذہنی قابلیت کے سبب تمام دوست احباب کو اس کی ناگہانی موت پر سخت افسوس ہوا اس لئے اپنے اور پرائے کی زبان پر یہ بات تھی کہ مرحوم ملک اور قوم کا قیمتی اثاثہ تھے ان کو جلد موت نہ آتی تو کیا تھا لیکن قانون قدرت کے سامنے ساری کائنات بے بس ہے اور موت ایک اٹل حقیقت ہے اس سے فرار ممکن نہیں۔

موت کے سیلاب میں ہر خشک وتر بہہ جائے گا
ہاں فقط نام حسین ؑ ابن علی ؑ رہ جائے گا

مرحوم انجینئر عاصم کریم دینور گلگت میں انجینئر عبدالکریم جلال آبادی کے ہاں 13 جولائی 1979ء میں پیدا ہوئے اس نے 1997ء میں پبلک سکول جوٹیال گلگت سے اول پوزیشن میں میٹرک کا امتحان پاس کیا اور اسیطرح 2000ء میں اسلام آباد کالج برائے طلباء سے اول پوزیشن میں انٹرمیڈیٹ کا امتحان پاس کرنے کے بعد انجینئرنگ یونیورسٹی پشاور میں داخلہ لیا اور 2005ء میں اول پوزیشن میں انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کی اور فارغ ہوتے ہی اسلام آباد میں ایک پرائیویٹ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فرم میں ملازمت شروع کی تھی اس دوران ہی اعلیٰ تعلیم کی خاطر یونیورسٹی آف سوتھ ہمپٹن جو دنیا میں سیول انجینئرنگ کی بہترین درسگاہ ہے کی طرف سے سکالر شپ کے حقدار قرار پایا تھا مگر دنیا کی بے ثباتی نے اس کے اپنے ارمان کے ساتھ ماں اور باپ کے ارمانوں کو بھی چھین لیا اور اسطرح 16 جنوری 2006ء میں گاؤں تجمال علاقہ کوہستان کے مقام پر پتھر لگنے سے حادثاتی موت کے شکار ہوئے اس حادثاتی موت کے بعد گاؤں تجمال کے لوگوں نے انسانی ہمدردی اور اسلامی اقدار کا بھرپور مظاہرہ کیا اور اس نوجوان کی میت کو مشکلات کے باوجود منزل تک احترام سے پہنچادیا ان حضرات کی اس انسانی خدمت اور ہمدردی پر مرحوم کا شریک سفر اور جگری یار انجینئر یاور عباس اور مرحوم کے والدین اور خاندان ان حضرات کا ممنون رہیگا اور خداوند عالم اس خدمت کا اجران کو عطا کریگا۔ بارگاہ خداوندی میں دعا ایک فریاد ہے اور وہ عظیم ذات ہی فریاد کو سنتی ہے اس لئے ہر پڑھنے والے ہمدرد سے التماس ہے کہ اس نوجوان کے حق میں بخشش کی دعا کرے کہ خداوند کریم عالم کریم مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ نصیب کرے۔ آمین

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

محقق استاد شیخ غلام حسین انجم کی تصنیفات وتالیفات اور تراجم کی تفصیل

1:۔تنبیہ المسلمین ترجمہ تنبیہ الغافلین از علامہ بہاء الدین ترمذی

2:۔پیغام اہلبیتؑ (جوانوں کی ذمہ داریاں) ترجمہ در مکتب اہلبیتؑ (آیۃ اللہ سید محمد تقی فلسفی)

3:۔مختصر سوانح حیات شیرازی ترجمہ نگرشی از زندگی آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد شیرازیؒ

4:۔اصول خمسہ .... عقائد

5:۔اسلام گلگت میں............تاریخ

6:۔زندگی کی بارات

7:۔جلال آباد کیوں جل گیا؟

8:۔قائدہ منہاج القرآن

9:۔شاہ ہمدان اور مرد قہستانی

10:۔شیعیت گلگت میں

11:۔ابی طالب مظلوم تاریخ

12:۔ماضی کے مزار سے مزار شریف تک

13:۔تہذیب الاطفال

14:۔مکتب اہلبیتؑ کے تین عظیم لکھاری

15:۔دلہن جو سہاگن نہ بن سکی

16:۔شینا ادب اور شاعری

17:۔دھند

18:۔فلسفہ عزاداری

19:۔تحفہ رمضان

jabirabbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas